دیوان خواجہ وزیرؔ

دیوان

خواجہ وزیرؔ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا
یہ دیوان ہے الحمد للہ تاج قرآن کا

عوض مطلع کے کھینچو ابرو کے نقشہ سے روئے جاناں کا
بنے تا مطلع خورشید مطلع اپنے دیوان کا

زلیخا کی طرح کس شاہ ملک حسن نے جھانکا
ہر اک تہ وزن بنا ہے چشم یوسف سے زندان کا

نہیں ابرو بہ خط میں جلوۂ حسن روئے جاناں کا
عیاں ہے تخت یہ پریوں کی جھرمٹ میں سلیمان کا

ہوا جو بن فزوں خط سے سیہ روئے جاناں کا
بڑھا ہے آہو سے حل ہے حسن اور قرآن کا

حنائی ہاتھ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہے
شجر تیرے نگین کا بنگیا ہے نخل مرجان کا

گلے سے حرف باتوں کی نظر آتی ہیں حیرت ہے
عیاں جوہر ہیں سنگ آئینہ ہے جسم جاناں کا

کریگا آتش افروزی چمن سے وا ای گیسو میں
دھواں بنکر ولائی کا نظارہ سنبلستان کا

دکھایا بے تکلف ہو کے منہ اوس حور طلعت نے
اٹھا کھونگھٹ کہ دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

بلا کر اوسی چلمن سے جو ہملوا آنکھہ لڑاتی
غزال چشم پر دھوکا ہوا شیر نیستان کا

پری وش پڑھتی ہین کلمہ مرا مین ہون وہ دیوانہ
ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا

تری ہونٹون کے آگے رنگ جب اسکا نہین جمتا
تو کیا کیا جوش کھاتا ہی لہو لعل بدخشان کا

ہے یہ حسن دو ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی
چھلک جاتا ہی بھرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا

نہین ہے سرمے کا دنبالہ ای ترک آنکھہ مین تیری
پھریرا سرمئی ہی یہ نشان فوج مژگان کا

ذقن مین جو اسنے خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا
لطافت سے عیان ہی تخم یہ سیب زنخدان کا

وہ گریان ہون جو میرا یوسف دل گر پڑا مین
کبھی پانی نہ ٹوٹے گا تری چاہ زنخدان کا

جہان کو قتل کرتے ہین یہ مہر و جامہ زیبی سے
مگر تیغ ہلالی ہی ہلال انکی گریبان کا

رہا کرتا ہے وا اپنا دہان شکوہ فرقت مین
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا

دکھایا اوسنے عارض قبر عاشق کی لگی کہدنے
سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا

بنینگی ڈول ہر بازی طفلان مر گل کے
اثر باقی رہیگا الفت چاہ زنخدان کا

حلب کی صبح صادق کا گمان ہے اوسکی عارض پر
مسی پر لعل لب کی شبہہ ہی شام بدخشان کا

بہت کچھہ کھو کے پائی اسنے راہ خود فراموشی
دل گم گشتہ آپہی خضر ہی اپنے بیابان کا

گرا قطرہ پسینے کا جو اوس روے مخطط پر
تلی کا جنس جان کے ساتھہ یہ سیپارۂ قرآن کا

ہوئی ہین جمع آنسو کر رہی ہین شعخیان کیا کیا
گمان ہی دامن مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا

فلک سے ہی دماغ ای منعمو اپنا گدائی مین
بہت ہی بوریا خواہان نہین تخت سلیمان کا

دل دیوانہ کی چندے جو زلفون مین بسر ہوگی
لقب ہوجای گا صبح وطن شام غریبان کا

نپایا بوسہ لب اوس پری کی جب تو یہ سمجھا
نہین انسان کی قسمت مین چشمۂ آب حیوان کا

لب لعلین پہ اوسکی یہ نہین ہی پان کا لاکھا
نکل آیا ہی کھا کر جوش خون لعل بدخشان کا

پر نیرا دونے دی مٹی جو مجکو بعد مرنیکی
کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

2

مسین بھیگین نہین ہین ای وزیر اوس آتش رو کی
نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا

23

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا
چار جوہر مل کے اک آئینہ پیدا ہو گیا

پھٹ گیا دامان یوسف کیا ہی رسوا ہو گیا
کیون نہ سوزن سے کھکر دست زلیخا ہو گیا

اب کرامت کیجیے اب معجزے دکھلائیے
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہو گیا

ذکر آیا جب بھوون کا گر پڑے ہم سر کی بھل
آیتین سجدے کی سنکر فرض سجدا ہو گیا

در پہ اوس خوش چشم کی جا بیٹھے ہین مثل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہو گیا

خوب محشر کر کے برپا یار کو دکھلا دیا
آج اور فتار جانان کا رفدا ہو گیا

وای محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
میرے اوسکی درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

سایۂ قامت بھی ہرجائی ہی کیا تیری طرح
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہو گیا

طوق کی حیلے مین ہم بھی گھور کی کو جائینگے
گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلی ہو گیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
بنکی آہو سایہ اپنا دشت پیما ہو گیا

خود نما جب ہو گیا آئینہ سودای عشق
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلی ہو گیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام ے
مست مین اللہ کہ جو منہ سی نکلا ہو گیا

ہو گیا وحشی گہر دیکھی جو وہ موتی سی دانت — بڑھ گئی گرد یتیمی دشت پیدا ہو گیا
کیا سنایا کیا پڑھا یاد ای چمن آرا مین — گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہو گیا
جلوہ محبوب مہوش دیکھ لے ہر رنگ مین — قیس کو آہو بہی چشم شوخ لیلی ہو گیا
خاک مین ملجای وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو — پہوٹ جائے آنکھ اگر موقوف رونا ہو گیا
خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہو — ہمسے گر پوچھو تو چکر مین زمانا ہو گیا
خط مشکین سے تری ہر کسقدر لپٹا ہوا — کیا مرے دل کا ورق خط کا لفافا ہو گیا
وقت نظارہ معطر آنکھ کے پردے ہوے — عطر نرگس تیری آنکھون کا پسینا ہو گیا
کیا نمک ہی تجھمین ای ساقی کہ بو سی ترے — بادۂ انگور بہی ساغر مین سرکا ہو گیا
سبزہ عارض پر نہین بے وجہ او روح روان — تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہو گیا
ہم بغل ہونگی ہی ابتو سراپا آرزو — ضعف سی قد جھکے آغوش تمنا ہو گیا

۲

قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہی ای وزیر
شوق سے سجدہ کرون کعبہ مدینا ہو گیا

۲۲

۹۹

جسم کیسا یان لباس جسم آدھا ہو گیا — جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہو گیا
جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہو گیا — شوق نظارہ مین ہر دم طماچا ہو گیا
پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہو گیا — ابتو ساقی نام دریا نوش اپنا ہو گیا
چشم کم سی ہمنے دیکھا گھٹ کے قطرا ہو گیا — ای حباب ابتو ترے کوزے مین دریا ہو گیا
دانت پر اپنے لگا کر دونکی لیتی ہو کیون — آب گوہر مل کے کیا خنجر دو آبا ہو گیا

سرخ عارض پہ تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زرین پہ گویا سبز مینا ہو گیا

سبزہ عارض سے جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتے ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پھٹنا تھا ستم ہی دست شوق
ٹکڑے ٹکڑے جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بھی جا پہنچے خریداران حسن جم فروش
چاہ یوسف کے لیے دوکان سودا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کھا گیا مجھ ناتوان کو غم مری خوش چشم کا
ہو کے کاہیدہ ابھی آہو کا چارا ہو گیا

آتش رنگ حنا سے دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتھ آگیا لو دست موسی ہو گیا

ہو گیا جامے سے باہر اپنے کپڑے پھاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانے کو رستا ہو گیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نے
آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدھا ہو گیا

دیکھنا ہم میکشون کی ساقیا دریا دلی
آنسوون سے بھر یا خالی جو شیشا ہو گیا

میرے طالع کا ستارہ کسقدر گردش مین ہی
آسمان پہ چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وای محرومی گلی پر میرے چلکر رہگیا
منہ ہوا خنجر کا میٹھا جب وہ کڑوا ہو گیا

ابتو رونیکی صدا گوش بتان تک جایگی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

بارہ کی ڈوریکا نارا ب گلی مین چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

قطعہ

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کر رہی ہین
چرچے ہین عاشق کے یاد حق کا حیلا ہو گیا

زیب دیتا ہی تماشا گاہ عالم کر کہون
جسطرف گذری ہی اک محو تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن
سات یہ اور ایک تم آٹھون کا میلا ہو گیا

گرمیان کمین اسقدر ہر عضو شعلہ ہو گیا
خشک دریا ہو گئے موقوف رونا ہو گیا
ہون وہ لاغر جب گرا اونکی کف رنگین ہاتھ آ گیا
کر دیا تحریر اپنی بے صدا تقریر کو
آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا
وا کیا جب یار نے آئی صدا مثل صریر
بل بے شوخی دیکھتے ہین جب مرا قد دوتا
آنکھ ہر اک طفل کی اب اچھیون پڑ گئی
تم نہانے کیا گئے اوسکو ملا یا خاک مین
طوق قمری ہو کے بالیدہ بنا دیوار باغ
فہمی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوے
اپنی جامی سے اگر باہر ہون اب ممکن نہین
اونکی جلنے کی صفت لکھی تو ہل چل پڑ گئی
مژدہ ایساقی جنون خیز ابکی آئی ہے بہار
دید کے قابل ہے اوکبک دری رفتار یار
کھینچ لایا حسن کو بھی عشق اپنے رنگ پر

شبکو روشن یار کے بازو کا اگا ہو گیا
خاک ہے پانی کہان چوڑا ہاچو کا ہو گیا
طائر رنگ حنا بھی رشتہ برپا ہو گیا
مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہو گیا
جامۂ تن اچھیون شبنم کا کرتا ہو گیا
خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہو گیا
ہنس کے کہتی ہین بدن کیا انکا دہرا ہو گیا
ڈھیلی آنکھون کی چلے مجکو جو سودا ہو گیا
ریگ ماہی فرط بیتابی سے دریا ہو گیا
سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہو گیا
ہاتھ مین خامہ عصای دست موسیٰ ہو گیا
ضعف دامنگیر ہے تصویر دیبا ہو گیا
قاصد اپاہی قلم سے خط روانا ہو گیا
شیشۂ توبہ کو تپھر جام صہبا ہو گیا
ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہو گیا
ضعف سی مین زرد وہ سونے سے پیلا ہو گیا

۳

مے سے نکلا جام مے اپنے لیے مثل حباب
ایک ہاتھ اک پاؤن سے ہے جسطرح رفتار کلک
آئینہ دیکھا تو اپنے خط پہ آنکھ اوسکی پڑی
سنگ اسود کو لب فرہاد سے چوما اگر
بھر کے دیکھا جام ہمنے بے پیے خالی ہوا
آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد ہین

دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہوگیا
چلتے پھرتے ہین سدا گو جسم آدھا ہوگیا
کاغذی بادام اس خط کا لفافا ہوگیا
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہوگیا
فرقت ساقی مین نچوڑا پیالا ہوگیا
اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہوگیا

۵

کوئی مرتا تھا نہ اوسکی ترچھی نظرون پر زیر
پار گذرا دل کے جب یہ تیر سیدھا ہوگیا

۲۳

تصور یہ ہے آنکھون مین اوس لیلی شمائل کا
دماغ ایسا ہے جانان تیرے دروازیکے سائل کا
بدن مین میرے جتنے زخم ہین پانی چراتی ہین
پنہایا یار کو بھی طوق منت کی ہمائی سے
ادھر مینے تواضع کی ادھر تعظیم اوسنے کی
بہت جھنجھلا اوٹھا یا سر گری نظرون سے قدر اوسکی
کسیکی سنبل خط کے تصور مین جو پھرتا ہون
بنی ہے آہ منہ پھیرے ہوے تصویر بھی اوسکی
کسی موئے کمر سے خاک ہونے پر بھی الفت ہے

کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہے پردہ محمل کا
موا ہون تو صدا دیتا نہین کاسہ مری گل کا
نہ پوچھو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا
فلک نے بار ہی نالہ سے لیا میری سلاسل کا
جھکائی مینے جب گردن تو اوٹھا ہاتھ قاتل کا
نہ دیکھا کوئی پروانہ چراغ ماہ کامل کا
تو شکل خامہ نقش پا مین ہے عالم سلاسل کا
کھچا ہے ہمسے رہا کرتا ہے کچھ نقشہ بھی قاتل کا
پڑا ہے بال از خود جب بنا کاسہ مری گل کا

گلا کاٹون مین اپنے ہاتھہ سے بے منت قاتل
مری ناخن سے حل ہو جای عقدہ میری مشکل کا

کریموں اب کنارہ کر کہ قسمت کچھہ عجب شی ہے
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھہ ساحل کا

جنون اب تھک گیا ہون بھر تی پھر تی چین کر دے
کہین جاگ نہ جای پای خفتہ سنکر غل سلاسل کا

اٹھی خونکی قطرون سے آواز آتے گھنگرو کی
بھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی دلمین کبھی آنکھونمین جا دون ان حسینونکو
کہ ماہ و مہر کا ہی کام طی کرنا منازل کا

نکل جائین تڑپکر مچھلیان دست حنائی کی
لہو بھر جای او قاتل اگر مجھ نیم بسمل کا

چرا کرتے ہین سبزہ کھیت کا کشتونکی جا آہو
سمجھتا ہون مین یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا

چڑھاتے دار پر منصور کے ہمراہ زاہد کو
تماشا دیکھنا منظور تھا گر حق و باطل کا

کسیکی آنکھہ کے سرمے نے مجکو مار ڈالا ہے
ندی آواز اگر ٹوٹی کوئی ساغر مری گل کا

زمین بھی نکلی جاتی ہے مری پاؤنکی نیچے سے
مجھے مشکل ہوا ہے ساتھہ دینا اپنی منزل کا

خوش آتی ہے وہ رحمت مجکو جسمین رنج بھی کچھہ ہو
جو تکیہ بھی ہو تو پر ہای مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال اشک کچھہ مشکل نہین مجکو
کہ بس اک پاؤنکی لغزش ہی طی کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہے جسکی سبب پامال رہتی ہے
حنا نے ذبح کرنے مین غضب تھاما ہاتھہ قاتل کا

۶	وزیر اب سینے مین دلکی عوض کیا درد رہتا ہے کہ رویا کرتے ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان بیدل کا	۲۶

نشانہ بعد مردن بھی ہے ہامین تیر قاتل کا
بنایا کرتے ہین ناوک فگن تودہ مری گل کا

جو جیتے تھے تو روتے تھے ہوے ہین خاک مرنے پر
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و گل کا

فقیری مین بھی ایدل آسمان پر ہی دماغ اپنا
گدائی بھی کرین تو لیکے کاسہ ماہ کامل کا

گل زخم بدن مین اب گل بازی کا عالم ہی
نکل جاتا ہی مضمون ہاتھہ آکر زخم بسمل کا

دلائی یاد شیون پھر کسی گل کی تبسم نے
سکھایا خندۂ گل نے ہمین نالہ عنادل کا

برای بازی طفلان ہبی ہی آسیا اکثر
وہ سرگشتہ ہون مرنے پر یہ نقشہ ہی مری گل کا

زبان تیغ او ظالم اگر کچھہ حال پرسان ہو
دہان زخم سے کہنے لگین ہم مدعا دل کا

غش آیا ہی ہمین بس دیکھتے ہی تیغ ابرو کو
ہماری منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا حال جوش گریہ ہی طوفان سا طوفان ہی
بندھی اس بحر مین مضمون بھلا کیا خاک ساحل کا

خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تھے
مہ و خورشید پر دھوکا ہوا مجکو جلاجل کا

اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہی
مری افتادگی کی ہاتھہ حل ہوتا ہی مشکل کا

مری اشکون کے دریا کا کبھی جو شور سنتا ہی
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا

ہین گر کفش تو یا رب وہ آکر خوب سا روندے
مبارک ہو ہی دشمن پر یا کہنا مری دل کا

بنی ریگ روان خاک ہی اور ڈھونڈھا کیی مجکو
نچھوٹا بعد مردن ہم سی طی کرنا منازل کا

یونہین ہم ساربانی غیرت لیلی کی کرتی ہین
نہین محمل تو مضمون باندھتے رہتے ہین محمل کا

اگر سیلاب اشکونکا بھی گا یونہی ای وحشت
بنیگا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا

بجھائی چاندنی مہتاب اور خورشید مشعل ہو
فلک قصائی ہو شادی جبکہ لون نام اوسکی محفل کا

کسیکی جستجو مین بخت ور آنکھون مین آتی ہین
تلاش یوسف گم گشتہ مین ہی قافلہ دل کا

مری بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی
بط مے بھی دکھادی اب تڑپنا مرغ بسمل کا

ستاری جھڑتی ہین جلنی مین اوسکی کفش زرین سے
قبا ہی آسمانی رخ مین عالم ماہ کامل کا

تو وہ یوسف لقا ای زہرہ وش ہی گر کبھی جھانکی
زیادہ چاہ کنعان سے ہو رتبہ چاہ بابل کا

لگالون طوق کو بس اب گلی سے مدعا سمجھا
نہین ہو جبہ قدمون پر مرے گر نا سلاسل کا

جھکاتی ہین کنوین تو نی فرشتے کے کھون منہ پر
تری چاہ ذقن نے منہ کھایا چاہ بابل کا

کبھی دیتے ہین اسکو عرش کی زنجیر سے باندھو
فلک ہے ہی دو باغ انر وزون اپنی وحشت دل کا

مسلمان ہو ن تو جو کعبے مین کھون سنگ اسود کو
تصور ساتھ ابرو کے کرون رخسار کے تل کا

۷

بنے گا نامہ بر زاغ کمان اب ای وزیر اپنا
ہی خط مین وصف خال ابرو خمدار قاتل کا

۲۵

بس مردن بھی مشکل ہی پونہچا یا تک دل کا
لحد ہی نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا

مہ نو سے کھنچا ہی صاف نقشہ تیغ قاتل کا
دکھا دی ای فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا

صریر کلک فکرت نی سنائے نالہ مجنون
کوئی مضمون جو وحشت مین لکھا لیلی کی محمل کا

تو وہ لیلی ہی گر پھرتا رہون تیرے تصور مین
دکھائی آبلہ پا ہو نکا میرے جلوہ محمل کا

مہ خورشید اگر پھرتے ہین تو گردون بھی پھرتا ہی
حسینونکو نہین دشوار طی کرنا منازل کا

کمال عشق مین راحت ہو وہ جو رنج ہوتا ہی
نہین ہی زخم گردن پر یہ ہی احسان قاتل کا

پہنکو دھانی جو ڈالکھیت مین کشتونکی آ ظالم
ہرا ہو جای پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا

انا لیلی مین کیا ہی لطف مجنون ہی مزہ اسمین
تری آغوش مین عالم جو ہو آغوش محمل کا

تری ہین منتظر گنتے ہین اہر اتدن گھڑیان
کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا
چراغ ماہ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا گردون
نظر سے میری گر بیمار اونکی ہو گئین آنکھین
مثال تیر مغز استخوان سینے سے نکلا ہی
کہان تھا آسمان کو دخل ایسا شیشہ بازی مین
بنایا شمع کو پروانہ آگرا اوس بھبوکے نے
پر طاوس اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجھا
رگلی تیغ و سپر باندھے پھرا کرتا تھا وہ ظالم
نمک ایسا ہی اوسمین شور ہو کے چشمہ شیرین
تری حسرت کے آگے کیا حقیقت ہی گناہونکی
پس از مردن بھی مین رہتا ہون نالان انکی ہاتھون سے
بنائی گلزمین شعر مین اب آشیان بلبل
تمنا یہ رہی اوس بیوفا تک خط پہنچنے کی
قدم رہتی ہین تب دشت جنون مین اپنے چلنے سے

اری کافر یہ اولی پردہ ہی عقدا نا ہل کا
اوتاریگا پری اک روز یہ شیشہ مری دل کا
مین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا
تصدق کی لیے کھچواون وغل آنکھہ کی تل کا
تماشا دیکھہ او ابرو کمان بیتابی دل کا
اوڑایا ڈھنگ اسنی بھی مری بیتابی دل کا
ہی نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا
دہان زخم سے سائل ہوا ہین تیغ قاتل کا
لڑکپن بھی تھا خالی ستمگر ہی مری قاتل کا
بڑے گر عاشق و فرہاد اوس شیرین شمائل کا
خدایا روبرو حق کی کہان تب ہی باطل کا
بجاتے ہین پپیہا مجنون لڑکے مری گل کا
سراپا گل کی ہمصورت ہی یعنی قافیہ گل کا
کبوتر بعد مرنے کے بنا اکثر مری گل کا
پھرا دیتا ہی سر جب مجنون نالہ سلاسل کا

فقیری مین وزیرا آگئی پریان پاؤن پڑتی ہین
یہ نقش بوریا اپنے لیے ہی نقش عامل کا

گردم مشق خیال خطِ جانان ہوگا
کب دہن خط کے نکلنے سے نمایان ہوگا
بعد مرنے کے مرے کوئی گریبان ہوگا
تیرے ہاتھون مین پری تیغ دو چندان ہوگا
حال پوچھو نہ مرے رونے کا بن جانے دو
ہاتھ جوڑین گے سبھی گبر و مسلمان میرے
یار جائیگا اودھر ولیسے ادھر صبر و قرار
اوسنے تلوارین لگائین ہین مجھے ہنس ہنس کر
اپنے دروازے کی زنجیر سے باندھے مرے ہاتھ
چاند ہالے مین مجھے ونکو نظر آئے گا
شاد ہونگا جو مجھے قتل کریگا ظالم
ہوگا بیدار وہین سبزۂ خوابیدۂ قبر
رکھیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کے وقت
ہون وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سے مرے
اور بھی قاتل عالم یہ مرے گی خلقت
ہون مین شاعر نہ تُلینگے مرے اعمال زبون
پاؤن سوجائینگے تو خواب دیکھین گے اوسے

پھر تو جو خط مین لکھونگا خطِ ریحان ہوگا
یہ وہ چشمہ ہے خضر سے بھی جو پنہان ہوگا
زلفِ جانان کا مگر حال پریشان ہوگا
طائرِ رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا
ابھی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا
ایک مین دستِ صنم ایک مین قرآن ہوگا
صبح کے ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا
گلِ تر مردہ مری قبر پہ خندان ہوگا
اپنے درکار نہ کوئی اوسے دربان ہوگا
میری آغوش مین جب وہ مہِ تابان ہوگا
دہنِ زخم بھی رشکِ گلِ خندان ہوگا
میرا لاشہ جو لبِ گور سے نالان ہوگا
شعلۂ حسن چراغِ تہِ دامان ہوگا
رقص مین صورتِ طاؤس گلستان ہوگا
کبھی تلوار کے مانند جو عریان ہوگا
آپ موزون یہ مرا خرمنِ عصیان ہوگا
نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

ہڈیان میری مین سی جو مین نکلی آتین
گرسنہ آج مقرر سگِ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبانِ سحر
کوی او ہمین بھی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو مین مرنے پر
خط جو گردن پہ کھینچے گا خطِ فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلینگے جو ہمارا اعمال
چشم پرآب ہر اک پلۂ میزان ہوگا

بس ملا پہلے ہی سے ترک سخن کر دیجیے
کوچ آخر تو سوے ملکِ خموشان ہوگا

۹ — ۲۴

ہوکے مایوس سگِ یار پھرے گا جو فرید
استخوان میری ہما کھا کے پشیمان ہوگا

کبھی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا
لاکھ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیرے آنے کا یہ ڈر ای شبِ ہجران ہوگا
سایۂ دیوار کا گھر مین مرے پنہان ہوگا

کبھی جنت کے نہ دروازے پہ رضوان ہوگا
ہان جو ہوگا تو در دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلفون سی ہوجائیگی صلح
صاف ہوجائینگے گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مرے لاشے پہ نہ روئیگا کوی
زخم تن بھی مرے حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکھ سے بڑ تا بانہ
اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

الصنم رات جو چھوٹی ہو تو دن بڑھ جائے
زلف کوتاہ جو ہو حسن دوچندان ہوگا

آزمائیجیو تلوار لگا کر قاتل
ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی کل کی نصیحت مجھے ہنسنا نہین خوب
روونگا مین جو مرا زخم بھی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا جو اک بال بھی دکھلائیگا یار
مورچہ چھوڑ کے تلوار گریزان ہوگا

ہو گی ابرو جو لگے گی مرے ماتھے پہ تیغ
آنکھ پہ تیر لگے گا تو وہ مژگان ہو گا

یا پشیمانی و ابرو پہ چنے گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہو گا

یون نہین زلفون نے تری کئین جو بلائین نازل
اے پری تجھسے ترا سایہ گریزان ہو گا

آؤ گے اپنے اسیرون کی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی مرا در زندان ہو گا

روز اک داغ مرے دلکو جو دینگے گردو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہو گا

ہو گی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سے ہر اک زخم نمکدان ہو گا

آہ سے عرش کی زنجیر ہلا دینگے ہم
یون نہین گر جوش جنون سلسلہ جنبان ہو گا

آستین سی ہوی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑے ٹکڑے ابھی دامان بیابان ہو گا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتے ہی دست دعا غنچہ مرجان ہو گا

یون نہین ہو گا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہو گا

تول لیگی اوسی نظرون مین ولا رحمت حق
خرمن جرم نہ شرمندۂ میزان ہو گا

رنج سے رنج دیے یار کے دربانون نے
گذرے فردوس سے ہم ان سے جو دربان ہو گا

استخوان تن سی نکل آئین گی بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہو گا

۲۵	اوس پری کو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر نامہ بر آکے مرا مرغ سلیمان ہو گا	۱۰

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب بے کے ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

کیا یاد وہ ہی یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہی جو ساغر حباب کا

پرتو سے رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا — ہی رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونے کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا — بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھے جو وہ دہن کی کہو مین کمر کی بات — کیا ہی جواب دون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جاے کبوتر ہو نامہ بر — نامے مین ہمنے عطر ملا ہی گلاب کا

نامِ جواب نامہ سنا جان آگئی — بعد فنا جو دھیان تھا خط کے جواب کا

اپنے گناہ آنہین سکتے حساب مین — زاہد کو خوف چاہیے روزِ حساب کا

اوس گل پہ ہو گئے ہین کبوتر بھی عندلیب — قاصد نکر مجھے متوقع جواب کا

چھٹکی ہی چاندنی جو مرے سیل اشک سے — جلوہ ہی چشم تر مین ہر عکس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑھی ہین تری کیون نہ بل کرین — موئے کمر کو کیا ہی سبب پیچتاب کا

جز سوز غم جگہ مجھے پہلو مین کون دے — اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلے نکلے زخم کے انگور سے کھنچی — ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

چلنے مین نازکی سے غش آیا جو یار کو — چھینٹا دیا پسینے نے رخ پر گلاب کا

اب سکھو روند شوق سے اے توسن فلک — عالم ہلال مین ہی کسی کے رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجھے ہو جہان کو عیش — توڑون عوض مین پھول کے کانٹا گلاب کا

کہتا ہی وہ چھڑک کے نمک زخم پر مرے — ہنگام صبح پھول کھلا ہی گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے — مضمون جب مین لکھنے لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہی جو پابوس یار کو — انداز اوڑا لیا ہی یہ ہمنے رکاب کا

بزم جہانمین ہی کوئی دم یہ مے سرور
ہی ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجھسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنے خندۂ دندان نما کیا
لبریز موتیون سے ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے
وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جای جدھر منہ ادھر پھرے
عالم ہوا ہی مجمین گل آفتاب کا

۱۱

کافر ہوا ہون پیکی مے عشق بت وزیر
زنار مجکو چاہیے موج شراب کا

۱۵

اوس مہ کے منہ لگا ہی پیالہ شراب کا
ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تارے نمود ہون جو غروب آفتاب ہو
آنسو بہین ہتی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پھرا ہی مرے ساتھ دشت مین
ہی اس سے اسکی یاد مین چھالا حباب کا

مکتب مین غم کے حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہی یاد زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام مے کو نہ کہنا وگرنہ مین
جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سے خلد ہی
اے میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوس مہ کا جی پھرا ہی جو دریا کی سیر سے
گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی جو آگیا کبھی وہ مرے منہ مین مرتے دم
صرفہ کرے گلی سے جو خنجر کی آب کا

چہرے سے آفتاب قیامت مراد ہی
داماں حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی
آیا جو عشق گمان ہو اسکو خواب کا

صحرا مین پاؤن پڑکے مجھے خار رکھتے ہین
ہی سبکے دلمین گھر ترے خانہ خراب کا

وان سے اوٹھے تو منزل اوّل ہی گور کی
ہی قصد کوے یار مین اب پا تراب کا

سیراب کر مجھے ترے خنجر مین آب ہی
گر ہو سکے تو کام بڑا ہی ثواب کا

۱۲

بطرح تجلی آج چمکتی ہی ای وزیر
شاید کہین ہی ذکر مرے اضطراب کا

۲۲

کب دی ہمین وہ بھر کے پیالہ شراب کا
اوٹھے نہ جسکے ہاتھ سے ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھسے پھرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس ورودندانکی آب کا
آب گہر سے بھر گیا ساغر حباب کا

یہ روون مین فلک سے ملے سطح آب کا
پونہچا ون آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامے سے سطرین یہ وان ہوئین
قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

ریگ روان سے کیا ہی مرا کالبد بنا
یارب یہ کیا سبب ہی مرے اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب
کاغذ ہی اشک سرخ سے تختہ گلاب کا

ای شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہاے چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن ہین صورت خط زیر لب عیان
ادنیٰ یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتی کٹتی ہین وعدونکی رات آہ
ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نے چاندنی اوسے مشہور کر دیا
دیکھا جو تجھکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

ہر اک وہان زخم سے گویا ہون مثل نی
کیا منہ لگا ہون دیکھیے دینا جواب کا

ای مستِ ناز روے خطِ جام دیکھکر
آتا ہی دھیان نشہ مین خط کے جواب کا

ہنستا تھا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب
کیا کھل رہا تھا رات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلون کے تبو میکشی رہے
ہوتا ہی ساتھہ خوب شراب و کباب کا

لڑکے جدا ہین گرد مرے بلبلین جدا
ہر سنگ غم ن ہی پھول بنا ہی گلاب کا

اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر
کھینچا ہی جو ہلال نے نقشہ رکاب کا

ریگ رَوان کیطرح نہین خاک کو قرار
عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا

قطعہ

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن
دریا رواں ہوا مری چشم پرآب کا

مانند موج اسپ نے جب کی شناوری
حلقہ بھنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل سی ہونٹھ ہون
منہ سے لگاے یار جو ساغر حباب کا

۱۳	تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب کچھہ غم نہین وزیر کو روز حساب کا	۱۸

بزم صنم مین رات تھا چرچا شراب کا
روشن ہوا تھا شبکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال رونے پہ چشم پرآب کا
آنسو کے پونچھنے کو ہو دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مرے ماہتاب کا
دیکھا ہی منہ کسی نے کہان آفتاب کا

جو پیسے میرے پوچھے جو تو خشک گرم کو
ای برق جلکے خاک ہو دامن سحاب کا

آئیگا کوئی دم کے لیے یار ساقیا
ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

ہر اک دہان زخم سے گویا ہون مثل نَے
کیا منہ لگا ہون دیکھیے دینا جواب کا

ای مست ناز روے خطِ جام دیکھکر
آتا ہی دھیان نشہ مین خط کے جواب کا

ہنستا تھا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب
کیا کھل رہا تھا رات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلون کے ہو میکشی رہے
ہوتا ہی ساتھ خوب شراب و کباب کا

لڑکے جدا ہین گرد مرے بلبلین جدا
ہر سنگ غم سے ہی پھول بنا ہی گلاب کا

اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر
کھینچا ہی جو ہلال نے نقشہ رکاب کا

ریگِ روان کیطرح نہین خاک کو قرار
عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا

قطعہ

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن
دریا رواں ہوا مری چشم پرآب کا

مانند موج اسپ نے جب کی شناوری
حلقہ بھنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل سے ہونٹھ ہون
منہ سے لگاے یار جو ساغر حباب کا

۱۳

تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب
کچھ غم نہین وزیر کو روز حساب کا

۱۸

بزم صنم مین رات تھا چرچا شراب کا
روشن ہوا تھا شبکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال رونے پہ چشم پرآب کا
آنسو کے پونچھنے کو ہو دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مرے ماہتاب کا
دیکھا ہی منہ کسی نے کہان آفتاب کا

چربیسے میرے پوچھے جو تو شنک گرم کو
ای برق جلکے خاک ہو دامن سحاب کا

آئیگا کوئی دم کے لیے یار ساقیا
ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونے جائینگے
استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین
ساقی گلوے صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر مسی آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردنِ ساقی کو دیکھکر
محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوز دل پر پروانہ ہین ورق
شیرازہ تارِ شمع سے باندھو کتاب کا

آتا ہی غش ترے دُر دندان کو دیکھکر
چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا

گردش مین زیر ابروِ پرخم ہی چشم مست
محراب مین بھی دور ہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہون رکھون جو مین دشت مین قدم
ہر گرد باد دور ہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سے بھی آنکھ پھیر لے
ہون منتظر زمانے کی اس انقلاب کا

زنار موجین بن گئین ناقوس ہین حباب
اے بت کیا ہی تو نے جو نظارہ آب کا

کوے صنم مین شوق ہی میخواریان کرون
فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سے سیراب کرکے شوخ
پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا

۱۴

گردش پہ چشم مست کی دل بس گیا وزیر
ٹوٹا ہی دور جام سے شیشہ شراب کا

۱۵

آج ہمنے لبِ جانان دیکھا
اے خضر چشمہ حیوان دیکھا

روز افزون ہی ترا حسن اے ماہ
ایک ہفتے مین دو چندان دیکھا

کہا آئینہ قدِ آدم ہی
جب سراپا مجھے حیران دیکھا

مین وہ بلبل ہون تصویر پیشہ
دیکھکر پریون کے ہوش اڑتے ہین
پہلے ہی مر گئے ہم خوب ہوا
لمبے لمبے ترے بال آگئے یاد
کی نگہ چشم فنا سے جسدم
بادشاہی کی تمنا نہ ہی
ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا
یاد دندان مین ہر گیا دل بیتاب
تجسے اے صبح وطن ہو کے جدا
ایک ہی جھٹکے مین اے دست جنون
اپنے جامے سے ہوا وہ باہر

آنکھ کی بند گلستان دیکھا
تجسا کوئی نہین انسان دیکھا
نہ غم رحلت یاران دیکھا
جبکہ طول شب ہجران دیکھا
اپنے گھر آپکو مہمان دیکھا
جب سوِ گور غریبان دیکھا
خواب مین بھی نہ گلستان دیکھا
ہمنے گوہر کو بھی غلطان دیکھا
صدمۂ شام غریبان دیکھا
پاس دامن کے گریبان دیکھا
جسنے تجکو کبھی عریان دیکھا

۱۵	گر پڑی بجلی جو ہم تڑپے وزیر روئے تو ابر کو گریان دیکھا +	۲۱

میکشی مین ہمسے آزردہ جو دلبر ہوگیا
جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہوگیا
طوق آہن جو ہے اک حلقۂ زرہ ہوگیا
غنچۂ لب کے اثر سے کیا معطر ہوگیا

گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا
کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا
سنگ طفلان مجکو پارس کے برابر ہوگیا
بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہوگیا

معجزے ہوتے ہین تجھسے ہر قدم ای سروقد	جاتے جاتے باغ تک سایہ صنوبر ہوگیا
غیر عریانی بھلا کیا چاہیے جامہ مجھے	ایجنون مین اپنے ہی جامے سے باہر ہوگیا
خندۂ دندان نما کر تارے آجاتین نظر	شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہوگیا
تیغ قاتل کا نہین احسان سر پہ شکر ہی	یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہوگیا
نالۂ دل صور ہی خورشید محشر داغ ہی	صاف اب روز جدائی روز محشر ہوگیا
تیرے کوچے کا جو رونا یاد آیا خلد مین	مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہوگیا
ابرو خم گشتہ کشتی چہرہ ہی دریای حسن	کھل گیا جب گیسو پر پیچ لنگر ہوگیا
جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا	فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہوگیا
لکھکے خط ایسا مین رویا کہ پونہچا یار تک	نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہوگیا
خاک ہوجانے پہ بھی مجھمست کو ہی مے سے کام	بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہوگیا
لکھی دیوان مین جو اوس رخ مخطط کی صفت	صفحہ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہوگیا
خط کو چھاتی سے لگا کر مر گیا مین شوق مین	قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہوگیا
گردن مینا بنی جب شاخ گل کو چھو لیا	گل کو چشم مست سے دیکھا تو ساغر ہوگیا
عالم سودا مین جب آیا ترے رخ کا خیال	پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہوگیا
لکھگیا جس سطر مین تیرے در دندانکا وصف	دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہوگیا
اوس سراپا نور کے صدقے مین جو طائر چھٹا	ہاتھہ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہوگیا

پاؤن پڑنے سے مرے ایذا ہوی ایسی وزیر

کب چھپے گا چاند سا مکھڑا عیان ہو جائیگا
یار کے دالان کا پردہ کتان ہو جائیگا

جسطرف نکلا ہجوم عاشقان ہو جائیگا
ساتھ اوس یوسف لقا کی کاروان ہو جائیگا

یار سے رہتی ہین باتین پر نظر آتا نہین
دیکھنا اب آنکھ سے بہتر دہان ہو جائیگا

ہمصفیرو ہوگی جو رہا باغبانسے تب نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہو جائیگا

چٹکیونمین تو اوڑا دینا نہ ای دست حنا
طائر رنگ حنا بے آشیان ہو جائیگا

جب خفا ہوتا ہی تو یون دلکو سمجھاتا ہون مین
آج ہی نامہربان کل مہربان ہو جائیگا

آگیا جسدن ہمارے گرد باد آہ مین
خیمۂ افتادہ تو ای آسمان ہو جائیگا

گر زمین سے ہوگیا دود دل سوزان بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا

جل کے جو تمنے تہ و بالا زمین کو کر دیا
آنکھ پھیرو انقلاب آسمان ہو جائیگا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہمارے تیر سے
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جائیگا

پھر کے میرے ساتھ اوٹھا یاد شب پیمائی کا لطف
اب جو مین ٹھہرا ابھی سایہ روان ہو جائیگا

وصف روی یار کرنے کو بنیگا ماہ نو
اک مہینے مین مہ تابان زبان ہو جائیگا

لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہی
منہ دکھا دو آئینہ آب روان ہو جائیگا

یاد زلف شعلہ رو مین شکوہ گر روشن ہوی
اوٹھتے اوٹھتے شمع کا شعلہ دھوان ہو جائیگا

ہر رگ و پی مین سمائی ہو تمھین کھینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمہارا امتحان ہو جائیگا

ہوگا اک پہلو دل پر داغ اک پہلو وہ گل
یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جائیگا

کب سیہ کاری سے اونگا دشتونکو نظر
شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہوجایگا

۱۳

یاد گیسو کی رولائے گی چمن مین ای وزیر
سنبلستان میری آنکھون کو دھوان ہوجایگا

۱۴

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہوجایگا
دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہوجایگا

سوز غم سے شمع روشن استخوان ہوجایگا
جای سبزہ میرے مدفن پر دھوان ہوجایگا

خاک میری لے اوڑ اگر اوس سرو کیطرف
باد کا جھونکا مجھے تخت روان ہوجایگا

دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین لبولا باغبان
اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہوجایگا

مہربان ہی مجہپہ یا مہربانی سے تری
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہوجایگا

تو گیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد
ہر شجر بیتاب ہو ہوکر روان ہوجایگا

یار ہی نازک مزاج اور مین ہون غمگین کیا کہون
مطلب دل لب تلک آکر فغان ہوجایگا

ڈر ہی ایجر آج قاتل سے نہو قطع سخن
ٹانکے لک کر زخم میرا بے دہان ہوجایگا

گر پڑا قاصد سے تو لیگا سگ جانان اوٹھا
میرے نامے پر گمان استخوان ہوجایگا

خواب مین بھی اوسکو دیکھونگا نہ مین فرقت نصیب
پردۂ غفلت یقین ہی درمیان ہوجایگا

ملکے مستی وہ جمائے گا لکھوٹا پان کا
آگ لگ جائیگی بعد اوّل دھوان ہوجایگا

صاف قون ہی وعدۂ دیدار اگر جھوٹا کیا
صبح کاذب کا ترے رخ پر گمان ہوجایگا

باتون ہی باتون مین بڑھ جائیگا قصہ عشق کا
یہ سخن ہوکر بکر داستان ہوجایگا

کعبے سے بتخانے کو جاؤن گا اوسدم ای وزیر

۱۸ — مجھ مین اوس بت مین خدا جب درمیان ہو جای گا — ۱۳

رخ سے سرکی زلف ہوش ماہ انور اوڑ گیا
کھل گئے ہنسنے مین دندان نگ اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کے مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دے تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتے ہی مرا سر اوڑ گیا

اے دل بیتاب تا کے ذلتین کہتا ہے یار
گھر مین کیون آتا ہے پھر کیا ترا گھر اوڑ گیا

کب توانائی سے ہوتا جو ہوا یان ضعف سے
کوے جانا نکو ہوا سے جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین وہ بیتاب کھدتی ہے مری تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا

کچھ سبکسارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتھون سے بے پر اوڑ گیا

آنسوون کے ساتھ دم نکلا مرا آنکھونکی راہ
مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پا کر اوڑ گیا

کر دیا حیران صفای رخ نے صاف آئینے کو
خط نے وہ کھلائے جوہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش دیکھا
طرفہ اک طوطی مرے قابو مین آ کر اوڑ گیا

کسکی روے حیرت افزا کا ہے آنکھونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدۂ تر اوڑ گیا

سینہ و دلکی جدائی کا سبب پوچھین نہ آپ
کیا بتاؤن آگ سے سیماب کیونکر اوڑ گیا

۱۹ — بے سبب کب جلوۂ برق طپان ہے اے وزیر
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا — ۱۸

سر مرا کاٹ کے پچتایئے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھایئے گا

تھام لون دل کو ذرا ہاتون سے
ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جایئے گا

کہیے یاران عدم کیا گذری — کچھہ لب گور سے فرمائیے گا

یوسف حسن اگر گم ہوگا — آپ یعقوب نظر آئیے گا

کرکے اثبات دہن کیجیے وصف — دیکھیے منہ کی ابھی کھائیے گا

کم بھی دینے مین بہت فائدہ ہی — بوسہ اک دیجیے دس پائیے گا

خط پہ خط لکھیے گا ای شاہ سوار — گھوڑے کاغذ کے بھی دوڑائیے گا

مردم چشم سے آئے جو حجاب — آنکھہ کے پردے مین چھپ جائیے گا

کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہی — ادھر ای دست جنون آئیے گا

کہکے پائون سے چلے یار کے گھر — ہم جو اوٹھنے لگین سو جائیے گا

کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجائی — دربدر کیا مجھے پھروائیے گا

کیون بناوٹ سے اجی روتے ہین آپ — جھوٹے موتی کسے دکھلائیے گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا — بھرکے اشک آنکھہ مین پی جائیے گا

مصحف رخ کی قسم مین ہی مزا — ہمسے قرآن یہ اوٹھوائیے گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف — خط جو نکلا ہی نہ شرمائیے گا

ہمنے یوسف جو کہا کیون بگڑے — مول لیگا کوئی بک جائیے گا

حضرت کعبہ جو بن جائیے عرش — دل کی وسعت نہ کبھی پائیے گا

۲۰	ہم بھی آنکلین گے مسجد مین وزیر خشت خم لیکے جو بنوائیے گا	۱۴

مثل خورشید ہی ای گل یہ تن سرخ ترا
کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ بلبوس تو چھونے سے اوڑا جاتا ہی
تاب آغوش کی کیا لائے تن سرخ ترا

خط سے زائل نکبھی ہو رخ گلگونکی بہار
رہے سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوۂ شبنم و گل جب شب مین دیکھا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس مسونکا اسیر
خط سے یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین جسطرح حنا کی محتاج
یونہین بیکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھہ سکتے نہین اس در سے کبھی بھر کے نظر
کہین بنجائے نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا ہوتا جو ہم ای سوفار
دہن زخم مرا ور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی
لطف رکھتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین ایدل
خاک اچھا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سے نسبت
کہین خورشید سے روشن ہی تن سرخ ترا

مرتے دم سیب کو کیون سونگھہ لیا یوسف نے
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمۂ موج تبسم سے یہ ہوتا ہی کبود
تاب کیا بوسے کی لائے دہن سرخ ترا

۲۱

خونفشان چشم ہی کس گل تصور مین وزیر
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا

۲۰

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا

تمھارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سے ایسا مین درد مند ہوا — کہ سایہ پاؤن کا سر سے مرے بلند ہوا

کیا پسند خلائق نے اسقدر اوسکو — کہ رفتہ رفتہ کئی دن مین خود پسند ہوا

لکھا اسیرون کو اوسنے جو خط آزادی — ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسی نے بات نہ پوچھی پس فنا میری — ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتھ اوسکے کھنچ گیا مین بھی — تمھارے بام کا سایہ مجھے کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح — دعا کو پنجۂ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدۂ وصل — ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا

زبان شمع سے نکلے صدای بسم اللہ — چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش رنگ حنا نے گرمی کی — تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنے صانع کا — وہ آینہ ہون سکندر کے ناپسند ہوا

ہوا از بسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان — ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کے زہر مین تو نے لگائی کیا تلوار — ہر ایک زخم جو سر گرم زہر خند ہوا

نچھوڑی مرنے پہ تعظیم اوس پری وش کی — غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزے اوٹھائے خفا ہو کے اوسنے پیسے جو دانت — ہمین تو سودۂ الماس سودمند ہوا

ہر اک جوان کا پیری مین قد جھکا آخر — یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہے خالق ایک ہی ای بت یہ اپنی قسمت ہے — تو بے نیاز ہوا مین نیازمند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نے گلشن مین — غبار قمریون کا سرو قد بلند ہوا

۲۴	مری غزل کی صفت کرکے یار کہنے لگا سخن وزیر کا اب بادشہ پسند ہوا	۲۲

پس از فنا اثر سوز دل دو چند ہوا — جو میری خاک پہ دانہ گر اسپند ہوا

فروتنی سے نہ دست دعا بلند ہوا — دعا بھی سجدے مین کی عجز پہ پسند ہوا

نہ آیا محفل مے مین گر ایکدن ساقی — دعا کے واسطے دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سے مکھڑے کا عکس بولا یار — سپہر کے چاند کا اب مرتبہ دو چند ہوا

تجھے جو بام پر اے ماہرو کھڑے دیکھا — فلک سے آج ستارہ مرا بلند ہوا

کھلایا ایسا مجھے عشق خال جانان نے — کہ میرے سائے پہ بھی شبہہ سپند ہوا

گرا ہی دیکھ کے اوس زہرہ وش کا چاہ ذقن — فرشتہ خو تھا دل آخر کنوین مین بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین — ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا — شہید دیکھ کے اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار — بلائین لینے کو دست سبو بلند ہوا

تبری ہے آہ اسیرون کی دیکھ اے صیاد — تو اپنے گیسوون سے بستۂ کمند ہوا

یہ آرزو ہے ترے دیکھنے کی آنکھونکو — دعا کو پنجۂ مژگان تلک بلند ہوا

یہ تیرے افعی گیسو مین زہر ہے قاتل — پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسے گزند ہوا

قطعہ

مٹایا وصل سے مرے آج رنج عریانی — کیا شہید جو تو نے نیاز مند ہوا

بنے ہین صورت دامن یہ زخم دو بند آہ — گلے کا زخم گریبان تیر بند ہوا

یہ میرے وزد حنا کے لیے کمند ہوا سمند ناز کو اوسکے شکار بند ہوا پری کیطرح سم شیشے مین آپ بند ہوا زبان تک آتے ہی آتے مثال قند ہوا مرے کریم کو عذر گنہ پسند ہوا یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا الف ابھی سے ترے ناز کا سمند ہوا اک استخوان تھا سو وہ اوسکے ناپسند ہوا		حنائی ہاتھہ مین گیسو کو لیکے بولا یار دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکے دم ہین مین جو کھایا زہر تو یاد دہان شیرین مین کرے غرور نہ طاعت پہ مدو زاہد ہے فسانہ لب شیرین جو تا فلک پونہچا اب آگے دیکھیے ای طفل کیا پڑھائی گا لحد پہ آیا سگ یار نذر کیجیے کیا
۱۹	جو روئے ہم تو گرے ٹکڑے استخوانکے فریہ جنون مین سنگ سے یہ جو ربند بند ہوا	۲۳
مژدہ اےموت کہ عیسی سے ہی بیمار جدا ماہ نو چرخ پہ کھینچے ہوے تلوار جدا چاہیے تھا ہے بیمار سے بیمار جدا شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا کبر زاہد ہی جدا اکبر گنہگار جدا ابھی سر کیتنے کریگی تری رفتار جدا تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا		حسرت ایجان کہ ہی دلبر سے دل زار جدا در پی قتل زمین پر وہ ستمگار جدا چشم سے چشم ہی ہی جو یہ دلدار جدا ہی یہ الفت مجھے سفاک نی جب وار کیا اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش پہ تیغ کہسار سے گیا کبک گلا کاٹ موا جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف

آگیا باغ مین گل ذکر جو اوس عیسی کا
ہم جدا رونے لگے نرگس بیمار جدا

تیری باتو نسی جو چھوٹ رہین تجھی کیا ہی عجب
لب سی لب کو ترے کر دیتی ہی گفتار جدا

ایسا تیر اوسنے لگایا کہ صفت کرنے لگا
دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوٹھہ گیا کون کہ ہی گھر مرا ماتم خانہ
اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پڑی جسپکی آنکھہ
صورت دیدۂ روزن نہو زنہار جدا

غل مچایا ہی جو زنجیر و نی ای زندان بان
آج زندان سے ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سے پتلی کیطرح دور نہین
آنکھہ کے ڈور یکی صورت نہین زنار جدا

کچھہ کشش تیغ نے کی اور کچھہ اوسنی جلدی
آخر کار ہوا تن سے سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ بنے اور ساتھہ رہے
دنکو بھی ہجر کی شب مجسے نہین یار جدا

میری آنکھو نمین شب و روز پھرا کرتی ہو تم
چشم بد دور زمانے سے ہی رفتار جدا

وصل کا شوق یہ ہی پہنے مرے کپڑے جو تو
مثل پیراہن گل پھر نہو زنہار جدا

۲۴ | ای وزیر اسپہ ہوا اب گھمک تھمی شاہ
کہ محمد صلعم سے نہین حیدر کرار جدا | ۱۰

مر ہی جائے جو ہو گیسو سے دل زار جدا
یہ وہ شب ہی نہو اس سی کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک رواں قص مین وان یار جدا
تارے سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابروخمدار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل روز کھلا رکھتے ہین گل کھا کھا کر
یان خزان مین بھی نہین ہین گل بیخار جدا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئیگی پھر
یار کے دوش سے جسدم ہوگی تلوار جدا

سایہ سان ہم بھی ترے ساتھ تڑپتے جائین
نہون قدمون سے ترے کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہی یہ کچھ زلف نہین اے شانے
اونگلیان چھوتی ہی ہوجائینگی دوچار جدا

حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا
یاران وطنون سے ہین تیرے طلبگار جدا

ہون مین وہ ہجر نصیب آکے جو ٹھہرون کوئی دم
تیری دیوار سے ہو سایۂ دیوار جدا

باڑھ بندوق کی ہی قلقل مینا مجھکو
موج می ہجر مین دکھلاتی ہی تلوار جدا

ورد لب تذکرۂ خال رہا تادم مرگ
استخوان سے نہین زاغ کی منقار جدا

ساتھ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن
ہون وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ بنین دیکھین جو روے قاتل
بولے طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا

جذبۂ شوق شہادت مرا دیکھ اے قاتل
ہوگئی میانسے از خود تری تلوار جدا

مار ڈالی یہ ہزارون کو نہو اوس سے گرہ بند
جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکے گھر جاؤن تو حسد سے مجھے دربان ہوے
آنکھین دکھلانے لگین روزن دیوار جدا

ہو وہ دلچسپ تن یار کہ او تری نہ قبا
تار سے جب تلک اوسکا نہو تار جدا

۲۵

حشر کے دن بھی تری زلف ہی اور دست وزیر
اس سلاسل سے نہوگا یہ گنہگار جدا

۲۵

مر گیا لیکن نہ مین منت کش گردون ہوا
خاک سی پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا

ایک بھی مصرع نہ اوسکے وصف مین موزون ہوا
صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
آہ قمری مرگئی بلبل کا دل پر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا
ہو گیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سوکھکر کانٹا ہوئی ہر اک مری انگشت پا
ای جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد وا ہی لیکن اڑ سکتا نہین
طائر رنگ حنا بھی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی دی ہر بیت آئینہ ہی
دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سی پہلے ہی مرجا پھر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہو کشتی اوسی جیحون ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانہ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنے گھر مین خوف رسوائی سے دفن اوسنے کیا
حور نے گاڑا مجھے فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سی اپنی شمع سان جلتی ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہو گیا
ضعف مین حسن ترا دن دگنا افزون ہوا

پاؤن جب رکھا ہمارے غیرت مہتاب نے
فرش با اندازہ رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہرے سے اپنے رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان پاتے نہین دنیا مین ہم
سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابروی قاتل ہی رخ مژگان مدام
یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بھی مفتون ہوا

دیکھتے ہی مجکو بس بھر آگئی چشم رقیب
وصف ابرو مین مہینا بھر فلک نے فکر کی
ہم سے کاہیدونکو اون سے اوٹھایا سیلی
جو سہی قد تھا جوانی مین ہوا پیری مین خم
عاشق و معشوق اک ہی خاک سے پیدا ہوے

آج ای تاثیر وحشت مین ترا ممنون ہوا
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا
آسمان تنکے لگا چننے مگر مجنون ہوا
یہ وہ مصرع ہی کہ موزون کے ہو ناموزون ہوا
یہ بھی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

۲۶

یہ ہمین ہین سیکڑون ہی بیتین کہ ڈالین وہ زیر
وصف قد مین ایک مصرع سرو سے موزون ہوا

۲۲

دم بھی نکلا ساتھ جب انکو نسی حنا بھی خون ہوا
جلوہ گاہ قد موزون دیدہ پر خون ہوا
اونگلی جب رکھی الف پر شرم سی وہ نون ہوا
وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا
ہو ہمین وہ مجنون یہ اس سے طی مرا ہامون ہوا
بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز
اسقدر مین رحم دل ہون چبھکی ٹوٹی ہین جو خار
واہ ری وحشت ہوا جب وہ حکا اپنی گذر
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہی لیکن ساتھ ہی

شہسوار رو جلو خون روان گلگون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا
تو وہ ہی شاگرد جو استاد سے افزون ہوا
محتسب کو ٹوٹنا شیشے کا بس افسون ہوا
بھرتے پھرتے صاف شکل آبلہ گردون ہوا
استخوان کھائی سگ لیلی نے جب مجنون ہوا
ہنسکے بولا کیا توارد مصرع موزون ہوا
آبلہ ہر ایک شکل دیدہ پر خون ہوا
ماہ نو کاٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

آسمان ہی واژگون خورشید بھی ہی واژگون / کسنی پھیری آنکھ جو بخت جہان واژون ہوا

نکلے ہین دو خال بالائے لب میگون یا / رتبۂ می سے دو بالا رتبۂ افیون ہوا

وصف چشم مست سی ہر دائرہ ساغر بنا / ساقیا شکل خط می طائر مضمون ہوا

حال اپنی بیقراری کا نہ ٹھیرا بیت مین / طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا

سرخ موباف اوسنے ڈالا زلف مین ہم مرگئے / دیکھنا اوسکا ہمارے واسطے شبخون ہوا

مرکے ہم زیر زمین بھی ساتھ اپنے لے گئے / یہ ز روداغ جنون گنجینۂ قارون ہوا

چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استاد نے / صاد کے قابل ہی یہ تحریر اوس سے نون ہوا

گل کھلائی ہین مری وحشت نے دیکھو عندلیب / سنگ جو ہم آکر لگا وہ خون سے گلگون ہوا

خوبرو محتاج ہرگز غیر کے ہوتی نہین / چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا

آگیا اوس مہروش کے رخ پہ گرمی سی عرق / چشمۂ خورشید مین ظاہر در مکنون ہوا

پاؤن پڑنے پر بھی ہرگز منہ وہ دکھلاتا نہین / گلشن شداد کافر کا رخ گلگون ہوا

۲۷

ہو گیا لبریز می اعجاز ساقی سے وزیر
جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا

۱۵

خواب مین تجھسے ہمکنار رہا / عین غفلت مین ہوشیار رہا

خوش نگاہون سے مجکو کار رہا / تیر بیداد کا شکار رہا

طوق زنجیر بھی طفلی مین / عشق تب بھی گلے کا ہار رہا

سبکی نظرون مین ہوگیا مین سبک / خاطر یار ہی پہ بار رہا

دشمن گیتی جب کہ تو نہ آئیگا		موت کا ہمکو انتظار رہا
گل لالہ ہمارے مدفن پر		دل کے داغون کا یادگار رہا
ہون وہ گریان کہ میری تربت پر		مدتون ابر اشکبار رہا
سر جھکائے رہا سدا گردون		کیا کیا تھا جو شرمسار رہا
فوج طفلان سدا رہی ہمراہ		مین تو وحشت مین باوقار رہا
شعلہ رخسار آئے رہا تون کو		یون چراغان سرمزار رہا
صورت گرد باد گرد پھرا		ہو کے خاک اوسپہ مین نثار رہا
اوٹھ گیا یار میرے پہلو سے		درد پہلو مین یادگار رہا
چلے ٹھکرا کے میری تربت کو		خاک سے بھی مری غبار رہا
ناز نے دی نہ رخصت آگے اوسے		دو قدم جب مرا مزار رہا

۲۸	چشم میگون کا مست تھا جو وزیر ایک مدت تلک خمار رہا	۲۰

صبح کا عالم ہی رخ مین گیسو مین شام کا		طور ہی پھرنے مین تیرے گردش ایام کا
وصف وہ کرنے لگا چشم بت گلفام کا		گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا
مین نہین گھر مین نشان باقی ہی میرے نام کا		اے جنون مثل نگین عالم ہی میرے بام کا
موت ہی زاہد کو پینا بادۂ گلفام کا		ٹوٹنا پانی سے ثابت ہی سبوی خام کا
روز فرقت نے ہمارے منہ دکھا شام کا		یون پھری ہے ہمسے بھلا ہو گردش ایام کا

پھر تھا عقل سے جاتا ساقی گلفام کا
شیشے سے گیا اوڑا اوڑ گیا مینا بھی رین جام کا

ساتھ اوسکے مین بھی کھنچ جاتا ہون ضعف سے
سایۂ دیوار ہو جاتا ہی زینہ بام کا

بیقراری دل کی کیا جانے کدھر کو لیگئی
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جاکر جو بیٹھا پاون میرے سو گئے
کوچۂ محبوب ہی کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب تھی نہ مجکو بسکہ امید سحر
صبح کے تارے پہ ہوکا تھا چراغ شام کا

زاہد اسبب مبتلا ہین اپنے اپنے حال مین
مین مسخر جام کا تو نفس نافرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکھلا دو تم
دیکھنا تجھ سے پھر سر پھوڑنا بادام کا

لای ہی کس دشت مین یارب مجھے سرگشتگی
جستجو مین ہی بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر مر گئین
بارڈھ کا ڈورا اٹھا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکھ طفلی مین بھی گہوارہ تو کرتا بوت یاد
چاہیے آغاز مین رکھنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین گرتے ہین آنکھون سے اشک
یاد آجاتا ہی ایسا قی چھلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبان حال سے
حرف جو لکھتا تو اپنے بسملون کے نام کا

پاس اپنے وہ ستمگر بیٹھنے دے کب مجھے
حرف کاغذ سے اوٹھاتا ہی جو میرے نام کا

قاصد ایہ حال ہی صورت ہین جالم میرے
ضعف سے مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

۲۹

اور بھی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو
قہقہہ شیشون کا ساقی اور چھلکنا جام کا

۲۵

ساغر بنا جو ہجر مین گرد ملال کا
شیشہ بھی چاہیے عرق انفعال کا

موے کمر ترا بنے پھندا جو بال کا
پھنس جائے مرغ جان دل نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہے ہمائے جمال کا
لون سلطنت حبش کی ارادہ ہے خال کا

پھر منہ دکھائے مجکو نہ فرقت ملال کا
یارب ہو روز وصل مراد وصال کا

تصویر کھنچ چکی تو لکھا حشر زیر پا
مانی سے جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہے یہ بھی اوسنے جو مسی لگائی ہے
یعنی دہان تنگ پہ دھوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہے بتی کے شعلے مین
روغن ہے کیا چراغ مین قاتل کی ڈھال کا

مردے جیے ہین سنکے یہ ہے طرز گفتگو
مرتی ہے جسپہ خلق وہ انداز چال کا

ازبسکہ ہین ترے در دندان سی منفعل
تارون پہ ہے گمان عرق انفعال کا

ہم سب سے پوچھتے ہین نشان دہان یار
ہرگز نہین جواب ہمارے سوال کا

گذری جو جوکہن پہ وہی یان ہے سرگذشت
ہے ایک حال قصہ ماضی و حال کا

وحشت مین یاد جیب دلا کر دیے ہین رنج
ٹکڑے کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجھے دکھا کے جو دیوانہ کر دیا
پہنا و طوق حلقہ چشم غزال کا

کھولی ہے رخ پہ زلف کہ بوسہ نلے کوئی
افعی کو اب کیا ہے نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سے کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتھ آئے اگر تیری ڈھال کا

تو ہمکنار رہو تو بنے یہ مہ تمام
آغوش مین ہمارے ہے عالم ہلال کا

رہتی ہے تیرے دانتو نکی جانب نگہ مری
تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہے دانتو نکو چاندنی کا ترے زخمیو نکو خوف
پر تو فگن زمین پہ جو ہے چاند ڈھال کا

پوچھا مین کیا ہی طاقت ہی دندان یار کی
کا ہیدہ ہوئے ہلنیا تنکا خلال کا

غنچے چمن مین چٹکے چلی ناز سے نسیم
انداز اوڑ ایا ہے تری بول چال کا

ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہوگیا
شہرہ ہوا بلند جو تیرے جمال کا

برسون زمین شعر مین ہو پامال ہی ہا
مضمون بندھگیا جو کبھی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکھ دیکھ کے رہجائین یا نصیب
لوٹے اوگالدان مزا اوس لب و گال کا

جراح میرے زخمون پہ ٹپکائیو ضرور
روغن اگر ملے تجھے قاتل کی ڈھال کا

۳ | برپا ہوا ہی فتنۂ محشر جو ای وزیر
کچھ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا | ۱۶

اپنے محبوب کا کوچہ ہے مسکن اپنا
بلبلو تمکو مبارک رہے گلشن اپنا

شمع سان بسکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا
مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا

داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل
ای گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چھپائین کہ ہوا بھی نہ لگے
شکل فانوس ہوا وس شمع کو دامن اپنا

کیون نہ صحرای قیامت ہو یہ دشت وحشت
کم نہین صور سرافیل سے شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخو حسن پرست ایسے ہین
صرف فانوس ہو پھٹ جائے جو دامن اپنا

یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی
دوست سے کم نہین اپنے لیے دشمن اپنا

اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی جو ہو اور کی ہاتھ
غیر کے پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بھلا چاہیے کیا زینت تن
جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کھینچی تیغ اوسنی کیا مین نے مقابل دلکو
دوست ہے اپنے لڑا تا ہو کمین دشمن اپنا

خشک آنسو ہوے پر ہمین وہ اب عشق نہین
مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا

ہاتھہ دکھلاکے یہ بولا وہ مسلمان زادہ
ہو گیا دست نگر اب تو برہمن اپنا

جب وہان جاتا ہون تو ضد سے مری چشم
بند کر لیتی ہی دیوار بھی روزن اپنا

دیکھنا حسرت دیدار اسے کہتے ہین
پھر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا

پیش ازین پھٹتے تھے سن سنکے ولا پردۂ گوش
اب تو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

۳۱ — ۲۳

آج تک نوح کا طوفان اوسے کہتے ہین وزیر
ایک دن ہمنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا

مری وحشت ہی عالم محفل میں ہی صحرا کا
ٹپک کر مے کا قطرہ آبلہ ہو پاے مینا کا

ہمین سب وہ ہی تیرے دیکھنے ہی کی تمنا کا
ہوا زنجیر کے حلقونمین عالم چشم بینا کا

قد خم گشتہ نے پونہچا دیا ہی سر کو قدمونپر
گل دستار وحشت مین بنا گھٹا کف پا کا

ہوا مستی مین جب اپنا گذر گلشن مین اے ساقی
ترے ہی دیکھنے والے تھے پہلے تاک کو تاکا

کسی خوش چشم کا وحشی ہون نخچیر ہی یہ گردن
پیالہ ہووے حلقہ دیدۂ آہوے صحرا کا

گلے سے سرخی پان صورت مے جو نظر آئی
ہوا شک میکشونکو گردن ساقی پہ مینا کا

پریشان صورت سنبل ہی حیران شکل آئینہ
کہون کیا حال تیرے گیسو و عارض کے شیدا کا

صراحی وار گردن دیکھکر اوسکی یہ جلتا ہی
برنگ شمع سوزان بزم مین عالم ہی مینا کا

اوڑائین دہجیان ہمنے تو اپنے جیب و دامن کی
اجازت دی جنون ٹکڑی کرین دامن بھی صحرا کا

بجز بحر طویل آئی نہ ہرگز چھوٹی بحرون مین
بڑا مضمون ہی ای چشم تر اشکو نکی دریا کا

بہا ایسا ہی خون تلوون سے اپنے خار چبھ چبھکر
برنگ دامن گل اے جنون دامن ہی صحرا کا

کیا کشتہ مجھے عشق دہان تنگ نے ایسا
دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنا ناکا

بھلا کیا کوئی گل اپنا ہوا اس گلشن مین اے بلبل
نہین جب آشنا پاؤن سے کوئی خار صحرا کا

لڑائی بے سبب کرنا بہانا کر کے کچھ ملنا
اوٹھاتی ہین مزا وصلت مین رنجش ہای بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو ہی تا کمر کھولے
شکار اوسکو ہوا منظور شاید آج عنقا کا

اب آئی آفتاب اس بزم مین تیری ہی جا خالی
متابان ہی مینہ چرخ مین عالم ہی مینا کا

مری وحشت بھی زلف یار سے ہی سلسلہ رکھتی
دھوان زنجیر ہی میرے چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی
ہماری ہاتھہ مین جا ہی عصا شیشہ ہو صہبا کا

پر عنقا سمین ہین او دہان تنگ عنقا ہی
دہن کے پاس خط نکلا نہین سایہ ہی عنقا کا

ہوا مثل صدف صحرا ہماری دشت گردی سے
کہ اوسمین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب یہ ابلہ ہمسے کیا ہی رنج و راحت نے
کہ گل تو آشنا کا ہی اور کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہی تجھسے عیسی کو نہین نسبت
کہ باتین لے دہن کرنا نہین ہی کام عیسی کا

۳۲

وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا مین
بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا

۱۹

شیفتہ یہ زلف دوتا ہو گیا
بیٹھے بٹھائے تمھین کیا ہو گیا

خود مین گرفتار بلا ہو گیا
اوٹھ کے چلے حشر بپا ہو گیا

آنکھون سے طوفان بپا ہوگیا | دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا
ای قد خم گشتہ مرے مرحبا | ایک تھا کہنے کو دوتا ہوگیا
فرش آلہی ہی زمین ای جنون | جان کے مین برہنہ پا ہوگیا
خط مین جو مضمون خط سبز تھا | تیرا کبوتر بھی ہرا ہوگیا
چھوتے ہی وہ زلف مرے روبرو | تجکو جنون باد صبا ہوگیا
ساتھ کسی نے نہ دیا بعد مرگ | ہاتھ جدا پاون جدا ہوگیا
پرتو رخسار بنا آفتاب | نقش قدم ماہ لقا ہوگیا
وصل ہوا جب تری شمشیر سے | بند سے بند اپنا جدا ہوگیا
بزم مین کس مست کی ہی آرزو | دست سبو دست دعا ہوگیا
لیکے پہنچ کشتی مے ساقیا | اشکون سے طوفان بپا ہوگیا
کھل گئے بس شکوون کے دفتر ہزار | ایک مرا نامہ جو وا ہوگیا
عشق ہوا اور فزون وصل مین | کی جو دوا درد سوا ہوگیا
کیا ہی حسینون کا تصور بندھا | سامنے پریون کا پرا ہوگیا
خوب ہوا تمنے جو چھڑکا نمک | زخم کے کھانے کا مزا ہوگیا
نامہ وہ بھیجا نہ کوئی پڑھ سکا | خط مری قسمت کا لکھا ہوگیا
دولت دیدار لٹاتا ہی یار | آج فقیرون کا بھلا ہوگیا

ہاتھ وزیر اوسکو لگا یا نہین

صفت مین انگشت نما ہو گیا

آنکھون مین تیرے کیا مین سبکبار ہو گیا
نظرون مین تعلی کے سزاوار ہو گیا

بوجہ زلف کا مین گرفتار ہو گیا
بیجرم بال بال گنہگار ہو گیا

ہر دم کی تاک جھانک سے بیمار ہو گیا
روزن کو دید کا ترے آزار ہو گیا

آنکھین لڑائین تو نے مین بیمار ہو گیا
اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا

رہتی ہے دید چشم تصور سے ہجر مین
نزدیک دور بین سے دلدار ہو گیا

برسات کے دن آئے تو جگنو نکل پڑے
رویا جو مین تو نالہ شرربار ہو گیا

میٹھی چھری سے تو نے بنایا مگر قلم
خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا

مستی مین پائے ساقی بیہوش پر گرا
بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہو گیا

کرنے لگا ہے شکوہ جور و جفائے یار
دشمن ہمارے دوست سے بیزار ہو گیا

ولہ

ابر کیا گھر گھر کے آیا کھل گیا
بس ثبات بحر دنیا کھل گیا

راز دل کتنا چھپایا کھل گیا
حال اس دولت سرا کا کھل گیا

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا

آنکھ سے رومال سرکا بعد مرگ
چشم تر کا آج بردا کھل گیا

تم جو بولے ہو گیا ثابت دہن
یا تو نہین یا تو نہین عقدا کھل گیا

کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری
ناخن خنجر سے عقدا کھل گیا

بے زبانی باتین سنوانے لگی
گالیون پر منہ تمھارا کھل گیا

تھا قلمبند ابھی آزادی کا حال
خط کو جب اوسنے لپیٹا کھل گیا

خط پہ خط لاتے جو مرغ نامہ بر
بولے ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

۳۵ — **وله** — ۲۴

نیچے سر تک پہونچکر تیز تر ہونے لگا
دیکھ او قاتل فسان وان سر ہونے لگا

حال بیتابی دل پیش نظر ہونے لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونے لگا

سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونے لگا
آئی پیری استخوان شمع سحر ہونے لگا

یار کا نخل عداوت بارور ہونے لگا
بڑھ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونے لگا

سختی ایام دوڑی آتی ہے پتھر لیے
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے لگا

دیکھ او گلچین اسے کہتے ہین فرط اتحاد
تو نے توڑے پھول مین بے بال و پر ہونے لگا

ہو چلا پانی سے پتلا روی تابان دیکھکر
آفتاب اک کاسہ شیر سحر ہونے لگا

کیا چمن مین شاد ہو نہین بلبل نازک مزاج
گر ہوا بھی چھو گئی بے بال و پر ہونے لگا

ہو گیا بے چین مین دشمن کی بھی فریاد سے
دل نے جب نالہ کیا ٹکڑے جگر ہونے لگا

جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہہ چلے
ابر رحمت ساقیا دامان تر ہونے لگا

لن ترانی کی صدا زنجیر در سے آ گئی
گرتے گرتے لامکان بندے کا گھر ہونے لگا

آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند
چاند کا دھوکا چراغ بام پر ہونے لگا

او بت کافر خدائی کا تو اب سوجھی مگر
ہو گئی قید مکان جب دل مین گھر ہونے لگا

سخت جانی سی چھڑین چنگاریان ہنگام ذبح
سنگ و آہن ملگئے پیدا شرر ہونے لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا ڈر گئے
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونے لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کہیے چمن آرا تجھے
سائی سے ہر ہر قدم پیدا شجر ہونے لگا

کاٹکر سر میرے قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑھکے سر ہونے لگا

زور عریان ہون اگر دیکھے کوئی عریان نہین
لاغری سے پیرہن تار نظر ہونے لگا

دیکھ ای بت کیا دیا اللہ نے نعم البدل
گھر سے باہر تو جو نکلا دلمین گھر ہونے لگا

خاک مین ملنی لگا دریا جو آنسو تھم گئے
سوکھکر گرد یتیمی گہر ہونے لگا

وصف کرنا ہی ہمین کسکے طلائی رنگ کا
کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونے لگا

چشم و ابرو کی اشارے کیسی ای ساقی کیے
نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونے لگا

بڑھ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفونکا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونے لگا

٣٦ — جب لگا لکھنے لب جان بخش کی مدحت فریم
موج آب زندگی ہر شعر تر ہونے لگا — ٢٠

خط سے پنہان عارض شک قمر ہونے لگا
رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا

کچھ خبر ایسی سنی دل بے خبر ہونے لگا
خط کی پر زرے دیکھکر ٹکڑی جگر ہونے لگا

کیا ہی لپٹا ہی مرے دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونے لگا

بھر گیا جب خون مجھہ بسمل کا تڑپے اسقدر
تیغ سے جوہر جدا مثل شرر ہونے لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سے
ابرو اٹھکر تیغ قاتل سے سپر ہونے لگا

چاہیے نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون
قبر کو کھدنے لگی تیار گھر ہونے لگا

حسرت ای پیری کہ اب چلنے کی تیاری ہوئی
جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونے لگا

قد قیامت کا الف ہی میم محشر ہی دہن
اک جہان دو حرف سے زیر و زبر ہونے لگا

بڑھتے بڑھتے ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر
نیمچہ لوین دست قاتل مین سپر ہونے لگا

بلبلون نے آنکھ ڈالی ہی رگ گل جانکر
ٹکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا

دو ہی باتو نہین ہوئے وہ بڑ دہن مین نے زبان
قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا

پیار کسکو تیری آنکھون پر بھلا آتا نہین
سرمے کا دنبالہ آغوش نظر ہونے لگا

ہو روان ہر ایک عنصر اپنے مرکز کیطرف
پہلی منزل مین جدا ہر ہمسفر ہونے لگا

خندہ دندان نما سے دو ہلال آئے نظر
رات مجکو شبہہ شق القمر ہونے لگا

تجھسے لڑ کر ہم جو آئے باغ مین ای جنگجو
شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونے لگا

اب کوئی رستا بھٹکتے ہین ہم ای خضر اجل
جادہ راہ عدم موئے کمر ہونے لگا

کرتے ہین ہر روز گلگشت ریاض گویا
جیتے جی فردوس مین اپنا گذر ہونے لگا

تنگنائی دہر نے تاثیر سی تاثیر کی
روزن دیوار سے کوتاہ گھر ہونے لگا

جب پڑا وحشت مین عکس گوہر ہر آبلہ
ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونے لگا

آبلون سے پاؤن اب دست درافشان بنگئے

۳۷

ہوگئے تیمور پائے حرص جب توڑا وزیر
ہاتھ اوٹھایا جاہ سے سر پر چنور ہونے لگا

۲۳

ساقی سے آج نامہ و پیغام ہو گیا
ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہو گیا
زنار بڑھ کے جامۂ احرام ہو گیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہو گیا
دور پیالہ گل بادام ہو گیا

کیا بنگیا بگڑ کے مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہو گیا

شیشہ کہان ہے دل کا جو پتھر اوکرتے ہو
مدت سے نذر سختی ایام ہو گیا

ہے آب و خاک و نار و ہوا مین بھی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہو گیا

پونہچایا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نے
ترک لباس جامۂ احرام ہو گیا

ابتر رہائی ناخن خنجر کے ہاتھ ہے
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہو گیا

پتلا ہوا یہ حال اون آنکھونکے عشق مین
بادام گھل کے روغن بادام ہو گیا

ساغر یہ کسنے گردن مینا پہ رکھدیا
طوق گلوے شیشہ خط جام ہو گیا

دکھلایا جذب عشق نے کیا حسن انقلاب
لکھا کسیکا نام ترا نام ہو گیا

کیا بے نقط سناتا ہے تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہو گیا

کرتا ہے مچھلیون کی عوض مہ تیونکو صید
دھاگا تری خلال کا بھی دام ہو گیا

سچ کہتے ہو کہ مین رگ جان سے قریب ہون
تم روح بنگئے تو مین اندام ہو گیا

طفلی مین بھی لکھی تو الف بے شراب کی
ابجد مرے سبق کو خط جام ہو گیا

کب ہین حریص بحر توکل کے آشنا
موتی کا ایک قطرے ہی مین کام ہو گیا

جب ہاتھ خالی آیا وہ صیاد روئے ہم
کچھ ایسا تار اشک بڑھا دام ہو گیا

سمجھا اشارہ آنکھ کا زاہد پیون شراب
شیشہ نگاہ کم سے تری جام ہو گیا

گمنام مین ہوا جو ہوے آپکے درِ مین
گم اس نگین کے ساتھ مرا نام ہو گیا

راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا
درکار اب بھی جامۂ احرام ہو گیا

٣٨ ٢٣

کیا جلد آیا ہجر مین دون نقد جان و زر
پیک اجل تو قابل انعام ہو گیا

سودائے عشق بادۂ گلفام ہو گیا
گردن مین طوق عکس خط جام ہو گیا

موقوف دور گردش ایام ہو گیا
روز سیاہ زلف سر شام ہو گیا

رحمت جو مجکو دی تو ہوا نیکنام یار
آرام دل بنا تو دل آرام ہو گیا

مژگان پہ آگئے ہین مگر اشک ہای گرم
خسخانہ چشم تر کا جو حمام ہو گیا

ساقی نے دی شراب تو کوتاہی اسنے کی
شکل دہان شیشہ لب جام ہو گیا

طاعت مری سبب ہے اطاعت کا یار کی
مین اوسکو پوجتا ہون جو بت رام ہو گیا

آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغ دل ہوا
دانے نے کی جو نشو و نما دام ہو گیا

صیاد اوڑ سکے گا نہ اب عندلیب حسن
خط پھول سے عذار پہ گلدام ہو گیا

درد فراق نے ہمین مارا کہتے ہین
کیا ہو گیا وصال جو آرام ہو گیا

رتبہ بڑھایہ آپ کے قصر بلند کا
جھککر فلک کلاہ سر بام ہو گیا

ہزیان تپ فراق سے بکنے لگا رقیب
نکلا مرا بخار اوسے سرسام ہو گیا

دل شاد ہے تری عرق آلود زلف مین
مچھلی کو موج آب مگر دام ہو گیا

اے روح دیکھ صنعت پروردگار کو
مشت غبار جامۂ اندام ہو گیا

دیکھی گزک جو مستون کی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین می آشام ہوگیا

اوس گل نے منہ لگایا تو بوسی کیواسطے
شکل دہان غنچہ لب جام ہوگیا

کیا کیا غبار لیکے چلے سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامۂ احرام ہوگیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہوگیا

دل ہی تو اونکی دور ہین بیٹھے ہین گو قریب
جور و برو سخن ہوا پیغام ہوگیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہوگیا

پیری مین او جوان ہوئی امید دید قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا اختتام ہوگیا

چلتی ہی کفر و دین کی شراب دو آتشہ
کیا جانے کون ساقی گلفام ہوگیا

سیکھہ آب و نار و خاک و ہوا ہی ملاپ تو
اک دل جو چار ہوگئے اندام ہوگیا

۳۹

یا شاہ انبیا ترے در کا فقیر ہون
مشہور گو وزیر مرا نام ہوگیا

۹

نہین گشتہ ہی یہ میدان بلا
مددای خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہی
ہی مہیا سر و سامان بلا

مر گیا گیسوی پر پیچ مین دل
چھٹ گیا قیدی زندان بلا

ہار پھولونکے ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پھولا ہی گلستان بلا

بولے بکھرا کے وہ زلفین اپنی
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای یم حسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

کان کی لو تری زلفون مین نہین | ہی چراغ تہِ دامان بلا
گرمی رخ سے عرق ریز ہی زلف | ہی گہر باریہ نیسان بلا
دل مرے سینے مین ہی محو مژہ | ہی یہی شیر نیستان بلا

۴۰	ولہ	۳۱

گروش مین ہی داغ دل بیتاب کا چھالا | گرداب بنا چشمۂ سیماب کا چھالا
چھٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کا چھالا | رکھتا ہی اثر رات کو سرخاب کا چھالا
تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا چھالا | ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا چھالا
بیتاب ہی داغ دل بیتاب کا چھالا | اک شعلۂ جوالہ ہی تیزاب کا چھالا
چکر مین ہی زخم دل بیتاب کا چھالا | کیا رکھدیا جراح نے گرداب کا چھالا
خورشید جہان سوز قیامت نکل آیا | لو ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا چھالا
گلکاریان کی ہین تہ زر داغ جنون نے | پھولا م کا چھالا ہی نہ کمخاب کا چھالا
پرتو ترے عارض کا چمن مین دم گلگشت | ہی داغ دل لالۂ شاداب کا چھالا
قاتل کی صفت کرتی رہینگے دہن زخم | کچھ مہر خموشی نہین تیزاب کا چھالا
او چرخ ستمگر ہی بڑا داغ جدائی | چھوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا چھالا
پھوڑے کیطرح پھوٹ بہین اور بھی آنکھین | رومال ہوا ہی انھین تیزاب کا چھالا
ساقی تو دے زخم کے انگور پہ رکھدے | اس پنبۂ مینائے مے ناب کا چھالا
وہ زخم لگا ہی کہ دکھائی نہین دیتا | درکار ہوا مرہم نایاب کا چھالا

چار آنکھیں ہوئین زخم جدائی ہوا اچھا
پردہ ہی نہان دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشید قیامت یہی مشہور ہوا ہی
اوترا ہوا داغ دل بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر مین
جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہی رہ رہکی چمک داغ جگر پر
مہتاب ہی گیا کرمک شبتاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نے در زخم جگر کو
جراح نے رکھا نہین تیزاب کا پھاہا

داغ دل سوزان ہی چراغ شب ہجران
رکھدو پر پروانۂ بیتاب کا پھاہا

قطعہ

اوتری جو مرے زخم سی ٹولی اوڑی بلبلا
ہم رنگ ہی برگ گل شاداب کا پھاہا

دیکھا تھا یہ خواب وسکی نگہ نے کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوے پرتاب کا پھاہا

حسرت ہی کہ پھر طالع بیدار سلادے
پھر زخم لگے پھر وہ ملے خواب کا پھاہا

گلتکیے کو اونکے دل مجروح پہ رکھدو
خورشید نے بھیجا مجھے مہتاب کا پھاہا

ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے
اب جھانک کے رکھدیجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مہر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

گیا زخم کے کوچے مین یہی نقش قدم ہی
اوٹھتا نہین جراح سی تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہون طلب بوسۂ لب مین
رکھدی کوئی برگ گل عناب کا پھاہا

زخم دل وحشی یہ گریبان کیطرح سے
سو ٹکڑے ہوا رکھتے ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل ترے مجروح کی نیند اوڑا دی
پردا اٹھا مگر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا پونہچے اگر سینۂ گردون پہ تڑپکر
ستارہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا

آئین نہ وزیراوسکو نظر رحم دل زار
بنجاے اگر آنکھہ بھی تیزاب کا پھاہا

جو بہر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا — بڑھایہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابرو قاتل سے منہ پہ کھائی تیغ — جو بیٹھہ پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ وزاری رہی کہ خونباری — جو اشک تھم گئے تو آنکھہ سے لہو آیا

نماز شکر پڑھی کعبے کو سلام کیا — جو حکم سجدہ کا عاشق کو چارسو آیا

اگر زمین کی لو چھی فلک کی اوسنی کہی — یہ اونکا آدمی اچھا فرشتہ خو آیا

سما گئی مرے سینے مین مثل دل شیشی — تمھارے محتسبو ہاتھہ کیا کدو آیا

وہ حال پوچھتے ہین مین خموش ہون دم نزع — زبان جو بند ہوی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سے ملگئی تعزیر — کبھی جو لب پہ مرے حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ مین نکلا — جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہرو آیا

بلا کے شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ — دلیل خواب اجل ہی سفید مو آیا

غضب سے دیکھا جو پھیلائے مینے پیار سے ہاتھہ — خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائین کیسی وفاؤن کے ذکر پر بگڑے — غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہین احتیاج مین بے احتیاج عالی قدر — کہ چاک جیب سحر کب پے رفو آیا

ہوی درختونمین گلبرگ ساری پتے سبز — چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سے کیا ہو گیا تن پر گرد — ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو شبکو خواب مین دیکھا رخ قیامت زا
نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست
خدائی جسمونکو جانین عطا جو کین ای بت
جلا یا طور کو جسنے وہی گری بجلی
دیے ہین چرخ نے چکر کہ چرخ ہو جاۓ
نہ ہمکو ہاتھہ مین دل ہو مرا ابھر آنکھہ دکھا
نہای خون مین ہم ہاتھہ جان سے دھوۓ

۴۲	برہمنو جو بھی کفر تازہ تازہ ہی

سحر کو آئنہ حشر و بر و آیا
پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا
بجای روح ہمارے بدن مین گو آیا
کدھر سے شعلہ آواز گفتگو آیا
تماشا دیکھنے میں مہر او ماہ رو آیا
مزا نہین ہی اگر جام بے سبو آیا
یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا	۹

خط سیہ ہی کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
وہ چشم مجکو مارکے خونخوار بن گئی
زلفون نی دلکو چھین لیا رخ کی دید مین
بڑھ جایگی جفا بھی ہوا نوجوان وہ طفل
یہ کفر جو آستین سے پونچھا ہی کوس تک
آنسو نکل نکل کے جو مژگان پہ تھم رہے
جھک کر ملے جو سب سے تو مرنے لگا جہان
بلبل چمن مین گل کی روش بس خموش ہے

غمزہ یہ سمجھے سیب ذقن بیر ہو گیا
آہو شکار کرکے مجھے شیر ہو گیا
لوٹا ہی دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا
یہ نیمچہ ستم ہو شمشیر ہو گیا
ای اشک کوس بھر کا تجھے پھیر ہو گیا
دریا کنارے موتیون کا ڈھیر ہو گیا
قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا
مجھہ بینوا فقیر کا یان ڈھیر ہو گیا

	درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا	

کب دیا انگور نے شیشہ شراب پاک کا
نام ہے دھوکے کی ٹٹی دار لبت تاک کا

ظلم ابھی تو دیکھنا ہے گردش افلاک کا
منتظر ہے شیشۂ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہے خنجر ناخن سفاک کا
جسم لاغر ہے مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہے پہننا بلگجی پوشاک کا
ہوگئے ڈھیلا ضعف سے اوتری یہ جامہ خاک کا

دور ہو دل سے الم اس بلگجی پوشاک کا
خوب ہو جائی سفیدائی ضعف جامہ خاک کا

اپنی خاطر شیشۂ انگور سے ٹپکی شراب
چاہیے بوتل بنے سایہ سیمٹ کر تاک کا

آب خجلت مین نہائے دیکھکر تجکو حسین
ہاتھہ مین دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا

آفتاب جام مے نکلا تو اوس کے لیے
بنگیا سورج مکھی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتھہ آئے تو کر دیجیے ترک لباس
عیب پوشی ہے کہین تب ہے کم پوشاک کا

کون ساقی ہے مے غم سے جو ہوتا ہے سرور
ہاتھہ مین کس کے ہے ساغر گردش افلاک کا

غیر سے ہنسکر جھکایا یار نے خجلت سے سر
زہر خندہ نے اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن زین سے لپٹ کر ہنہنے وہ فریاد کی
ہوگیا ٹکڑے گریبان حلقۂ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
دیکھیے وان کسطرح ٹھہریگا تنکا ناک کا

پوچھ لینگے راہ وحشی کوچۂ زنجیر کی
ہر بگولا خضر ہے صحرائی وحشت ناک کا

جسم کو جنبش نہین ہوتی ہے بے تحریک روح
پاون سے رک کے چلتا ہے یہ کب خاک کا

زہر کھائین گل چمن مین خال جانان دیکھکر
داغ مین لالے کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

۴۴	ای وزیرا اونکا دہن ہی چشمۂ آب حیات موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا	۵

یہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا
نہان وہ مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا

لگایا غوطہ جو اوس مہروش نے دریا مین
تو لوگ کہنے لگے آفتاب ڈوب گیا

بڑھایہ بارش ہر مژہ سے سیل سرشک
کہ خیمۂ فلک بے طناب ڈوب گیا

تمھاری آتش رخسار نے یہ گرمی کی
کہ مین پسینے مین ای جناب ڈوب گیا

چھپایا جام جو ساقی نے گر پڑے مرے اشک
ستارے آئے نکل آفتاب ڈوب گیا

وله

صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

وحشی ہون نہ تصویر بھی لے راہ بیابان
مانی سے کہو پاؤن بنانا نہین اچھا

آمادہ نہون پھر کہین توبہ شکنی پر
قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچھا

تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کڑوے
تم نیک سہی سارا زمانا نہین اچھا

وله

فہم کیا ادراک کا سمجھے جو شان مصطفی
ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی

خضر و عیسی کو ابھی مرجانے کا ہو اشتیاق
گر کرے زندہ لب معجز بیان مصطفی

ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سی جبرئیل
سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

وله

برنگ شمع ہوا کٹ کے میرا سر پیدا
وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا

بلا ہون دامن صحرای بیقراری مین
ہوا ہون طائر بسمل کے زیر پر پیدا

وله

میکشی پر مستعد ای بت جو تو ہو جای گا / سنگ بھی قالب تہی کر کے سبو ہو جای گا

وحشیونکے زخم کا جراح کیا جانے علاج / زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جای گا

وله

حسن یوسف سی فزون تر ہی رسول اللہ کا / ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا

وله

نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا / سلامت ہی اگر سایہ ہمارے دامن تر کا

وله

خون میرا دیکھتے ہی سہم کر قاتل گرا / پیشتر گرنے سی اوسکے کیون نہ مین بسمل گرا

وله

چھپ گیا دوستی کے پردے مین / دشمن جان نے کیا حجاب کیا

جا لگے گور کے کنارے ہم / کوچ کی ٹھہری یا تراب کیا

وله

ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہی / گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا

وله

جلا دیا نہو گلشن مین آتش گل نے / دھوان سا آج جو بلبل کے آشیانے سے اٹھا

۹۵ ردیف بای موحدہ ۱۴

بات کا اپنی نہ جب پایا جواب / ہم یہ سمجھے وہ دہن ہی لاجواب

باتین سنوائین لب خاموش نے / ورنہ ہم دیتے اوسے کیا کیا جواب

بے نشان ہی وہ کمر مشکل دہن / کون سی شی ہی نہین جسکا جواب

سادہ کاغذ بھیجا نامے کی عوض / وان سے آیا بھی تو صاف آیا جواب

پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان / غیب سے ملتا مجھے اسکا جواب

تم جو کچھ کہتے زبان تیغ سے / مین دہان زخم سے دیتا جواب

آج مجھ سے بات اگر کرتے نہین
بے دہن وہ ہی تو مین ہون بیزبان
کہکے اک مصرع مہ نو رہ گیا
بات سیدھی کی جو تھا ندکو رقد
کیجیے کیا بات اس کج طبع سے
باتین کرتا ہی جو پردہ چھوڑکر
آگیا ای وای پیغام اجل

دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب
یار کی صورت ہون مین بھی لاجواب
ہوسکا کب بیت ابرو کا جواب
ذکر ابرو مین دیا ٹیڑھا جواب
دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب
مجکو دیتا ہی وہ در پردا جواب
پر نہ قاصد لیکے کچھ آیا جواب

۴۶

سنکے بیتین میری حاسد چپ رہے
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب

۱۲

آئے ہو ہمپہ کرنے کو بیداد یا نصیب
کتنے اسیر ذبح ہوے کتنے چھٹ گئے
تصویر بھی نہ کھنچ سکی مجھ ناتوانکی
تڑپین چمن مین ہمتو کسی سرو کے بغیر
قسمت یہ اپنی اپنی تجھے خندہ لب کیا
ایذا مین وقت ذبح بھی کیا کیا نہین ہوتین
دیکھا جو تجکو کہتے ہین جسرت سے خوبرو
باقی رہا تھا جیب سو ٹکڑے اوڑادیا

بھولے ہو ونکو تو نہین کیا یاد یا نصیب
ہمسے رہا تغافل صیاد یا نصیب
گر گر پڑا ہی خامہ بہزاد یا نصیب
دیکھین وصال قمری و شمشاد یا نصیب
ہمکو عطا کیے لب فریاد یا نصیب
رک رک گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب
ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد یا نصیب
دست جنون نے خوب کی امداد یا نصیب

تا مرتے دم بھی حسرت دیدار ہی رہی
کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب

دل یار سے لگاتے ہی نظرون سے گر گئے
کیا اپنے عشق کی ہی یہ افتاد یا نصیب

بھولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین
پر اوسکو اک ہمین نہ ہے یاد یا نصیب

۴۷ واقف کیطرح ہجر مین تڑپے نہ کیون وزیر ۹
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب

کسکی شمع رخ سے ہی روشن چراغ آفتاب
اندنون کچھہ آسمان پر ہی دماغ آفتاب

گر کہون مین راتکو کسیجا ملوگے تو کہے
ہی وہ نادان شبکو جو لیوے سراغ آفتاب

شمع روی یار سے اوٹھے جو فانوس نقاب
مثل شمع صبح بجھہ جائے چراغ آفتاب

ہون وہ میکش ساقی گردون سے لیتا ہون مدام
ساغر مہ آنکو دن کو ایاغ آفتاب

چین گیسو سے ذرا دکھلا دی عارض کی چمک
یہ وہ شب ہی جسمین روشن ہو چراغ آفتاب

سیر کرتا ہی دل پر داغ کی وہ رشک مہر
ہی بجا کہیے اگر اب اسکو باغ آفتاب

دانت تارے ہین مسی ہی رات پیشانی ہی صبح
قد ہی شمع ماہتاب رخ چراغ آفتاب

خط کے نیچے سے نکل آئے ہین یون رخسار صاف
ہو گہن کی قید سے جیسے فراغ آفتاب

آسمان کو بھی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر
دل کے داغون کیطرح روشن ہی داغ آفتاب

کریگا دید سے قطع نظر خواب
تمنا وصل کی اور اسقدر خواب

شب فرقت کرے عزم سفر خواب
مری آنکھونسے لے پائی نظر خواب

عبث چھو اترے گیسوی عنبرین کا سانپ
ہوا ہے ہاتھ مرا میری آستین کا سانپ

چمن میں دیکھ کے زلف سیہ ہوا نادم
سفید ہو گیا ایجان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو نالے کرے دکھای وہ زلف
صدای نے کیطرف آئے ہو کمین کا سانپ

گریگی پرورش زلف صبح عارض یار
پپیہے کا شیر سحر میرے مہ جبین کا سانپ

نہیں ہے روی عرقناک پر وہ مشکین زلف
یہ اوس چاٹنے نکلا ہے ملک چین کا سانپ

خیال زلف میں روکر جو شب لوچھی میں
ہے آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمہارے آئینہ رخ پہ زلف مشکین ہے
حلب میں رہنے لگا اب تو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکھکے میں جدین لعب میں وے گوش
اگل رہا ہے یہ من زلف عنبرین کا سانپ

جو کھل گیا کبھی موباف پھر آئے گا
ابھی ہے کیچلی میں جعد عنبرین کا سانپ

دبا کے ہونٹوں میں گیسو کو نا سمجھو لے
بجای شیر یہ عادی ہے انگبین کا سانپ

کہا جو ہنسکے نہیں دونگا بوسہ کاکل
تو موج خندہ لب ہو گئے نہیں کا سانپ

اوٹھا کے اب گل عارض سے زلف ہاتھ میں لو
چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمہارا گیسو انکار بڑھ کے افعی ہو
طلسم حسن بنا دی نہیں نہیں کا سانپ

وزیر نیکونکی صحبت سے بد بھی ہوتے ہیں نیک
کسیکو کاٹے نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزون کہیں ہیں حسن میں شمس و قمر سے آپ
آئینہ لیکے دیکھیے میری نظر سے آپ

دیکھین گر سرو قد یار درخت
گرین قدمون پہ سایہ دار درخت

سنگ کھاتے ہین بار بار درخت
اپنے پھل سے ہین زیر بار درخت

کب ہین مانند قد یار درخت
ہین شگوفون سے داغدار درخت

عشق پیچان کیطرح لپٹونمین
دیکھون گر مثل قد یار درخت

داغ کھاکر نہ ہم نے پھل پایا
گل کھلا کر نہ لایا بار درخت

زلف مشکین کو کھول دے او سرو
تا کہون ہے یہ مشکبار درخت

وہ شجر ہے ترے نگینے مین
سیکڑون جس پہ ہون نثار درخت

وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بنے
نخل ماتم سر مزار درخت

پھل جو ہے مجکو پھل ہے برچھی کا
ہجر مین ہین مثال دار درخت

کیون یہ پتھر لگاتے ہین لڑکے
اے جنون کیا ہون بار دار درخت

سرو صدقے مین ہو گیا آزاد
دیکھین اب کون ہو نثار درخت

چشم بد دور آنکھین ہین بادام
ہے قد یار میوہ دار درخت

شاخ شعلہ ہو پھول انگارے
جلین دیکھین جو قد یار درخت

۵۰ — وله — ۵

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت
ہجوم بوسہ لب نے نہ دی اک بات کی فرصت

قد آدم تری تعظیم کرتی اوڑکے خاک اپنی
پس مردن جو دیتی ناتوانی ہے یہی فرصت

ہی غربال بہر بازیِ طفلان مریِ گل کی
مدامی کاروان ہوش گم ہون مثلِ یوسف مین
نہین ذوقِ گلوگیری گریبان پھٹ چکا اپنا

فلک نے خاک چھنوائی نہ مرنے پر بھی فرصت
نہین دیتی ہی مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت
ہوئی بیکار اب دستِ جنون کو ہوگئی فرصت

۵۱	ولہ	۵

تنگیِ دہن سے ہی اڑی بات
کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی
مطلب پر اگر زبان دو تم
دل شیشۂ ساعت اپنا بن جائے
ہین بیٹھ کے ہلکے وہ صدف سان

چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات
لب تک آکر پھسل پڑی بات
ہو منہ سے ابھی نکل کھڑی بات
ساقی نکرے جو دو گھڑی بات
موتی کی طرح نکل پڑی بات

ولہ

فصد لے اپنی ہی زاہد کسکو سودائی بہشت
جاؤن دوزخ کو نہ لون احسان دربانِ بہشت

ہم برنگ باغ دے ڈالین ہاتھ آئی گر بہشت
کچھ جہنم کا نہین مالک ہی رضوانِ بہشت

ولہ

۵۲	ردیف ثای مثلثہ	۱۹

بھولے تم حرفِ وفا کیا باعث
زلف کو مشک کہا کیا باعث
کس مسلمان کو بت قتل کیا
ہی خدا تو رگِ جان سے بھی قریب

ہائے خط بھی نہ لکھا کیا باعث
ہوئی ہمسے یہ خطا کیا باعث
کرتے ہو شکرِ خدا کیا باعث
کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہی
سر مرا ابھی نہ لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آپونہچا
وان سے قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے
دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسہ خال ذقن مانگا تھا
داغ دل تونے دیا کیا باعث

کیا پڑھا یا اوسے کچھ غیرون نے
خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہی مجھے ننگ سے عار
اوٹھہ گئی شرم وحیا کیا باعث

کھل گئے ہنسنے مین کیا دانت اوسکے
گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے
پھر مین نظرون سے گرا کیا باعث

اےجنون دشت مین کانٹون نے مجھے
پاون پڑ پڑ کے رکھا کیا باعث

کسکو اب پیسیے گا نظرون مین
سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب کیے نالے زمین کانپ اوٹھی
آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

ردیف جیم عربی

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہی اشک تو آج

ہوی قاتل سے بیڈھب گفتگو آج
گرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور
خدا رکھلے ہماری آبرو آج

مرا سر دار مین لٹکا کے خوش ہی
ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین
لیا کیون نام قاتل بے وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردا ے قیامت — دکھا دے دو قدم بس چلکے تو آج

دہان زخم کو سینا نہ تھا ہاے — ہوی قاتل سے قطع گفتگو آج

مرین ہم یار کے جانے سے پہلے — اجل رکھلے ہماری آبرو آج

گلے کاٹے ہزارون عاشقون نے — ہوے نادم دکھا کر وہ گلو آج

جدائی ہو گئی ای دوست تجسے — برآئی دشمنون کی آرزو آج

پونہچ جاتے مرا سر پاے خم تک — ذرا کر دستگیری ای سبو آج

تڑپتا ہون مین درد استخوان سے — خبر لینا سگ دلدار تو آج

تجھے دیکھا ہوے گل پانی پانی — گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج

یہ کس کافر نے ابرو کو دکھایا — نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج

حنائی پاؤن سے کس گل نے رونڈا — ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج

زبان تیغ سے پوچھا تو ہوتا — زیادہ گل سے ہی درد گلو آج

نہ بچون گا جو فردا ے قیامت — دکھاتی ہی شب فرقت وہ تو آج

ترے کوچے کی شاید راہ بھولی — صبا پھرتی ہی مضطر کو بکو آج

اوسے ای بیخودی کل ڈھونڈھ لینگے — پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

٥٥ — وزیر ایسے ہو کیون خاموش بیٹھے / ہوی موقوف کس سے گفتگو آج — ٨

دل اوٹھاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج — نشا ہی اسکو مے شربت دیدار کا آج

آمد آمد ہی مرے رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیون روے شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پڑین طوق گلے سے لپٹا
الجھون کچھ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جائیے گا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوار و پر
لے اوڑا حسن نگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئے وصل کی ٹھہری ہوگی
خواب مشتاق ہوا دیدہ بیدار کا آج

شب فرقت کے تو آنے کا نہین خوف ہمین
کیون اوترتا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر ای ترک
ملک دل پر ہو قبضہ تری تلوار کا آج

۵۵	ردیف حای مہملہ	۲۳

زندہ در گور اب تو ہی بے تیرے آرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی چین آیا ترے آنے سے ای آرام روح
اب نہین وہ رنج دل درد جگر آلام روح

کس مزے سے جاتی ہی یاد لب شیرین مین جان
میٹھی لو تی چل رہا ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینے مین
ہی عیان تیری لباس جسم سے اندام روح

غیر ساعد جسکو کہتے ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین بازو ہین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک مرنے لگے
چار جوہر ایک ہو کر بنگئے صمصام روح

رشتے کا آزار ہو گا گر اسیر کا ہی دوق
جسم ہی کرلے گا اب صیاد پیدا دام روح

اب خط صیاد کیون وہ کھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن پر داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہو گئی بے آب جب تونے لگائی دل پہ تیغ
دیکھ او سفاک نچورا اپنا یہ جام روح

جسم سے نکلی تو پہونچی کعبۂ مقصود تک / بے لباسی ننگی ہی جامۂ احرام روح

دو ہی دنمین نوجوانی رنگ پیری لاگئی / ای جہان جسم اک دن صبح ہو گی شام روح

تیرے رہنے کے لیے جان نے کیا قالب تہی / ہی برنگ سایہ پا ہر جسم سے اندام روح

جو بنی ہی جان پر کرتے ہون اشارون سے بیان / بے دہن سے بی زبان ہو کر کہون پیغام روح

لو تن خاکی کو آب خشک نے تر کر دیا / گر پڑا تلوار کے پانی سے قصر خام روح

بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکھیے / موج بوئے گل ہوئی اس باغمین گلندام روح

سوز غم سے آب و خاک و بادمین آتش مزاج / چار عنصر کا بنا جو مکھہ چراغ خام روح

طائر جان صاف مرغ رشتہ بر پا ہو گیا / جسم فرط لاغری سے بنگیا ہی دام روح

جسم سے حیرت نے پیدا کی نکلجانے کی راہ / ابتو ششدر رہی ہے سرا بیدر کے بی بام روح

کوی تو جان جہان مہمان سرائے دلمین ہی / دمبدم پہونچاتے ہین بیک نفس پیغام روح

ہی بگر تا ان حسینان جہان کا اک بناؤ / پیچ و تاب روح ہی گیسوی عنبر فام روح

صدمۂ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا / کیون یہ ہی گردش کرو جی بنا یا جام روح

اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پرواز یان / پا بگل ہی جسم خاکی سے وہ ٹہکے گیا گام روح

۵۶	مثل دل سینے سے میرے وہ لپٹکر کہتے ہین ای وزیر اب تو نہین ہی در دجگر آلام روح	۱۹

پھر کہی تیری جو چشم مست او آرام روح / جام سان گردش مین ہی اب بخت نافرجام روح

پھر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح / بیقراری دل کی پھر ہونی لگی آرام روح

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہی لطف باطنی
نقد دل دیکر کہون قاصد یہ ہے انعام روح

خوبرویونکو خضر پونہچا سکے کیا انقلاب
حور ہو جائے جو لکھے کوئی اولٹا نام روح

آج سے روح الامین تجکو کہون پیغامبر
میری روح اللہ تک پونہچا دیا پیغام روح

اوس بت کافر کو بیتابی مین کیا کیا کچھ لکھا
دین و ایمان راحت دل جان جان آرام روح

کیا مکان جسم ہے اپنے مکین کا شیفتہ
پھر رہا ہے ساتھ قصر بے در و بے بام روح

ایسے ہم قاتل پہ مرتے ہین کہ بے تائید دست
کھینچ لیتا ہے نیام جسم سے صمصام روح

شیشہ تن سے پری آئی نظر کسطرح
دختر رز ہو گیا مشہور ساقی نام روح

لو خدا حافظ کہ آ پونہچا ہے عشق کفر زا
بھاگ جاتی ہے دل الغل ہین ابکر اسلام روح

کیون غضب مین آکے ہر دم رکھتے ہو قبضے پہ ہاتھ
لو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح

بوسہ لب دو لکو دیگا اک حسین سبزہ رنگ
خضر آب زندگانی سے بھریگا جام روح

سنکے اسم حور بے دیکھے ہوے مرنے لگے
اولٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے اولٹا نام روح

تھی سیر عرش یا اب ہے اسیر مشت خاک
واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح

پنبہ گوش جوانی گر نہ اے پیری ہو تو
قامت پر خم دہن بنکر کہے پیغام روح

کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یار کا
کاغذ تصویر پر مانی نے لکھا نام روح

الامان اے رعب پیری اے جوانی الغیاث
ڈر گیا رعشہ بدن مین کانپ اوٹھا اندام روح

چار دیوار عناصر گر پڑی تپے یہ ہم
رفتہ رفتہ بنگیا چورا ہا قصر خام روح

جانگی کسکو خبر دل ہی نہین ہے اے وزیر
ہو گیا گم وہ نگین جسپر کھدا تھا نام روح

ردیف خاے معجمہ

فقط لہو سے ہی گیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان بھی ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسوے مشکین و لعل لب دیکھو
حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہون سر بجیب جو یاد عذار رنگین مین
قباے گل کیطرح ہو گیا گریبان سرخ

١٩	ردیف دال مہملہ	٥٠

بے سبب شمع کا ای گل نہین اندام سفید
ہوگئی دیکھ کے یہ ساعد گلفام سفید

ابھی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید
ہی مگر موے کمر ای بت خودکام سفید

ہوگئے رونے سے اب دیدۂ ناکام سفید
جوشِ باران سے ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سے رہ عشق بسر کی ہی ضعف
رنگ اک گام پہ تھا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین
سبز مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکھ کے معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سے بہت دعوی ہمچشمی تھا
پوست کھینچا جو گیا ہوگئے بادام سفید

میکشی جام مہ و مہر سے کرتا ہون مدام
صبح ہی زرد پیالہ تو سر شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہی مجھے حلقۂ بزم
نظر آتے ہین سیہ مجھکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سرمے کی دنبالے پر
شاخ بادام مین جیسے گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گر صبح سیاہ
پیش تاریکی گیسوے سیہ شام سفید

ہوچکی رات ہوی صبح بس ای غافل نک
چھوڑ غفلت کہ ہوے موے سیہ فام سفید

۴۳

دون جو تشبیہ نہین آنکھون مین چربی چھائی
ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید

بد اگر رنگ سے پیدا ہو تعجب کیا ہی
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہون در و بام سفید

مہ نو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو
ہو مری طرح سے ابروے سیہ فام سفید

ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی
کرین گلرنگ لہو سے ہو اگر دام سفید

کچھ تعجب یہ نہین میری سیہ بختی سے
ہون نہ پیری مین اگر موے سیہ فام سفید

اسقدر ضعف ترقی پہ ہی اترون مین
لکھین سرخی سے تو ہو جاے سر نام سفید

٥٥ | چشم مخمور صنم دیکھے تو روے یہ وزیر
چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید | ٢٥

دہن کیطرح کرین گوش سامعان فریاد
بتو خدا نکرے آے تا زبان فریاد

فلک سے گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
پونہچ گئی ہی کہان سے مری کہان فریاد

کرون مین پیر دم رخصت جوان فریاد
چلے جو تیر تو کرنے لگی کمان فریاد

شب فراق مین کیا کیا ملے انیس مجھے
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد

فغان کرون کہ ہی سیب ذقن پہ طوطی خط
ثمر بچانے کو کرتے ہین باغبان فریاد

گئی زمین سے فلک تک فلک سے عرش تلک
پھری تلاش اثر مین کہان کہان فریاد

دکھاے یار کرامت تو مین کرون اعجاز
وہ بید ہون کہ کرے باتین مین زبان فریاد

چھپا ہی گیسوے مشکین مین رخ کرون نہ نالے
ہوی ہی رات کرے کیون نہ پاسبان فریاد

کسیکے کوچہ کاکل مین دل ہی یون نالان
تمام رات کرے جیسے پاسبان فریاد

جہانمین شور ہی پھٹتے ہین کان [illegible]
ابھی تو آئی ہی سینے سے تا زبان فریاد

فغان وہ سنکے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے
نکل کے منہ سے ہوئی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو ولی اغدار نالان ہو
کرے براے گلستان یہ بوستان فریاد

ہوا وہین وہ رخصت جو رنج تنہائی
تو میرے ساتھ کیے درد و غم فغان فریاد

دلا قسم تجھے زلفون کی دوپہر تو ہو چپ
کہ آدھی رات سے کرتے ہین پاسبان فریاد

تمہاری تیغ نے کیا کیا زبان درازی کی
نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد

لہو پیئینگی نہ جب تک مرا بجھے گی پیاس
کرینگین یار کے بالے کی مچھلیان فریاد

دکھاے گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مرے بازو کی مچھلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردے
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سے ستی ہوی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش غنچہ کیطرح ہون مین وہ رہی لب سے
جو منہ لگا و توسن لو مری فغان فریاد

ذرا تمدن تجھے دیکھین تو پھر جلا جل سا
کرین ہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تک آکے ہوئی زیر لب نہان فریاد

برنگ غنچہ ہی رہے روزن جو خار چبھ چبھ کر
کرینگی اب مرے پاونکی انگلیان فریاد

ادا سے میری نہین انگلیان وہ چٹکاتے
یہ اونکے ہاتھون سے کرتی ہین انگلیان فریاد

وزیر نالے صدائے شکست رنگ سے کر
وہ بید ہون ہی کر اب تو بھی بے زبان فریاد

ہمارے ساتھ کرے کیون نہ آسمان فریاد
صدا نکلتی ہی گنبد مین تو امان فریاد

ٹھہر کے آتی ہی ہر استخوان پہلو پر
ہوی ہی ضعف سے محتاج زبان فریاد

میان ارض و سما یون ہون آہ مین نالان
کہ جسطرح سے ہو دو لب کے درمیان فریاد

مثال نی ہوے سوراخ ناوک غم سے
تمام جسم کے کرتی ہین استخوان فریاد

دکھایا پھول سا رخ کسنے اور سرو سا قد
کہ نالے بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

ہما ہی آے سگ یار اگر نہین آتا
کہان تلک کرین یہ مشت استخوان فریاد

کوی بھی دیر و حرم مین نہ داد کو پہنچا
دعائین مانگین بہت کی یہان وہان فریاد

تمہارے دل مین جگہ اجانے ہو اثر کہ نہو
بتو کہو تو کرون پھر امتحان فریاد

کہے فلک و قنا ربنا عذاب النار
وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھے ہلال ابروے یار
کرے زبان مہ نو سے آسمان فریاد

چمن مین غنچے چٹک کر جو پھول بنتے ہین
زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد

ترے جلے بھنے کب سوز غم سے نالان ہون
کباب خام کرے آگ پر فغان فریاد

زبان تک نہین سکتا ہی ایک حرف خوشی
ہوی ہی اپنے در لب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کے ساتھ آئیگی فراق کی صبح
کریگا شام سے مرغ سحر یہان فریاد

جو روون دیدہ روزن سے روئین دیوارین
کرے فغان پہ لب بام سے مکان فریاد

ہی میرے قہقہے کے ساتھ ساتھ نالہ بھی
صداے خندہ سے رہتی ہی تو امان فریاد

زمین پہ ہو دم رقص اونکے گھنگرو کی صدا
کہ تارے کرتے ہین بالاے آسمان فریاد

گھٹا اگر مرے اس دود آہ کی چھائی
کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئے نہ رنج ہو بس مرگ
چراغ مردہ کرے آپ ہے کہان فریاد

مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل
کہین جلون کہین کرتا پھرون فغان فریاد

چھپی ہی کانکے پردے مین شرم کے مارے
جو بے اثر کبھی آئی ہے تا زبان فریاد

خیال لعل و رخ آتشین مین نالان ہون
عجب نہین ہے زبان شعلہ ہو دھوان فریاد

کہین خوشی سے زیادہ ہے غم مرا مشتاق
ہنسی سے پیشتر آئی ہے تا زبان فریاد

جفائین اونکی بیان کیجیے وفا ونکے ساتھ
ہنسی بھی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد

صدا ہی باسنی او سرو کی جو قیمت خرام
گمان ہوا مجھے کرتی ہین قمریان فریاد

بس اک گھڑی مین بنا دیجیے انھین گھڑیال
وہ کیجیے آہ کرین ساتون آسمان فریاد

برنگ غنچہ سوسن دہن کبود ہوا
لبون پر آئی جو یاد مسی مین یان فریاد

فزون ہی نالون کے باعث سے قیمت بلبل
زیادہ کیون نکرے قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدا کے خندہ گل
ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنے بلبل تو دم بھڑک جائے
ہی موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

بنا ہی کرتے ہین وہ درد گوش کا شکوہ
لو پہنچ گئی دل پر درد کی وہان فریاد

ترے خیال گلستان رخ مین ہم او طفل
چمن مین کرتے ہین پڑھ پڑھ کے بوستان فریاد

بیٹھے ہین کانکے پردے دم آیا ہونٹون تک
وبال گوش ہے نالہ بلائے جان فریاد

زبان پر آتی ہے اب بے صدا برنگ نفس
ہوی ہے بر سو نہین اپنی مزاجدان فریاد

قطعہ

خیال قد ہین ہی قد قامت الصلوۃ فغان
غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد

رکوع الفت ابرو ہین ہی خم قامت
سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

خط نہ شبگون ہی نہ مثل صبح ہی چہرا سفید
ہین طلسم حسن سے موجین سیہ دریا سفید

ناتوانی سے ہی ای قاتل لہو میرا سفید
نیمچہ ہو جائے گا بھر کر ہلال آسا سفید

کیا لگائی ہی گلوری گورے گورے ہاتھ سے
ہو گیا چونے کیصورت پانہین کتھا سفید

یہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا
نشا ہی سے ہی آنکھہ سرخ اور تل سے مکھڑا سفید

گورے گورے پانے کا لونکو اگر چھو لیجیے
ہو حنائی ہاتھہ ابھی مثل ید بیضا سفید

گوش زد ہو جائے گر وہ شہرہ حسن صبیح
ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید

تیری پیشانی سے او مہ وعرق ٹپکا نہین
آسمان حسن سے ٹوٹا کوی تارا سفید

واہ کیا ہی جلد آئے تو بھی ای صبح وصال
ہو گیا ہین پر اودر زلف شب یلدا سفید

تیرہ بختونکو نہو کچھہ فائدہ منعم سے بھی
جسم اگر چاندی کا تر ہو نہو سایا سفید

رنگ بدلے تھا جو خط ہین صفت خط الف در رخ
ہو گیا اکثر کبوتر بھی ہرا نیلا سفید

نازکی سے خاک پر گرکے ہوا ہی یہ کبود
ورنہ تھا مہتاب سے بھی یار کا سایا سفید

روبرو خورشید کے ہو جاتے ہین کالے ہرن
تو اگر آنکھین دکھائے ہو ہرن کالا سفید

دامن اوس مہ کا چھوے یارب جو غیر روسیہ
آستین کیطرح اوسکا ہاتھہ ہو سارا سفید

پرورش منظور ہی آنکھو نسے طفل اشک کی
شیر بنجائے لہو ای مصحفی ہو ایسا سفید

ہوگئیں زلفیں سفید اب نا ریجا چھوڑیے
صورتِ کافور عنبر ہو گیا سارا سفید

میکشی منظور ہے اب اک گل رعنا کے ساتھ
ساقیا ہو سبز ساغر سرخ مے شیشا سفید

٦١ — تار بستر ہو گیا میرا تن لاغر وزیر
یا نظر آتا ہے بستر پر کوئی دھاگا سفید — ٢٣

ہے بہار اک یہ بھی گر ہو خط سبز اوسکا سفید
خوشنما ہوتا ہے کیا گرد قمر ہالا سفید

ضعف سے اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید
بستر غم پر پڑا ہے ایک مو گویا سفید

تم جب کہتے ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید
واہ سچ کہیے کبھی دیکھا نہیں طوطا سفید

کیا چمکتا ہے پیالا ماہ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کی صورت ہے اوس مہر کا نقش پا سفید
چاندنی کی طرح آتا ہے نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی ہے تو لب سے ہوا
مثل گوہر عکس دندان سے ہوا مونگا سفید

چشم اشک آلود پر اس وجہ رکھکر کہتے ہیں
کیوں بہا دو دن تیرے طفل اشک کو کرتا سفید

اشک گیا دامن سے پوچھے ملگیا ملبوس خاص
برہنہ تھا طفل اشک اوسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسے ہیں گل جنکے آگے ہیں سیاہ
کیا سیہ ہے چشم جسکے آگے ہے سرما سفید

آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہوگئیں آنکھیں بہ رنگ پنبۂ مینا سفید

روبرو اعلی کے ادنی کو نہیں ہوتا فروغ
مہر کے آگے ہے مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہو مثل قبا بھی گل بدن کے رنگ سے
پہنے شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید

وہ جو انکا نہیں پری میں رہتا رنگ روپ
ہو کے خاکستر دلا ہوتا ہے انگارا سفید

یاد مین اک ماہ کے رو دیئے تو چھٹکی چاندنی
ہجر کی شب کا ہوا شکوہ نسے منہ کالا سفید

پھاڑ کے پھینکے ہین او وحشت گریبان اسقدر
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید

دیدۂ خونبار سے دیکھون اگر اہی رشک گل
سرخ ہو جائے ترے دالان کا پردا سفید

بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی بہر میکشی
پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
گل جو اوسکے آگے خجلت سے ہوا سارا سفید

دیدۂ سوزان مین دیکھو اشکھا ہی گرم کو
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید

دید کا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح
پڑگیا آنکھون پہ او محجوب اک پردا سفید

٦٢	کی وزیر اشکون نے یونہین ہجر مین گزشت و شو دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید	٢١

وصل مین رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
آج کن اٹکھیلیون سے آنکھون مین آتی ہی نیند

یاد چشم سرمگین مین شکوہ گر آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکھون سے اوڑ جاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سہوا اگر آتی ہی نیند
آنکھ سے باہر ہی باہر آکے پھر جاتی ہی نیند

عین بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجھا چاہیے
اہل غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہی نیند

کروٹین لے لیکے کہتے ہین شب فرقت مین ہم
کس طرح ای خفتگان خاک آجاتی ہی نیند

اونکی فرقت مین نہ پوچھو سرگذشت خواب چشم
آج کل یا ہی نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
تہ قفس مین کوئی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتے ہین
عاشقون مین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین
چھوڑ کر بیخواب مجکو آپ سو جاتی ہی نیند

کہتے ہین سونا اسے چونکا نہ روز حشر تک
ان ہمارے بخت خفتہ کی قسم کھاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھے وہ آئیگا پھڑکتی ہی جو آنکھ
آنکھ مین ضعف شب فرقت سے تھراتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی
وصل مین آتے ہوئے آنکھونمین شرماتی ہی نیند

منتظر رکھتی ہی غمزے کرتی ہی آتی نہین
او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہی نیند

کوی جانان سے جو اوٹھتا ہون تو سو جاتے ہین پاؤن
دفعتہ آنکھون سے پاؤن مین اوتر آتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب
ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پھل کھایا آب تیغ پی کر سو رہے
کثرت آب و غذا سے واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ مین کعبۂ مقصود دکھلاتی ہی نیند

اس مری دیوانگی پر اے جنون پتھر پڑین
آنکھ کے ڈھیلے لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ ری تاثیر الفت بل بے فرط اتحاد
غش ہی غش آتے ہین مجکو جب اونھین آتی ہی نیند

سوتے ہو تو چشم بد دور آنکھین رہتی ہین کھلی
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونے کی ایسی ہی تمنا اے وزیر
دیکھتا ہون اوسکو حسرت سے جسے آتی ہی نیند

اللہ رے حسن رخ نیکوے محمدؐ
ہی چشم خداوند جہان سوے محمدؐ

نظرون مین شفاعت نے عمل تول لیے ہین
پلے پہ ہی امت کی ترازوے محمدؐ

بخشش مین وہ مصروف یہ سرگرم شفاعت
اللہ سے ملتی ہوی ہی خوے محمدؐ

گری ہی کنہ خلق خدا کچھ نہین کہتا | وقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمد

۶۳ — ردیف رائے مہملہ — ۱۳

ذرا تو دیکھ لے وہ ہمکو آکر
کوی دم اور بھی اہی دم فنا کر

اگر پوچھے وہ بربادی ہماری
صبا کہہ دیجیو کچھ خاک اوڑا کر

ہزارون ہوگئے ٹکڑے گریبان
چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہی کچھ اپنی دوا کر

مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع
اجل پھر جاے گی بالین تک آکر

گریبان صبح محشر نے کیا چاک
قیامت کی ہی کیا قامت دکھا کر

جو ان کا چھپ کے جانا یاد آیا
تو کیا رونے لگے ہم منہ چھپا کر

یہ یاد آتی ہی کسکی اچپلاہٹ
جو گر پڑتی ہی بجلی تلملا کر

جو یاد آیا خم محراب ابرو
کیے سجدے کئی سر کو جھکا کر

نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے
کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھ اوٹھا کر

ترا گیسو بہت بل کر رہا ہی
بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر

مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجھکو
لگا جب کوسنے وہ ہاتھ اوٹھا کر

۶۴ — وزیر اب تا بجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بھلا یاد خدا کر — ۲۳

کرتے ہو باتین رکھکے جو شمشیر دوش پر | سیکھے زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر
یا مجھ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر

قاتل نے کب یہ رکھی ہی شمشیر دوش پر
ہی ابروِ خمیدہ کی تصویر دوش پر

آئے گی بڑھ کے پاون تلک کاکل دراز
رہنے نہ دے گی اب اسے تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد
کیا دن تھے وہ جو کرتے تھے تقریر دوش پر

یان تک کھنچا ہی ضعف کہ ہاتھونکو ہی گران
پھرتا ہون رکھکے یار کی تصویر دوش پر

قاتل نے میرے بعد کیے ترک اپنی ظلم
خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرا بنا ہی مکان تو ہر ایک مست
لیجائے خشت خم پی تعمیر دوش پر

تمثیل دون جو یار کی زلف سیاہ سے مین
چڑھ جائے میرے پاؤن کی زنجیر دوش پر

دوش سحر پہ آئے نظر آفتاب حشر
اوس طفل کو چڑھائے اگر پیر دوش پر

تاخیر میرے قتل مین ہوتی نہ اسقدر
کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا سر چڑھا کے اسکو بگاڑا ہی یار نے
بل کر رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکھکر
پھبتی کہون یہی کہ ہی گلگیر دوش پر

تو ہاتھ سے چھوے تو ابھی شمع بزم مین
رکھے اوٹھا کے پاون سے گلگیر دوش پر

جا بینگے اوڑ کے تیری طرف ہدہد ہم
پر بنگیا جو آ کے لگا تیر دوش پر

گھر کر کسیکے دل مین نہ بیہودہ خاک چھان
مٹی اوٹھا نہ تو پے تعمیر دوش پر

بل کر رہی ہی زلف جدا تیغ بت جدا
ہوتی ہی میرے قتل کی تدبیر دوش پر

اس شک سے کیا نہ کبھی مین نے ذکر یار
کر لین کہین فرشتے نہ تحریر دوش پر

کاندھے پہ اوسکے زلف شباہ رنگبی
پرتو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنے لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مرے گلے پہ تو رکھہ دیکھیو اوسے
گر نازکی سے بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کرکے ہوے ایسے بیحواس
ترکش مین تیغ رکھنے لگے تیر دوش پر

کاندھا دیا جنازے کو قاتل نے ای وزیر
کیا میری لاش کی ہوی توقیر دوش پر

٦٥ ١٧

تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو عریان سر پر
جوہر ان کے ہوے پیدا چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کے ستارون سے چراغان سر پر
نظر آتی ہی دھوان کاکل پیچان سر پر

جاتے ہو باغکو پہنے ہو گلابی ٹوپی
بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ایجان سر پر

رات صیاد نے یہ کہکے سرافراز کیا
رہین لٹکے قفس مرغ خوش الحان سر پر

ناوک غم سے ہی غربال مرا کاسہ سر
خاک چھانون جو پڑے گرد بیابان سر پر

ای جنون ناکے کرون دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابھی آجاے بیابان سر پر

جاکے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر
کوچۂ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارون سے چراغان سر پر

اک پری کے اثر نقش قدم سے بھاگی
آگئی تھی جو بلاے شب ہجران سر پر

ہم ترے پانون پہ سر رکھنے نہ پائین ای سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسے کہتے ہین
سر کی دستار ہوی گنبد گردان سر پر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہی
روز لائی ہی بلا زلف پریشان سر پہ

سر بجیب آج کل ای جوش جنون بیٹھا ہون
ہاتھ وہ ڈر ائیو پہنچا ہی گریبان سر پہ

قد ترا صاف ہی سانچے مین ڈھلا شمع صفت
شعلہ رخسار دھوان کاکل پیچان سر پہ

آئینگے وقت خزان چھوڑدے آئی ہی بہار
لے لے صیاد قسم رکھدے گلستان سر پہ

ہون وہ مزدور کہ مر کر نہوا چھٹکارا
لیچلا بار غم فرقت یاران سر پہ

۶۶	یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پہ	۱۶

داغ سودا سے ہوئی چشم نمایان سر پہ
تیر پر تیر لگے بنگئے مژگان سر پہ

سرخ دستار ہی ای قاتل وران سر پہ
سچ کہو یا ہی چڑھا خون شہیدان سر پہ

سر جھکا کر تجھے ای رشک پری دیکھینگے
حشر کو ہونگے جب دیدۂ انسان سر پہ

قید یوسف تھا جہان چاہ کے زلیخا نے کہا
اوٹھ سکے تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پہ

گل جو ہین کفش مین تو پھول ہین ٹوپی مین تری
بوستان زیر قدم ہی تو گلستان سر پہ

ذکر رخ کرتے ہین آکر سر بالین مزار
روز پڑھ جاتے ہین کس لطف سے قرآن سر پہ

ای جنون نوچو نہین پیر ہین کیون موے سفید
صاف ہوکا ہی کہ ہین تار گریبان سر پہ

پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین
پھر ترے زلف ہوی سلسلہ جنبان سر پہ

مدت قید اسیران کہن کیا سمجھیے
گل کے سو بار گرے تختہ زندان سر پہ

دام کاکل مین نہ مچھلی کف رنگین کی پھنسے
ہاتھ یون رکھکے نہ بیٹھا کرو جانان سر پہ

صاف ہی مثل حنا رنگ کف پا سے عیان
دل عشاق بہت گیسو ونمین نالان ہین
جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالے مزدور
غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین
دامن دشت مین جب پھاڑ کے پھینکا ہمنے

سرخ دستار جو تم باندھے ہو جانان سر پر
گرد و آزاد کہ ہی شور اسیران سر پر
ای جنون لو نہین وٹھالو نہین بیابان سر پر
صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر
جوم کر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر

۶۷	ناتوانی نے خمیدہ یہ کیا مجکو وزیر زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر	۲۵

چلا ہی اول رحمت طلب کیا شادان ہو کر
کیا ویران چمن کو آئے ہو کیا تو بستان ہو کر
ابھی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتے تھے
جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
غضب ہی روح سے اس جامہ تن کا جدا ہونا
اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس
عذار آتشین خط سیہ اکدن نکالے گا
مکدر ہو اگر تو مجکو گاڑو اسطرف دیکھو
کیا غیرونکو قتل اونسے ہوی ہم رشک کے مار
پھر اے صد چاک ہو کر کوچہ کاکل سے دل اپنا

زمین کو ہی چلا نان رنج دیکھی آسمان ہو کر
ہوئے گل پانی پانی یہ چلے آب روان ہو کر
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہو کر
گیا پا قفس سے کبوتر وانسے آیا مرغ جان ہو کر
لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دھجیان ہو کر
صدائے جنبش لب دیتی ہی صدائے فغان ہو کر
رولائیگا یہ شعلہ میری آنکھونکو دھوان ہو کر
کہ زیر خاک ہون گردنگہ سے ناتوان ہو کر
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر
عزیزو یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر

کمان ابرو کی ایسی نرم ہے آئیگا جو ناوک
رہیگا استخوان مین اپنے مغز استخوان ہو کر

چھوڑائی جو سکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایے
لب اوس محبوب کا چھپنے لگا منہ مین زبان ہو کر

فلک میری طرح آخر تجھے بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا ای ہما اک روز گرد استخوان ہو کر

ہمارے ہڈ گر اپنی ای سگ جانان جو تو کھائے
ملائم استخوان ہو جائین مغز استخوان ہو کر

جہان جو چاہیے ویسے ہنر دکھلائی نیرنگی
بطور آنکھو مین گویائی زبانمین دلمین جان ہو کر

ستم کو اوسکے بد کہیے تو خونریزی پہ مائل ہو
کرے سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہو کر

نہانے مین جو لہراتی ہے زلف یار دریا مین
تڑپنے لگتی ہین پانی پہ جو مچھلیان ہو کر

ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کمان ہو کر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کے در سے
گرینگے پا ترے پاؤن پہ اپنے بیڑیان ہو کر

کہا جو اونسے چاہا ضعف سے یان لب نہین ہلتے
سبک کر دیتے ہین حرف سخن بار گران ہو کر

اثر باقی رہا بن بے شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دہوان ہو کر

خط نوخیز مین عارض جو تیرے چھپتے جاتے ہین
پری بنجائینگے اس سبز شیشے مین نہان ہو کر

گرا قدمون پہ صید ناتوان بھاگا ہاتھ سے چھٹکر
جگہ دے ہاتو نقش پای صیاد آشیان ہو کر

ترے وحشی کو برسون ہی پری کب نیند آتی ہے
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہو کر

۶۸	وزیر اوسکا ہون مین شاگرد جسکو کہتے ہین منصف لیا ملک معانی پادشاہ شاعران ہوکر	۱۷

گذر جا عالم امکان سے ای دل نوجوان ہو کر
گرادے چار دیوار عناصر لامکان ہو کر

بناوٹ نی بگاڑا باتین سنکر خموشی نے / نہ پوچھو ہمنے کیا ہی منہ کی کھائی زبان ہو کر

کھلے کا راز الفت گرچہ چھپ رہنے کے چرچے ہین / کریگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہو کر

نہین ہی گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سے / مسیحا ہوتے ہو مشہور ابھی معجز بیان ہو کر

درِ غلطان نکل آیا صدف سی عشق دندان نہین / نگر کو دیتی لے چلی رنگ پے روان ہو کر

یہی کہ کہکے شب بھر یار کو پیش نظر رکھا / دکھائین گی تماشا تمکو آنکھین پتلیان ہو کر

دہان حلقہ در سے مکان یار کہتا ہی / نکالون تجکو آدم کیطرح باغ جنان ہو کر

جہازی تیغ قاتل کی جو کشتی سنکی آ پہنچی / اوڑا لائی مگر باد مخالف بادبان ہو کر

نہ توڑے پھول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل / پھریگا طائر رنگ چمن بے آشیان ہو کر

سفر مین میری آنکھو نسی گرے یوسف دیکھ کو آیا / غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہو کر

رخ گلگون کا نقشہ اور گردی ہیت ابرو کی / بہار نظم دکھلائے گلستان بوستان ہو کر

تری آنکھون کے نظارہ کا سودا ایسا ہو جائے / رہین پا نگہ مین انکے حلقے بیڑیان ہو کر

وہ پیاسا ہون لگا کہ تیغ پر آب اسنے جب کھینچی / نکل آئی دہان زخم سے سوکھی زبان ہو کر

زمین پر نقش پا سے خط یہ تحریر ہون قاصد / جو تو لو پہنچاے نامہ صورت خامہ روان ہو کر

لب بام آگئے گر دیکھو تماشا تمکو دکھلاون / کمند آسا چڑھون تار نگہ پر ناتوان ہو کر

٣٣	کہین گر زندہ در گور اہی وزیر اب وہ تو زیبا ہی کیا ہی مینے پیدا سنگ مرقد سخت جان ہو کر	٦٩

وصال مین تو کرو رحم مجھسے لاغر پر / کہو تو لیٹ رہون ایک تار بستر پر

دہان زخم گلو سے اگر ذرا چوسون — سمٹ کے آب ہو قطرہ زبان خنجر پر

فقیر خانے مین جو آئے بس ہمین بیٹھے — گلیم سایہ دیوار ہی بچھی در پر

تمھارے یوسف رخسار کو اگر دیکھے — درود آینہ پڑھنے لگے پیمبر پر

ادھر اودھر ہے گھر سے ترے کبھی گر کر — برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر

پری کی طرح جو شیشے سے نکلی دختر رز — گمان بد سے رکھا ہاتھ چشم ساغر پر

وہ گرم خون ہی میرا اگر ذرا ابھر جاے — پسینا بن کے نکل آے آب خنجر پر

جو آیا جا نہ سکا ہی یہ گھر ترا دلچسپ — پڑی ہی سائے کے مانند چاندنی در پر

کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے — کہ اپنے پاؤن کو جا دی ہی آنکھون پر سر پر

خطاب شاہ شہیدان عطا کراو ظالم — ہما ہے تیغ کا سایہ پڑا مرے سر پر

کسی نے آنکھین بچھائی ہین کیا تمھارے لئے — گمان تار نگہ ہی جو تار بستر پر

تری مژہ کی صفت لکھکے خط مین بھیجا ہے — پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر

وہ بدگمان ہون کہ خط دیکھے بند ہین آنکھین — پہنا ہی باز کی ٹوپی سر کبوتر پر

اوٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے — بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر

عیان جبین سے رگ گل ہو مثل چین جبین — جو پاؤن رکھو تم اے جان جان گل تر پر

غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا — خدا بچاے کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر

نگاہ قہر ہی اے جان نامہ بر پہ کرو — کبھی تو باز کو چھوڑو مرے کبوتر پر

خدا پرست سے کہدو ہوا ہون سنگ پرست — نشان پاے بتی پڑ گئے ہین پتھر پر

یہی سمجھ کے گلے کا تو سخت جانون کے
ہم اپنی تیغ کو کرتے ہین تیز پتھر پر

نتوڑ پاؤن سے مینا ے مے کو اے زاہد
فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہی کاسہ سر پر

گلوری کھاؤ کہ ہوجائین سرخ دانت سفید
دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پر

نثار کرتے ہین آ دیکھو جان نثار کر پاس
گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر

نمود خط یہ وہی ہی صفائی عارض یار
غبار آئینہ ہی خاطر سکندر پر

بنا ہی خواب اجل انکو نام سونے کا
ہمیشہ طالب زر جان دیتے ہین زر پر

لگے گا موذیون کے ہاتھہ مال موذی کا
کہ سانپ بیٹھتے ہین دولت تونگر پر

لڑین نہ پھر خدا مجسے منکر دیدار
یہ فیصلہ تو ہی موقوف روز محشر پر

حباب وار ہی آمادہ فنا دریا
صدف کو ناز عبث ہی طلسم گوہر پر

نہ پوچھو وحشیون سے کیون کھلی ہی فصد یہ فصد
یہ خون چکان ہی حکایت زبان نشتر پر

تمھارے قصر صفا کی واہ کیا ہی صفا
پھسل کے سایہ دیوار گر پڑا در پر

نیاز نامہ چلا لیکے ناز پروردہ
کہ منتون کی ہی چوٹی سر کبوتر پر

زمین پہ دوڑ کے آنا بھی آدمی نہ چلے
یہ شوخیان نہین اچھی ہین دوش باد پر

لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نے تیغ
خضر نے ناؤ چڑھائی ہی آب گوہر پر

وزیر بعد نبی مرتضی نبی ہوتے
نہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پر

ہون وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر
روح میری گل عارض مین رہے لو ہو کر

عاشق زار ہوں میں صبح ہوئی تو نذر و
چھپ رہونگا گل قالین میں ابھی لو ہو کر

شیشۂ دل میں ترے تیغ اوتر آئے کہیں
میان سے نکلی ہے محبوب پری رو ہو کر

شوق سے حکم کرے سجدے کا پیغمبر حسن
آیتیں سجدے کی نازل ہوئیں ابرو ہو کر

ہم بھی تنخانے سے جا نکلیں کبھی بہر طواف
حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہو کر

ساغر چشم کی ہم فکر میں یہ محو ہوے
سر بھی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہو کر

اسقدر بس گئی تجبیر کہ نظر آتے نہیں
اب تو گلزار میں گل رہنے لگے بو ہو کر

ناتوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید
کیا بہانہ ہے جو بہ جائے اب آنسو ہو کر

جسم سے روح نکل آئے پے استقبال
چلتے ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہو کر

جان پڑ جاتی ہے زیور میں پہننے سے ترے
کہیں اوڑ جائے نہ جگنی تری جگنو ہو کر

چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازے کا
نجد میں قیس کو دیکھ آتی تھی آہو ہو کر

جنس دل جانچ بھی لے تول بھی لے حاضر ہے
رہ گیا سینے میں کیوں تیر ترازو ہو کر

ناک بھون ایسی چڑھائی کہ ہوا ناموزون
یار موزون یہ ترا مطلع ابرو ہو کر

آدمیت یہ خداداد ہے اللہ اللہ
انس انسان سے کرتے ہو پری رو ہو کر

رشک سنبل ہوئی بلبل کی پریشان نظری
زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہو کر

ٹھہر ای جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے
آب شمشیر نکل جائے نہ اچھو ہو کر

نہ ہٹی باغ سے آمد جو مرے گل کی سنی
رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہو کر

تم نہا کر جو چلے غم سے سمٹ کر دریا
آ گیا دیدۂ گرداب میں آنسو ہو کر

موشگافی سے ہی فرسودہ ہوا ناخن فکر
بال سے نازک ہین نظر آتے ہین جو نکتے سخن
ساقیا ہمنے شب وصل مین پی تھی جو شراب
ہم تو اس شرم رہائی سے ہین پانی پانی
دیکھکر چہرۂ بت بہتے ہین ہاد کے اشک
یار کی گرمی رفتار نے اعجاز کیا

نہ کھلا عقدہ کمر کا گرہ مو ہو کر
آئے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہو کر
روز فرقت نکل آتی ہے وہ آنسو ہو کر
دیدۂ چاک قفس سے چلے آنسو ہو کر
پانی سورج کو دیا کرتے ہین ہندو ہو کر
اوڑ گئی خندق یارات کو جگنو ہو کر

۱۷

ہون وہ عمدہ کہ گرا نظروں سے اک پل مین وزیر
کی جگہ بھی جو کسی آنکھ مین آنسو ہو کر

٥

قبر کا ساتھ پس مرگ نچھوڑے پتھر
قبر مین بھی سر شوریدہ کو پھوڑے پتھر
لاے اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے
ابکی کچھ فصل بہاری مین یہ ہے جوش جنون
اتنے عاشق ہوے ہم تجبیہ لگا جو چاہیے

تہہ الفت سے رفاقت مین ہین روڑے پتھر
قل کے ڈھیلون کی عوض چاہیین تھوڑے پتھر
کہہ دو جراح سے یان سر کے ہین پھوڑے پتھر
سر نکالے جو شجر شاخ سے پھوڑے پتھر
تیر تلوار تبر برچھیان کوڑے پتھر

ولہ

منہ آئے نظر صاف وہ ہی یار کی تلوار
آئینے کا آئینہ ہے تلوار کی تلوار

ردیف زاے معجمہ

جانے نہین دیتا مجھے دربان در انداز
ہان بھیجو ابھی اشک مرے خانہ برانداز

کیونکر وہ ملین ہمسے جب اتنے ہون انداز
قامت سوزن سے کیون ہی رشتہ سوزن دراز

ولہ

جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز
بدنما ہوتا ہی قد سے ہو جو پیراہن دراز

۶۲ — ## ردیف ضاد معجمہ — ۱۷

سبزۂ خط سے بڑھا اور وقار عارض
خضر آباد ہوا نام دیار عارض

نہ رہا حسن گئی صبح بہار عارض
خطِ شبرنگ اجی ہی شب تار عارض

او جوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید
صبح ہو جاے گی اک دن شب تار عارض

ای گلو کرتے ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور
عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض

دولتِ حسن پہ یہ خاک اڑا رکھی ہی
غازہ عارض پہ ہی ای واے غبار عارض

اوس رخ صاف پہ کیا روے مخطط رکھو ن
پھول ایسے گالو نمین چبھ جائین گے خار عارض

دولتِ حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا
زلف او سیم بدن کیون نہو مار عارض

صاف ہو آئنہ سان پھر خط مشکین مٹ جاے
پھر جلب ہو مرے اللہ تتار عارض

ہی کہان خطِ سیہ صدمے سے اسکے ہی کبود
سایۂ زلف نزاکت سے ہی بار عارض

ہی تری زلفِ سیہ دودِ رخ آتش رنگ
رنگ نکلتے ہوے ہین عارض پہ شرار عارض

موجۂ نکہت گل ہی پے بلبل گلدام
عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعہ

گال پر گال فرا رکھہ کے تماشا دیکھو
اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض

کرے قالب کو تہی شوقِ ہم آغوشی مین
وا ابھی شکل مہِ نو ہو کنارِ عارض

گل کھلاے ہین پسینے نے رخ رنگین پر
بھر دیا پھولونسے دامان بہارِ عارض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھے سمجھاؤن ناز بیجا نکرے خطِ سیہ تنگ صبیح	بار نظارہ نزاکت سے ہی بارِ عارض دیکھہ ڈالے ہین بہت لیل و نہارِ عارض
۷۳	کیا تجھے دے وہ بھلا رخصت نظارہ وزیر رنگ رخسار نزاکت سے ہی بار عارض	۱۵

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہارِ عارض
کہ نگہ بیٹھہ رہے جاکے کنارِ عارض

تیغ ابرو نکھنچی تیر مژہ بھی نچلے
گھر گیا مورچہ خط سے حصارِ عارض

آتی ہی کوچہ گیسو سے پریشان ہوا
نہ بھڑک جاے کہین اور بھی نارِ عارض

آیا بیتابی گردون پہ ستارونسے عرق
دیکھیے آپ ذرا گرمیِ نارِ عارض

رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر
رنگ بدلا کیا وہ شعلۂ نارِ عارض

خالِ رخسار دکھاے تمھین اعجاز خلیل
نخل گل ہو جو بڑھے شعلۂ نارِ عارض

کوچۂ زلف سے کیا آئی صفا بیز ہوا
اوڑ گیا تھا جو خط یار غبارِ عارض

یاد رخسار مین بوسے لیے منہ ڈھکر
رات گل تکیے سے لیتے رہے کارِ عارض

شست و شو اشکون سے کرون ٹھہری حسرت دید
گرد دامان نگہ ہو نہ غبارِ عارض

اونکے ہر عضو پہ شیدا تھا ملی ویسی سزا
قطعہ
تھا فقط ایک نہ مین عاشق زارِ عارض

ٹکڑے ٹکڑے ہو ہو کے گرے ہاتھہ کہین پاؤن کہین
کہین آنکھین ہین کہین جا ہی مزارِ عارض

گرچہ اکڑے ہو ہر عضو و جبیت بھی سنو
قطعہ
عاشق چشم ہون اور عاشق زارِ عارض

نخل نرگس کے تلے آنکھین مری دفن کرو
کیجیے سایۂ گلبن مین مزارِ عارض

رم کرے جلد یہ آہوے سیاہ شب ہجر
جلوہ افروز ہوای شیر سوار عارض

۴۴	خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر یوسف روز سے افزون ہی وقار عارض	۱۷

آب شمشیر بلا دوے احمر کے عوض
بھر دو قبضے کی کٹوری کبھی ساغر کے عوض

آبلے پھوٹ بہے دل کے بھر آئین آنکھیں
سیپ مین آب کہر اتبو ہی گوہر کے عوض

دست نازک جو ترا دیکھے تو فصاد کہے
رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کے عوض

جانب زاغ کمان کیون ہین اوڑا جاتا ہون
تیر کے پر مرے بازو مین ہین کیا پر کے عوض

ساقیا بھول گیا کیا مری دریا نوشی
خم لگا دے مرے منہ سے کوئی ساغر کے عوض

گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج
پھول کیون مجکو لگاتے نہین پتھر کے عوض

وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجھین
سنگ سرمہ جو لگاؤ انھین پتھر کے عوض

رشک کی جا نہین پھر کچھ مجھے وسواس نہین
مرغ دل نامہ جو لیجائے کبوتر کے عوض

کشور حسن ملا پرتو رخ سے تیرے
سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کے عوض

مثل شبنم عرق آجائے رخ گلگون پر
غنچہ گل جو انگیٹھی مین ہون اخگر کے عوض

سنگ رہ ہوگئے بت کعبے چلے تھے ای خضر
ملگئے راہ مین رہزن ہمین رہبر کے عوض

سوے دریا نگہ گرم سے دیکھا کس نے
آبلے سیپ مین پیدا ہوئے گوہر کے عوض

دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی
کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کے عوض

اوسنے خط دست حنائی سے لکھا ہی مجکو
مرغ یاقوت پہ آئیگا کبوتر کے عوض

مر گئے ہم تو یہ اوس بت نے کہا دربانسے
گئے اللہ کے گھر آج مرے گھر کے عوض

مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو
زر تو نگر کو دیا صبر مجھے زر کے عوض

۷۵ جنکو بے بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر
سوتے ہین خاک پہ وہ پھولونکے بستر کے عوض ۱۶

ساقیا آب جو مانگون مرا جگر کے عوض
کاسۂ عمر کو بھر دیجیو ساغر کے عوض

سر الگ کاٹ کے تلوار گلے پر رکھدی
دی ہی شمشیر دو سر یارنے اک سر کے عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی
او چھے زخمونکے جو خط پڑ گئے مسطر کے عوض

ناتوان ہین جو اوٹھے وانسے تو یان آبیٹھے
دی جگہ روزن دیوارنے لو در کے عوض

فارغ البال کیا مجکو پریشانی نے
رہتی ہی پیش نظر زلف معنبر کے عوض

زر کو لکھے کوی اولٹا تو وہ رز ہو جائے
زر ملے طالع واژونکی سبب رز کے عوض

میرے نالونسے شب ہجر زمین کانپ اوٹھی
آسمان ٹوٹ پڑے آج نہ اختر کے عوض

ابرو یار پہ قطرے یہ پسینے کے نہین
گوہر اس تیغ مین پیدا ہوے جوہر کے عوض

یادگار گل نوخیز خزان مین ہی یہی
شاخ گل مین دل بلبل ہی گل تر کے عوض

کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا اشک کا تار
عیب پوش تن عریان ہوا چادر کے عوض

ساقیا مژدہ کہ آ پہنچی ہی مستانہ بہار
شاخ مین اب تو گلابی ہی گل تر کے عوض

آج اسواسطے روتے ہین یہ طفل نادان
دامن خاک ہی کل دامن مادر کے عوض

خواہش اسبابکی بس عالم اسباب مین تھی
سو رہے بعد فنا خاک پہ بستر کے عوض

دے کی خط حال زبانی کہے اوس نوخط سے | جائے طوطی سخنگو جو کبوتر کے عوض

مرے کہتے ہین لب گور سے ہم حسن پرست | آئینہ لوح کو درکار ہے پتھر کے عوض

یاد پستان جو مجھے کرتی ہے دیوانہ فرنگ | سنگ ترے پڑتے ہین گلزار مین پتھر کے عوض

۷۶ ردیف ظاے معجمہ ۱۰

سے چلے بتخانے لو خدا حافظ | تم بھی زاہد کہو خدا حافظ

تیرے کوچے سے ہیچ اوٹھا کے چلے | گیسوے مشکبو خدا حافظ

دم عیسی سے بھی شفا نہوی | لو بس اے ہمدمو خدا حافظ

ہے بہت زود رنج دل میرا | یار ہے تند خو خدا حافظ

اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون | ہے سخن گو مگو خدا حافظ

دل کو بتخانہ کر کے کعبے چلے | زاہدو راہدو خدا حافظ

ہے فرنگن کے گورے ہاتھ مین دل | جان کا صاحبو خدا حافظ

دیر سے مثل نالۂ ناقوس | جاتے ہین اے بتو خدا حافظ

بات بھی کی تو یہ کہا شب وصل | جائین ہم تم کہو خدا حافظ

شہ خوبان کے غم مین جان چلی | اے وزیر اب کہو خدا حافظ

۷۷ ردیف عین مہملہ ۲۸

شعلۂ رخسار اگر دیکھے بنے پروانہ شمع | دود سان پھرنے لگے گرد سر جانانہ شمع

آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع | کرمک شب تاب سان بنجاے پروانہ شمع

پھینک دون گل کرکے مین پیش رخ جانانہ شمع
باغ بزم یار مین ہی سبزۂ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہی
ہی بجا کہیے سراپا ہی قد جانانہ شمع

کسنے بھبھوکے نی اوٹھائی رخ سی محفل مین نقاب
گر پڑی ہی برق کیصورت جو بیتابانہ شمع

ہین جوان دھار اوسکی زلفین قد ہی سانچے مین ڈھلا
پنجۂ گلگون ہی شعلہ ساعد جانانہ شمع

رنگی شعلے سے گل ہونے مین قلقل کی صدا
پھونک کر منہ سی بجھائیگا جو وہ مستانہ شمع

اک ترے آنے سے ایساقی ہی بزم آراستہ
ہین گلو و چشم و عارض شیشۂ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر مین
ایک ہے روشن ہی میان کعبۂ و بتخانہ شمع

بزم مین گر ہووے روشن سی اوٹھائی تو نقاب
شرم سے چھپنے لگے زیر پر پروانہ شمع

بینی پر نور و چشم مست ساقی دیکھکر
کہتے ہین ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہی سر کو کیون اولٹی یہان تعزیر آکر
تیری محفل مین قدم رکھتی ہی گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم مین لیکن ہی ثابت قدم
ہی تو زن رکھتی ہی لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا دھوین سے شعلے سی اک آفتاب
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع

کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح ہر
بھرتی ہی فانوس مین شب بھر پر پروانہ شمع

ای جنون یہ سوز غم کا ہی اثر مرنے کے بعد
جانتا ہی ہڈیون کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کرے احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا کوئی
کب کرے روشن بھلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہو گیا روشن حسینونکی ہی بس بنیاد ظلم
گر نہو زنبور راہی شمع ہو پیدا نہ شمع

شانہ جب اوسنے لیا اپنے حنائی ہاتھہ مین
ہوکے روشن بنگیا کنگھی کا ہر دندانہ شمع

بے ترے پروانے بھاگین مرغ وحشی کیطرح
گو دکھائے آنسوؤن سے اپنے آب و دانہ شمع

اوس بھبھوکے کو اگر دیکھے قبا پہنے ہوے
جامۂ فانوس پھاڑے صورت دیوانہ شمع

دلکو کر خالی خدا تا بخشے اپنا داغ عشق
جب نہو کوئی جلائے آپ صاحب خانہ شمع

مثل فانوس خالی وہ بھی گردش مین رہے
ہون وہ سرگردان سنے میرا اگر افسانہ شمع

ہون کسیکی چشم مست و روے روشن کا شہید
میری تربت پر چڑھانا چاہیے پیمانہ شمع

کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکھکر
جاے مشعل منہ مین رکھتا ہے سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہے ملتا نہین
ڈھونڈتی پھرتی ہے کاشانہ مرا کورانہ شمع

گر نہ موج اشک کی زنجیر سے پابند ہو
بے ترے محفل سے بھاگے صورت دیوانہ شمع

۱۲	آتش غم بعد مردن اپنے کام آئے **وزیر** استخوان میرے جلائے جان کر جانانہ شمع	۷۸

ہے یہ وہ دن بزم مے ساقی و مطرب چنگ و شمع
ایکدن چھاتی ہے اور بالین ہے اور ہے سنگ و شمع

ہون کسیکی فندق و ساعد کا مین بار و شہید
قبر پر بھی نشان رکھنا گل اورنگ و شمع

روشنی خط سے ہوی زائل نہ روے یار کی
ابتلک یکسان ہے وہ آئینہ بزرنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ
رات یکجا تھا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہین کیا ضبط ہے
گرچہ سوز عشق سے یکسان ہمین دلتنگ و شمع

چشم پر خون و دل نالان و داغ یاس ہین
ہجر مین ساقی ہمین جام شراب و چنگ و شمع

مثل پروانہ جلین کیون دل نہ اہل حرم کے
ہے مشابہ اوس نگار رو کے آتش رنگ و شمع

تھا بہم ہندو کو جو سوز و گداز عشق کا
جامۂ سبز و تن پرنور وہ یاد آگیا
ہجر کی شب کاروان شک کے ہمراہ تھے
لڑ کے ہاتھ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا

شام سے روتا رہا تا صبح میں دل تنگ و شمع
روئے شبکو دیکھکر فانوس مینا رنگ و شمع
نالہ و لخت دل سوزان برنگ زنگ و شمع
وصل کی وہ رات یاد آتی ہے اور وہ جنگ و شمع

۷۹
کھینچتا تصویر اگر مجھہ دل جلے کی ای وزیر
سوز میں پھر ایک ہوتا خامۂ ارژنگ و شمع
۸۰

ہو مثل شمع طور جو تنویر پائے شمع
ثابت ہوئی ہے کون سی تقصیر پائے شمع
کیونکر ہو تیری ساق بلورین کا ہمسر ضعیف
رتبہ ہے آگے شمعوں کے یوں پائے یار کا
پہونچا ہی اب تو شعلۂ سر اوسکے پاؤں تک
لغزش قدم کو کچھہ نہوی سر کٹا دیا
رکھنا قدم جو بزم میں تیری گناہ ہے
ہمتو قدم نہ رکھہ سکیں اور وہ ہو بزم میں
یہ آرزو ہے پاؤں ترا کر کے روبرو
دیتا ہے ابھی جان عبث جلکے ای پتنگ
دل جلتے جلتے سینے میں کچھہ بچ رہا جو ہے

اون پاؤں کے نثار گئے ہو توقیر پائے شمع
جو موج اشک نکلی ہے زنجیر پائے شمع
کب ہو سکے پتنگ سے تقریر پائے شمع
پروانوں میں ہے جیسے کہ توقیر پائے شمع
ای اشک شمع کیجیو تدبیر پائے شمع
رکھتے ہیں اپنے پاؤں بھی تا زیر پائے شمع
سر کو نہ کاٹ چاہیے تعزیر پائے شمع
بہتر ہے اپنے پاؤں سے تقدیر پائے شمع
کچھہ کرتے ہم پتنگ سے تقریر پائے شمع
لے سیکھہ شمعدان سے تسخیر پائے شمع
کھینچی ہے سوز عشق نے تصویر پائے شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین
سب عاشقون مین چاہیے توقیر پاے شمع

زنہار بزم مین نہ ٹھہرتی ترے حضور
ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پاے شمع

دیکھے اگر وہ روشنی نقش پاے یار
کرنے لگے پتنگ بھی تحقیر پاے شمع

کچھ ساق یار سے جو کرے ہمسری تو دو
ہر لطمۂ صبا سے ہو زنجیر پاے شمع

شب عذر لنگ کرکے نہ اوس بزم سے ہٹا
اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پاے شمع

ہی گرم وصف پاے نگارین جو بزم مین
منظور کیا ہی یار کو تحقیر پاے شمع

پروانہ رات سر کے لگن مین جو رہ گیا
لوح مزار بنگیا گلگیر پاے شمع

زلف دراز جلنے مین لپٹی ہی ساق سے
ایماء یا کہ شب ہوی زنجیر پاے شمع

ثابت قدم وہ ہون کہ لکھا ہی جو وصف پا
ہر سطر مین ہی عالم تصویر پاے شمع

ولہ

روبرو تیرے کہان وہ رونق رخسار شمع
ہوگئی کافور اے مہ گرمی بازار شمع

۸۰ ردیف غین معجمہ ۱۹

سوز غم سے یان جلا کرتے ہین بے روغن چراغ
بنگئے ہین مو فتیلے داغہاے تن چراغ

یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ
آنکھ دکھلاتا ہی شب بھر صورت رہزن چراغ

چین گیسو سے نمایان یون ہی عارض کا فروغ
شام کو جسطرح سے کردے کوئی روشن چراغ

کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہی
افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ

ہو جنون دیکھے جو اوسکے آتشین رخ کا فروغ
چاک کرڈالے حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پر نور ہی نام خدا
داغ چیچک کے بنے ہین ہای بت پر فن چراغ

دانت مسی ملنے مین چمکے دہان تنگ سے
یا شبستان عدم مین ہو گئے روشن چراغ

کیا حرارت ہی ترے مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی بتی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

کوچہ زخم سیہ بختان مین کھاتا ٹھوکرین
جوہرون سے گر نہ رکھتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجھے غیرت سے گر دیکھے ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانہ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتے ہی کرنے لگا شیون چراغ

یون مرے موے سپید سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح بے نور ہون روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سے دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہو جو بعد مرگ بھی
بنگیا ہی صاف ہر اک رخنہ مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلے مین اوسکے اکلال
گر بنا تو لیکے خاک وادی ایمن چراغ

عشق لعف خانہ برباد آیا کھینچون آہ گرم
کالی آندھی آگئی جلدی کرون روشن چراغ

سبزہ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا لیے ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چھپ گیا جب پھول تو نہین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجھے ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

١١	داغ عشق شعلہ رویان پھونک دیگا ای وزیر اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ	٨١

اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یا روشن چراغ

دیکھتا ہون سارے عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سے ہوا روشن چراغ

سوز غم سے بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبون کی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین رکھتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یار روشن چراغ

اژدہا بتی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کفچۂ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گرمیان کرتا ہی پروانون سے جب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سے سر دھنتے ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسو سے افشان رخ کی دیکھی روز وصل
دنکو ملک شام مین آئے نظر روشن چراغ

تم جو بے پردہ دکھاؤ گے عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چھپ جائیگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کے تل کا تھا مجھے جانسوز عشق
ہون سر مدفن بھی بیٹھی تیل سے روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سے جلگیا ہون اے وزیر
اس سے میرے عرس مین کرتے ہین سب روشن چراغ

پھولون سے تیرے ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کے نالے کرے گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سے یہ رشک ہزار باغ
پھولا پھلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابرون کی تم
شاخ دوتا کے صدقے کرے ذوالفقار باغ

۸۲ | ردیف فا | ۱۲

دیکھ ادب آگر مرا گور غریبان کی طرف
قبلہ وہین پاؤن ہی سر ہی کوی جانان کیطرف

دونون ہاتھ اپنے نہین بیکار دست جنون
ایک دامن کیطرف ہی اک گریبان کیطرف

قید یوسف کو کیا پر تھا زلیخا کو نہ چین
نالے کر آتی تھی وہ جا جا کے زندان کیطرف

ہم بھی لپٹے جاتے ہین دامن سے مثل گرد راہ
بعد مردن ہر وصیت بس یہی ای دوستو
آئیو دامن اوٹھائے مدفن عشاق پر
میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سے نگاہ
سبزہ بیگانہ مین پاتے ہین کچھ اپنا سا حال
دیکھنا تاثیر گریہ کردیا البرز آب
ہی اگر منظور لطف برق و باران دیکھنا
غمزدہ جیسے کنوین مین گرنکا رکھتا ہو غم
ہوکے غافل اس ادب سے ہم نہ سوتے ای وزیر

ناز سے دیکھا تو ہوتا پھر کے دامان کیطرف
قبر مین منہ پھیر دینا کوی جانان کیطرف
ہاتھ لیجائے نہ کوئی تیرے دامان کیطرف
کوی ہندو جسطرح دیکھے مسلمان کیطرف
آنکلتے ہین جو ای بلبل گلستان کیطرف
روکے جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کیطرف
دیکھیے ہنس ہنس کے میری چشم گریان کیطرف
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کیطرف
پاؤن ہو جاتین نہ اپنے کوچہ جانان کیطرف

۸۳	ردیف قاف	۲۶

خدانما ہی بت سنگ آستانہ عشق
نہ کم ہون سکہ داغ دل یگانہ عشق
جبین قیس ہے سنگ آستانہ عشق
مدام دل مین رہے داغ الفت ساقی
یہ محفل طرب حسن ہی نہین مقتل
یہ کہکے پھرتی ہی دن رات آسیا فلک
ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی

چلونگا پاسے نگہ جبکے سوے خانہ عشق
بھرا پرا رہے یارب سدا خزانہ عشق
جنون ہی خیمہ لیلی سیاہ خانہ عشق
نہ بیچراغ ہو یارب شرابخانہ عشق
صدا گلوے بریدہ کی ہی ترانہ عشق
ملے تو خرمن مہ دے کے لون مین دانہ عشق
خم فلک ہی سبوے شرابخانہ عشق

بس ایک ہاتھ مین دو ہوگئے مین مین پہ گرا / قضا جو آئی ادا ہو گیا دوگانہ عشق
ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم / مگر ہی سرمے کا دنبالہ تازیانہ عشق
جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر / شرر فشان جو ہوا سنگ آستانہ عشق
ہو خانہ صدف دل نہ کسطرح پر نور / کہ آپ ہی گہر شب چراغ دانہ عشق
بتو خدا نے کہا فی السماء رزقکم آپ / ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سے دانہ عشق
یہ سچ مثل ہی بتو سبکا ہی خدا رازق / نصیب طائر دل ہی ازل سے دانہ عشق
جو خال بنکے خط رخ مین دل رہے میرا / کہو نہین خرمن مہ مین ملا یا دانہ عشق
صدائے ماتم دل سنکے خوش وہ ہوتے ہین / نوائے سینہ زنی ہی کہ شادیانہ عشق
جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک سے سن / کہ لن ترانی محبوب ہی ترانہ عشق
نقاب ادہر وہ اوٹھائین ادہر مین آ گرون / سمند حسن پہ پڑ جائے تازیانہ عشق
جو تولیے اسے کونین کی ترازو مین / گران ہو وزن مین نہ آسیا سے دانہ عشق
فروغ بزم تصور ہی یاد بتان کی / حباب حسن بنے ہین چراغ خانہ عشق
خیال گوہر دندان مین ہم جو روتے ہین / سرشک دیدہ تر ہی در یگانہ عشق
ہی میرے دل کیطرح اس سے یہ پریشان حال / ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانہ عشق
چڑھا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا سردار / جدا ہی خانہ عالم سے کارخانہ عشق
خدا کا گھر ہو جو ٹوٹے جہاد نفس سے دل / خراب ہو تو بنے لامکان خانہ عشق
کسیکی ابروے پرخم کا دھیان رہتا ہی / ہمارا کعبہ دل ہی سیاہ خانہ عشق

وہ دل لگا کے سنین داستان کہ صورت	بیان کیجیے اس حسن سے فسانہ عشق
وہ ریزہ تخم محبت کو دل مین بوتا ہے	زمین وہ شور ہے جسمین اوگے نہ دانہ عشق

۸۴ ردیف کاف عربی ۱۰

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہے ایک	جل گیا جو نخل اوسکو برق اور باران ہے ایک
دیکھنے دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہائے	ہو نہین وہ محروم جسکو وصل اور ہجران ہے ایک
ناتوانی سے ترے بیمار کے رخسار پر	سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہے ایک
پیرہن مین یون بدن ہے جسطرح تنمین روح	چشم بد دور اب لطافت مین وہ جسم و جان ہے ایک
ماہ سے تشبیہ پھر تجکو نکیونکر دیجیے	چاندنی اور سایہ تیرا اے مہ تابان ہے ایک
آپ سے بہتر کے آگے خودنمائی ہے زبون	روبروے مہر ماہ و ابر بے باران ہے ایک
چاہیے ہنسکر چھڑکنا اے لب جانان نمک	آتش غم سے کباب اور یہ دل سوزان ہے ایک
عاشقون کے آگے مشرک اے بت یکتا ہون مین	گر کہون مین حسن مین تو اور مہ کنعان ہے ایک
سیکڑون طوطی زبان ہین پابند دام غم	خانۂ صیاد اور یہ گنبد گردان ہے ایک
ایک ہی یہ نور ہے دلمین ہر اک کے جلوہ گر	شیشے ہین لاکھون پری ہے جنمین و لے پنہان ہے ایک

ولہ

گذرا فلک کے پار گیا لامکان تلک	او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

۸۵ ردیف کاف فارسی ۱۳

ظاہر ترے گلے سے ہے رنگین سخن کا رنگ	گیا صبا پیرہن سے عیان ہے بدن کا رنگ

میلا ہوا نگاہ سے تیرے بدن کا رنگ ایسا لطیف کب ہی گل و یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سے نگاہ کے اللہ رے نازکی نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سے لاتا ہی رنگ روز ہمارے بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب ردائے شفق مین ہی یا ہی حجاب تن تیرے پیرہن کا رنگ

ہوئے حنائی رکھے برہنہ جو کوی پاون فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم سہیل کو آتا ہی یاد جبکہ کسی کے ذقن کا رنگ

ای گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان گلگون ترے شہید کے کیا ہی کفن کا رنگ

چہرے پہ تیرے آنکھیں تری کیون نہو سیاہ ہوتا ہی آفتاب سے کالا ہرن کا رنگ

اوترا نہ رہا ابھی گیسوے عنبرین نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا وزیر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنے دہن کا رنگ

دیکھ بے بادہ کیا ہی اپنا رنگ رحم ای آسمان مینا رنگ

زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ واہ وا ای جہان رنگارنگ

ہوگئے ضعف سے سبک ایسے لے اوڑا ہمکو بھی ہمارا رنگ

کیونکر نہ جھڑین منہ سے ترے وقت سخن پھول
چپ رہنے مین غنچہ ہی تو ہنسنے مین ہین پھول

مستانہ بہار آئی ہے لا مشفق من پھول
ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرون سے گرون مین تو وہ آنکھونسے اٹھائین
کیا ضعف سے مثل گل بازی ہے بدن پھول

پڑتی ہے تری چشم سیہ باغ مین گل پر
توڑے گا مگر آنکھ کے ڈھیلے سے ہرن پھول

شاخونسے گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالے
چلدین نہ کہین کود کے دیوار چمن پھول

آئے جو صبا کوچۂ گیسو سے چمن مین
بنجائین ابھی نافۂ آہوے ختن پھول

پرتو سے گل رخ کے ہوا روغن گل تیل
جھڑتے ہین چراغونسے ابھی سیکڑون من پھول

کیا پڑ گئی تھی آنکھ کسی گل پہ تمھاری
کیون سونگھتے ہین باغمین آکے ہرن پھول

دیکھا ہے جو بلبل نے ترے نقش قدم کو
نظرونسے گرے جاتے ہین اے رشک چمن پھول

چھبتی ہے نئی رخکو کمون پھولونکی ڈالی
گل عارض گلگون ہے دہن پھول ذقن پھول

جسطرح کنوین مین کوئی گر نکا کرے عزم
یون دیکھتے ہین یار سر چاہ ذقن پھول

سودے نے تری زلف کے کس پیچ مین ڈالا
دھاگے سے چھٹے تو ہوے مشتاق رسن پھول

آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتے ہو نرگس
کیا سحر سے بنجاتے ہین اے جان ہرن پھول

آتی ہے جنون خیز دلا فصل بہاری
اب دشت مین شاخونسے نکالینگے ہرن پھول

گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
جلتے دل بلبل کیطرح سیکڑون من پھول

پڑ جائے ترے روے مخطط کا اگر عکس
پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول

اے حب وطن کہتے ہین غربت مین یہ رو کر
نظرونمین ہین خار چمنستان وطن پھول

کیا ہم رسن چاہ گلستان سے بندھے تھے
بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
ہوتے ہین خجالت سے سفید آپ کے آگے
کیا دیکھون بہار شفق شام غریبان
برسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکھا
بلبل کے لبھانے کو نیا راگ ہین لائے
کوچے مین رگ گل کے کرو شوق سے گلگشت
چوتھی کو سوم سمجھین اگر پھول اٹھین یا دائین
پیاری ہو سبک وزن ہین قیمت مین گران ہو
ہین صبح شہادت کی گریبان کیطرح چاک
ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا

جب فصل بہار آئی ہوئی زخم رسن پھول
پتے ہین اگر برگ تو ہین پھول کرن پھول
چاندی کے ہوے جاتے ہین سونیکی کرن پھول
یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بے صبح وطن پھول
تازہ کوئی دکھلائے ہمین چرخ کہن پھول
لو رام کلی گانے لگے بنکے دہن پھول
بالیدہ ہین ایسے کہ فضا مین ہین چمن پھول
مرجائین مگر پہنین نہ دولہا نہ دولھن پھول
نظروں مین تمھین تول لیا ہی یہ بدن پھول
کیا نازک کے لائے ہین شہیدونکی کفن پھول
مرنے پہ بھی درکار ہی کافور کفن پھول

۸۷

گلریز ہی کیا کلک وزیر اب دم تحریر
پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن پھول

۱۷

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل
کیون نہ انگشت شہادت سے ہون بسمل قاتل
دست نازک کی نزاکت جو سبھی نے دیکھی
جی مین آتا ہی تری تیغ کو دل مین رکھ لون

دہن زخم پکار اٹھے قاتل قاتل
تیر دستی مین نہین تیرے انامل قاتل
ایسی سمٹی کہ ہتھیلی کا بنی تل قاتل
ایسی لیلی کو ہی چاہیے محمل قاتل

جان دین کیون نہ مرین عاشق جانباز ان پر
تیغ خون ریز پری جور شمائل قاتل

ضعف ہی جائیگی کیا خون کی چھینٹین اوڑ کر
آستین کا ہی تری کوس انھین منزل قاتل

پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ تھوکے کا لہو
دہن زخم بنے گا لب ساحل قاتل

پھیر دے گردن عشاق پہ مقتل مین چھری
رقص بسمل ہی کے قابل ہی یہ محفل قاتل

تو نے زلف عرق آلود دکھائی جو مجھے
مار آبی نظر آئی یہ سلاسل قاتل

جاے کوچے مین رگ گل ہی پھینکو کسی سمت
ناوکون مین ہون جو پرہاے عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلی
خاک ہو جاے ستمگر تو بنے گل قاتل

دانت پر تو نے لگائی نہین تیغ پر آب
آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا مین دہن زخم سے پانی ایسا
ہر زبان تیغ کے مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا
آشیانون سے نکل آے عنادل قاتل

سخت جان ہون مری گردن پہ چھری پھیر اگر
تیز کرنے کے لیے خوب ہی یہ سل قاتل

نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دو سر
سر تک آئی مرے پونہچی سر منزل قاتل

٨٨	بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہی **وزیر** دہن زخم سے ہم کہتے ہین قاتل قاتل	١٦

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل
آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل

ہی بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا
خون لگا لے تو شہیدون مین ہو داخل قاتل

عید قربان ہی یہی دن تو ہی قربانی کا
آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہون جو شاعر دل گم گشتہ کا یون حال کہا
پڑھ دیا آگے ترے مصرع بیدل قاتل

ضد عاشق سے ہی گلزار مین پھولونکی عوض
توڑے گا غنچۂ منقار عنادل قاتل

دل مین ہی عشق ترا یاد تری غم ترا
رہزنون سے ہوی آباد یہ منزل قاتل

رقص بسمل پہ پھڑک جاتا ہی تلوار کا دم
ڈھال سے آتی ہی آواز جلاجل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھے چین
دشمن جان ہی تری طرح جگر دل قاتل

جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دے
بیڑیان پاؤن کی کاٹے یہ سلاسل قاتل

کھینچے تلوار تو ہو جائے وحیدان جوبن
تیغ خم گشتہ ہلالی سہ کامل قاتل

سر سے سینے مین اوتر آئے جگر سے دلمین
تیری تلوار کرے قطع منازل قاتل

پاؤن گر خانۂ زنجیر سے باہر رکھون
رگ پا بنکے لپٹ جائے سلاسل قاتل

کب پھڑکتا تھا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا اوتارون بھیکون
زخم کھانا مجھے ہو جایگا مشکل قاتل

یہ پیالہ ہی بنا گرد سبکروحی سے
دم شمشیر سے اوڑ جائے مرا دل قاتل

۸۹	زار ایسا غم بیتابی دل سے ہی وزیر بنگیا ہی نگہ دیدۂ بسمل قاتل	۱۷

نالان فراق دل مین ہی ماتم سرای دل
سینے سے آرہی ہی صدا ہاے ہاے دل

ایسا کیا ہی تذکرہ نالہای دل
آنے لگی زبان سے ہماری صداے دل

حاضر ہی لیجیے یہ اگر کام آئے دل
کچھ اور پاس ہم نہین رکھتے سواے دل

مقصد بر آے میا لسنے لی تیغ یار نے
او ترا غلاف کعبہ حاجت روائے دل

آتی ہی اونکے کوچۂ گیسو سے یہ صدا
آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرائے دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا
وسعت نثار تجھپہ ہوا تنگنائے دل

بو ہوکے گل مین کیا دل بلبل سما گیا
توڑا کسینے پھول تو آئی صدائے دل

جانا پری رخون مین بلا کا ہی سامنا
قاصد ٹھہر کہ ساتھہ کرون مین دعائے دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہون صاف
آئے غبار اگر نہ چھپائے صفائے دل

دنیا کو چھوڑ دے سگ دنیا کیواسطے
یہ استخوان پسند کرے کب ہمائے دل

بنکر پیالہ ہولب میگون سے آشنا
ساقی ملا کے خاک مین دیکھے صفائے دل

جگر مین ایک آہ سے ہی گرد باد جسم
اللہ رے زور شور ترے ای ہوائے دل

رہتے ہین گرد اونکے ہوادار کے رقیب
اب شمع زندگی کو بجھاوے ہوائے دل

ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتے ہین
تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنائے دل

مین بسکہ بخت دل کے تڑپنے سے مر گیا
چھاتی پہ مونگ دلنے لگی آسیائے دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطن سے جسم اگر
لیجاے سوے خلد اوڑا کر ہوائے دل

۹۰	عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر باخلق آشنا نشود آشنائے دل	۲۱

ہی عرش آستانۂ دولتسرائے دل
اللہ رے رتبہ حرم کبریائے دل

بھنتا ہی کیا کباب کے مانند ہائے دل
خونبار ہی جو نالۂ درد آشنائے دل

پہلو مین میرے دیکھے جو پیکان بجائے دل
میری طرح کہے لب سوفار ہائے دل

ہر عضو تن کو درد محبت بنائے دل
وہ نے ہون بند بند سے آئے صدائے دل

ای حور اپنا جذب جو تجکو دکھائے دل
جنت سے چار باغ عناصر مین لائے دل

پائے نگاہ یار پھسلتا ہی بار بار
پیدا کرے نہ گرد کدورت صفائے دل

دکھلا رہی ہی شعلۂ آواز برق طور
کیا لن ترانیون پہ ہی بانگ درائے دل

جوبن ہی آج کر لو جگہ دل مین کتنے ہین
کل ڈھونڈتے پھروگے کدھر ہی سرائے دل

کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت روا اوسے
کعبے کا ہو غلاف جو اوترے قبائے دل

یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین
ہین گردباد وادی بے انتہائے دل

جانا ہی سہل کوچۂ گیسوے یار مین
دست دعائے عاشق مضطر ہی پائے دل

اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر
دامان حشر سایۂ جیب قبائے دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندھ گئی
آئی شکست رنگ چمن سے صدائے دل

ساقی یہ جام آپ چلے سوے میکدہ
دست سبو کی طرح سے پیدا ہو پائے دل

بہنے لگے ہین چشم دل مضطرب سے اشک
دلنے اوگل رہی ہی مری آسیائے دل

بیتابیون سے رات پھرا جو ادھر اودھر
داغ درون سینہ بنے نقش پائے دل

آنکھین لہو بہائین جو ساغر سے مے گرے
شیشہ جو گر پڑے تو مرا ٹوٹ جائے دل

کشتے کو میری تیغ کے لائی ہی گھاٹ پر
ای دوست تو ہی باد مخالف ہوائے دل

پیسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکھ گئی آسیائے دل

کہتے ہین لامکان جسے ہی فنائے ذات		دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتا دل
	راحت گئی اگر تو گیا رنج سے گذر خالی رہے **وزیر** نہ مہمانسرائے دل	
جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہی غارتگر گل		ہو کے غش گرنے لگے خاک پہ گل سر گل
۹۱	**ردیف نون**	۲۱

ای بتو شیفتۂ کاکل پیچان ہون مین	آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین
مین جو کافر ہوا تو ضد سے مسلمان ہوا	اب تو کافر ہو تو پھر ضد سے مسلمان ہون مین
جلد یارب کہین پھر جائے گلے پر خنجر	دیر سے منتظر جنبش مژگان ہون مین
کیا محبت ہی جو چھیڑے اوسے ضد ہو مجھے	وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین
دوسرے تیسرے تلوار کا پانی دینا	ہر گل زخم سے قاتل چمنستان ہون مین
ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ	ای اجل آ کہ لب گور سے نالان ہون مین
کیا خالق نے قد عاشق و معشوق مین فرق	یار ہی سرو روان سرو چراغان ہون مین
کب یہ کہتا ہون کہ گل کے ہو رہون گلشن مین	کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین
شکل سوفار جدا لب سے ہے لب یارب	پاؤن تعزیر جدائی مین جو خندان ہون مین
شور محشر ہوا بد نام فغان ہین نے کی	باعث برہمی بزم خموشان ہون مین
چاہیے تھا یہی یوسف سے زلیخا کہتی	تو رہا قید سے ہو قابل زندان ہون مین
آدمیت تری دیکھے تو ٹھہر جائے دم	یہ تمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہون مین

بس و لا ضبط فغان گرچہ بہت رنج دیے
کوئی دم شاد کن خاطر یاران ہون مین

اپنے جامے سے ہون باہر جوش گریہ
یہ نہو مجھسے کہ منت کش و امان ہون مین

ہند مین ہوئے نہ برباد مرا مشت غبار
ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہوئین

ای فلک ابتو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہوئین

استخوان کا مرے سو فار بنایا اوس نے
جانے گریہ ہی کہ اسطرح سے خندان ہوئین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسے ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوئی ہی کہ مسلمان ہوئین

کیون ہوا ہوئین ترے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے
نہ تو دامن ہوئے ہین قاتل نہ گریبان ہوئین

کیا اک بات مین تسخیر پری زادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہوئین

٩٢	میرے شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہوئین	١٩

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سے یان پھول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین ای صیاد
یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین

اپنے گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کے اوڑا کرتے ہین

کھول دیتا ہی تصور در یار
آنکھ جب بند کیا کرتے ہین

یہ ترے عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیچے خون مین بجھا کرتے ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
سارے بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جو اون سے رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

ہو غنی بوسہ لب دے ڈالو		ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین
جنس دل جانچ کے لیتے ہین یہ شوخ		نظرون مین تول لیا کرتے ہین
عاشق اوس سرو کے ہین کیا صوفی		ذکر قمری جو کیا کرتے ہین
کوے قاتل کا یہ قاصد ہی پتا	قطعہ	نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
پڑے رہتے ہین خطون کے پرزے		پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین
تیری زلفون سے اوسے کیا نسبت		مشک کہتے ہین خطا کرتے ہین
نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے		چاہ یوسف مین رہا کرتے ہین
مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ		میرے زخمون کو ہرا کرتے ہین
اوسکا خط دیکھتے ہین جب صیاد		طوطے ہاتھون کے اوڑا کرتے ہین
ہی وہ بازار مرے یوسف کا		مشتری جس مین بکا کرتے ہین
صبح کو ہم عوض آئینہ		منہ ترا دیکھ لیا کرتے ہین

٩٣	کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر دہن زخم ہنسا کرتے ہین	١٥

ستم ایجاد جفا کرتے ہین	ستم ایجاد کیا کرتے ہین
جو ترے کوچے سے آجاتا ہی	پاون ہم چوم لیا کرتے ہین
دو زبانون سے سدا مار سیاہ	صفت زلف دوتا کرتے ہین
زلف کو کالی بلا کہتے ہین غیر	ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

آسیا ہی ہمین وہ گردش چشم / یعنی ہم اوسپہ ٹپا کرتے ہین

جستجو مین تری او جید فلکن / طائر رنگ اوڑا کرتے ہین

صدقے ہونے کو تری ابرو کے / صورت چشم پھرا کرتے ہین

نقد دل دے کے لڑتے ہین ہم آنکھ / قبضے یون مول لیا کرتے ہین

سب اونھین کہتے ہین رشک اُس / تیرے کپڑے جو سیا کرتے ہین

کو ہی زنار پہنتے ہین ہم / بت عبث دھاگے دیا کرتے ہین

سنکے بیتین مری ہوتا ہی جنون / نکتہ چین تنکے چنا کرتے ہین

ذکر یوسف جو کردن تو وہ کہے / ایسے ہم مول لیا کرتے ہین

کسی دل سوختہ کو ٹھکرایا / کہتے ہو تلوے جلا کرتے ہین

رشک ہی بات نہ قاتل سے کرے / دہن زخم سیا کرتے ہین

۳۲	دیکھنے پاتے نہ تھے جنکو وزیر اب وہ آنکھون مین رہا کرتے ہین	۹۴

کسقدر ہی فرق یوسف مین اور اپنے یار مین / گھر خریدار اسکے آئین وہ بکے بازار مین

آنکھ اوٹھا کر جسنے دیکھا مجکو وہ نالان ہوا / تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کے تار مین

تھی جو یاد زلف و رخ تو خط مین بھی مین نے لکھیں / خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین

سنگ طفلان کھا چکے لیچل سو صحرا جنون / سیکڑون پتھر پڑے ہین دامن کہسار مین

عشق گل دیان ہمین بلبل نہین ہی عارضی / ہی خط تقدیر بھی لکھا خط گلزار مین

پاؤن پر منہدی کرے گر تو گرے جانیگا عزم
خوبرو بتقید رہو جائین اگر ہون ہرزہ گرد
اوس نے دروازہ کیا تھا بند اگر ای تیر آہ
سلسلہ رکھتا ہی میرا کفر کچھ اسلام سے
یاد مین اک بت کے جب بہنے لگا دریاے اشک
ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
ہاتھ منہ پر رکھ کے وہ بت گل کھلا کر ہنس پڑا
اور قاصد سے نہ خط مجھ دل جلے کا جا سکا
شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہو گئی
رات تو ہوتی ہی بھاری مردم بیمار کو
جوہرون پر اوسکے ہو جاتا ہی موجونکا گمان
کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
چشم کی گردش مین ہی اب دشت پیمائی کا رنج
کیون نہ ٹانکی فصل گل مین ٹوٹین ای وحشت کہین
چبھ گیا کانٹا فلک کے آہ تو سکو نہ جان
غیر کے دلمین بھی اب رہنے لگی ہی یاد دوست
میری گردن مین گریبان طوق قمری ہو گیا

گل کرین نالے شکست رنگ سے گلزار مین
پھول دو کوڑیکے ہون جائین اگر بازار مین
سیکڑون روزن بنانے تھے تجھے دیوار مین
ہین کبھی تسبیح کے دانے مری زنار مین
موج کا عالم نظر آیا مری نار مین
دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین
مل گئے موتی سے دندان مسیتا کے ہار مین
نامہ باندھا ہین نے بال مرغ آتشخوار مین
کسقدر ای جان گرمی ہی تری رفتار مین
کیون سبک ہو نمین سیہ بختی ہی چشم یار مین
کسقدر ہی آب ای قاتل تری تلوار مین
عشق پیچان بنگئی کنگھی ترے گلزار مین
اشک گویا آبلے ہین ہر مژہ کے خار مین
جیب کے تارونسے بخیہ زخم دامندار مین
یہ بھی ساتھ اپنے پھر اتھا وادی پر خار مین
کیون نہ کھاؤن خار ہین ہی نکہت گل خار مین
سر جھکا یا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

روے روشن سرخ رو ہی زلف پیچان و سیاہ
منہ یہ کہدون فرق جو ہی کافر و دیندار مین

مژدہ ای بلبل کہ آپونچا ہی صیاد بہار
بجھ گئے گلدام موج بوے گل گلزار مین

پھرتے ہین مستی مین سرکش گرد ویرانونکی طرح
ہی خم مے شمع روشن خانۂ خمار مین

ہو جواب تخت سلیمان تختۂ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کے سایۂ دیوار مین

جس زمین پر پاؤن رکھون وہ زمین شعر ہو
مثل خامہ نقش پا میرے بنین اشعار مین

یار کی جانب جو دیکھین یہ وصیت ہی صبا
خاک میری ڈال دینا دیدۂ اغیار مین

دیکھ لے گلزار عالم مین ہی کم ظالم کو عیش
پھول کتنے ہین سپر مین ایک پھل تلوار مین

کر دیا زندان کو گلشن مین وہ ہون رنگین خیال
آشیان بلبل نے باندھا روزن دیوار مین

اپنے پاؤن کبھی بھی ہم ای ضعف شرمندہ نہین
جب خود رفتہ ہوے جا پونہچے کوے یار مین

۲۹	وہ پری رو حور سے بہتر کہین ہی ای وزیر نازنین انداز مین رفتار مین گفتار مین	۹۵

اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین
ہمارے دلمین وہ دزدیدہ راہ کرتے ہین

ثواب جانکے زاہد گناہ کرتے ہین
ہی دل بھی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتے ہین

تو وہ ہی گل کہ جو تجھپر نگاہ کرتے ہین
شکست رنگ سے گل واہ واہ کرتے ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتے ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کے ماہ کرتے ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتے ہین
تجھی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتے ہین

لگا کے سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتے ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتے ہین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا — دہان زخم سے ہم واہ واہ کرتے ہین
بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے — کنار باغ سے روزن کی راہ کرتے ہین
نکیون ہو سرمے پہ گرد سپاہ کا دہوکا — مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتے ہین
چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان — مگر وہ روزن در سے نگاہ کرتے ہین
یہ کسکے منہ سے جہڑتے پہول باتین کرنے مین — چمن کا غنچے پہ سب اشتباہ کرتے ہین
نہ آؤ خوش رہو جسجا رہو مرے صاحب — ملو و یا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین
لکھی ہی حسن نے فارغخطی یہ خط نہ سمجھ — جو تل نکلتے ہین مہر پہ گواہ کرتے ہین
برنگ اشک نہین خوف دوری منزل — کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتے ہین
دلا دلا کے کسی بت کی یاد کرتے ہین قتل — مدام راہ زنی سنگ راہ کرتے ہین
وہ عندلیب ہون فریاد میری سن سن کر — چٹک کے غنچہ و گل آہ کرتے ہین
ہمارے خون کی گواہی کو جاتے ہین جو وہان — قبول اپنی شہادت گواہ کرتے ہین
جو دیکھے سرو تو ای گل ہوا مجہے ثابت — ترے فراق مین گلشن بہی آہ کرتے ہین
مزاق شوق ہی پوچھ آدمی کے چاہنے کا — کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتے ہین
نہین ہی تجھسے مین کچھ بھی ای فلک شکوہ — ستم جو کرتے ہین یہ شمس ماہ کرتے ہین
ذرا سے جرم پہ جہانکے کنوین فرشتون نے — یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین
جنون ہی سینے سے آنکہو نہین آمد دل — مژہ کے خار کو اب فرش راہ کرتے ہین
وہ عندلیب مین گلشن قفس کو ہم کردین — کہ پہول جہڑتے ہین جسوقت آہ کرتے ہین

کسی پری کی جدائی مین ہون یہ ہیدہ
کہ لوگ شبہہ مردم گیاہ کرتے ہین

سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتے ہین جب
زمین کو نقش قدم سے سیاہ کرتے ہین

جو کعبے جاتے ہین تجانے سے کبھی اوٹھکر
تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتے ہین

لکھین سمجھ کے گناہونکو کاتب اعمال
بشر تو کیا ہین فرشتے گناہ کرتے ہین

ذرا ہماری وفا دن پہ بیوفا تو نہ بھول
کہ ہفتہ دوست سے دو دنکی چاہ کرتے ہین

۹۶

بجاے تاج تو رکھ اپنے سر پہ داغ جنون
وزیر آج تجھے بادشاہ کرتے ہین

۴۰

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اون چشم جادو مین
اشارے سے کرے گی رقص پتلی چشم آہو مین

اسیر اونکے لیے دانے تو ہین زنجیر گیسو مین
ارے بیدادگر تجھ پہ بھی ہی تیغ ابرو مین

بجا ہی ہستے ہین تیوری سے بل جو اوسکی ابرو مین
ہی آہو چشم کیونکر بل نہو عین شاخ آہو مین

وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سے
کرونگا سجدے اے قاتل تری محراب ابرو مین

تجھے کیا طعن سے زاہد یہ اپنی اپنی قسمت ہی
کوئی سجدے کرے محراب مین اور کوئی ابرو مین

نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتھ آتا ہی
مہینے مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین

اولجھنے سے مرے تو پیچ و تاب شانہ کھایا کر
کرون کیا دل مرا اولجھا ہوا ہی تیرے گیسو مین

حنائی ہاتھ سے شانہ نکیجے بیچ ہی آئین
کف رنگین کی مچھلی پھنسی جانے دام گیسو مین

تجھے جب دیکھتے ہم شانہ ہین چھٹین ہین کیسے
دل صد چاک سے ہوگا شانہ اسکے گیسو مین

گرے قدمونپہ مہندی اور دکھائی شبنم آئینہ
کرے کنگھی چمن سے لنکے سنبل تیرے گیسو مین

بغل مین یار ہی اور جام مئی بھر بھر کے پیتے ہین
مین وہ ہون دشت پیما ذکر پیر اگر کرے کوئی
سمجھ کر دام تڑپے کیون نہ مچھلی میرے بازو کی
تو وہ خوش چشم ہی طفلی مین تیرا دل لبھانے کو
تسلسل اشک کا ہو جاے تسبیح سلیمانی
اگر کعبہ بھی تم ہوتے کبھی سجدہ نکرتے ہم
جو خال چشم جانان دیدہ انصاف سے دیکھے
صفائی جسقدر اسمین ہی اونسے بیچ ہین اوسمین
جبین والفجر ہی والیل گیسوے معنبر ہی
تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستو نکے
یہ سمجھا ہر منجم برج میزان مین قمر آیا
مین وہ ہون آبلہ پا روز محشر بھی تو خواہش ہی
زمین جو مین نکالون آسمان سمجھین اوسے شاعر
تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جاے
چھڑی پھولونکی ہی تلوار اوس سے دست گلگو نکے
کہین مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہنچے
جو ہین خوش چشم اونھین کیا احتیاج زیب و زینت ہی

ہمارے ہاتھ مین ہی آفتاب اور ماہ پہلو مین
پڑین کانٹے زبان مین آبلے پڑ جائین تالو مین
کئی ہین بال زلف یار کے تعویذ بازو مین
کیا کرتی تھی اکثر رقص پتلی چشم آہو مین
اگر روؤن مین ہا دم مُنہ چشم پریرو مین
بتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنے قابو مین
ندامت کش یہ ہو ٹھہرے نہ پتلی چشم آہو مین
پھسل کر تیرے چہرے سے نگہ پھنستی ہی گیسو مین
خط رخ سورہ یوسف ہی اونکے مصحف رو مین
براے وزن ہو سنگ صنم اک سو ترازو مین
جو تل کیواسطے بیٹھا کبھی وہ مہ ترازو مین
مرے اعمال کانٹے مین تلین سب کے ترازو مین
کہین سب ماہ نو مصرع کہون گر وصف ابرو مین
کہ تیری کفش کے گل ہین فزون جنکو لوسے خوشبو مین
ہر اک گل سے زیادہ ہین سہرے کے پھول خوشبو مین
خدا کا نام لیکر نامہ باندھا بال آہو مین
کوئی مستر لگاتا ہی بھلا کب چشم آہو مین

دکھاؤن دیدۂ حیران کا اوس خود بین کو آئینہ
مرے تار کفن نالان رہینگے بعد مرنے کے

دل صد چاک سے شانہ کرو نمین وہ سگے گیسو مین
کہ بیتابی سے ہی مضطرب کا عالم ہر اک مو مین

٩٧ — ١٥

وزیر آغوش یان فرقت مین بھی خالی نہین رہتی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین

ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین
زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین

فاختہ کی ترے دیوانون مین توقیر نہین
طوق گردن مین ہی یہ پاؤن مین زنجیر نہین

قتل ہونگا مین تری تیغ سے یہ لکھا ہی
خط تقدیر ہی یہ جو ہی شمشیر نہین

دیکھ اے چشم مرے نقش تصور کا اثر
کون سے اشک مین اوس طفل کے تصویر نہین

دہن یار کو دیکھا ہی یہ کس منہ سے کہون
ہی یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین

ہون وہ دیوانہ کرون مشق گریبان ٹکڑے
صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین

سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید
نوجوان ہی وہ ابھی جان جہان پیر نہین

قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن
پر وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین

گالیان دیکے وہ قائل ہوے مین چپ جو رہا
خامشی سے کبھی بہتر کوئی تقریر نہین

سامنا کیا کرے دل اوس مژہ و ابرو کا
صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین

توجہ ہو گرم سخن کیون نہ تکے منہ بلبل
دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین

کونسا طائر مضمون ہی نہین ہی جو ہدف
اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین

استخوان کا مرے چوکا نہ نشانہ اک بار
ابھی کماندار ہا ہی یہ ترا تیر نہین

خط عاشق سے جو نفرت تھی نکل آیا خط | کونسا جرم ہی جسکے لیے تعزیر نہین

۹۵ | برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے وزیر | ۱۴
دہن زخم مگر قابل تقریر نہین

اسقدر ہم ناتوان و زار ہین | بازو اپنے مچھلیون کے خار ہین
چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا | اندنون دست جنون بیکار ہین
روتے ہین اشکون کے بدلے خون ہم | ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین
جاتے ہین گلشن سے لے او باغبان | ہم اگر تیری نظر مین خار ہین
آستین سے پوچھیے کاہے کو اشک | ابتو منہ پر زخم دامندار ہین
دیکھ کر تجھکو نگر حیران ہوے | آئنے جو پشت بر دیوار ہین
لے اوڑا ہی وحشت کہ اپنے پاؤن کے | منتظر خار سر دیوار ہین
آنکھین ہین خونخوار تیری ای مسیح | کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین
خود بخود اپنا جنازہ ہی روان | ہم یہ کسکے کشتۂ رفتار ہین
سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ | واہ کیا طالع مرے بیدار ہین
ہم ہین رنجور اپنے اشک و آہ سے | ہی بری آب و ہوا بیمار ہین
ابتو ہی منہ کا برسنا اپنے ہاتھ | آستینین ابر دریا بار ہین
سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین | نقشہ ہاے قامت دلدار ہین

۹۶ | کون ہی بیزار ان وزرون زیر | ہم جو اپنی زیست سے بیزار ہین

خواب مین دست تصور بھی کبھی محرم نہین
بیدماغ ایسا ہون بزم مے مین بھی خرم نہین
ہاتھ مین اب اک پری کے کاکل پرخم نہین
ہو چکی تم سے مسیحائی دل بیمار کی
اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنے لگا
کیا کرون گلگشت گلشن ایجنون فرقت مین
ہی مری بزم عزا مین وہ مہ تابان شریک
مثل گوہر ہی مہیا آب و دانہ غیب سے
اپنے آگے سرفرازی ہو دلا سرگشتگی
تب مزا ہی یار ہر اک زخم پر چھڑکے نمک
سیل بھی آئے تو آئینہ بے دیوار کا
منعمو نے صرف کی تعمیر مین عمر عزیز
گل جو ہنستے ہین تو کیون روتی ہی شبنم باغ مین
طور سنگ آستان ہی ہر شرر ہی برق طور
آب خنجر بھی گوارا ہی پلائے خود جو وہ
اک پری پیکر کی گردن مین پڑے رہتے ہین ہاتھ
دیدہ تر سے نہ دیکھون سوئے آب زندگی

ای پری عنقا ہے کچھ انگیا کی چڑیا کم نہین
دور ساغر ساقیا دوران ابر سے کم نہین
وہ سلیمان ہون کہ جسکے قبضے مین خاتم نہین
دیکھو تو بالے کی مچھلی کو کہ اسمین دم نہین
سچ تو یہ ہی آدمی بھی کچھ پری سے کم نہین
خار ہی یہ گل نہین ہی آبلہ شبنم نہین
ہالہ مہتاب ہی یہ حلقہ ماتم نہین
مین قناعت پیشہ ہون منت کش حاتم نہین
گر زمین پھرنے لگے تو آسمان سے کم نہین
لطف کیا ہو پھول تو ہین قطرہ شبنم نہین
گھر مرا معمور حیرت ہی مجھے کچھ غم نہین
نہ سمجھے خانہ تن کی بنا محکم نہین
گلشن عالم مین گر شادی نہی غم تو ہم نہین
لن ترانی سے صدای زنجیر در کی کم نہین
یار قاتل ہو تو زخم ایدل کم از مرہم نہین
دست خم گشتہ ہین خاتم کیا سلیمان ہم نہین
سامنے مجھ خشک لب کے قدح جام جم نہین

رسہتی سے میری کیا کیا دلمین کہتی ہین عدو
ورنہ کاٹ اوس تیغ مین کم ہی کہ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میرے نام کی تاثیر سے
مُہر مین سنگ فلاخن سے نگین کچھ کم نہین

خشک آنسو ہوگئے گرنے لگے لخت جگر
نکلے ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین رکھ نگریان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سے کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی واہ ری شوخی تری
دست رنگین کی بھی مچھلی کو قرار اکدم نہین

تیری آنکھون کے تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بھی مرے صحرا مین جارم نہین

۱۰۰

کھاتے کھاتے غم بھی ہوجائے گا راحت ای وزیر
سم اگر کھانے کی عادت ہوگئی تو سم نہین

۲۸

ای پری مرنے کا مجھ وحشی کے کسکو غم نہین
حلقۂ ماتم سے زنجیرون کے حلقے کم نہین

یار تنہا گھر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کے قبضے مین انگشتر رہی
حلقۂ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نے یہ بھلائی چوکڑی
آہوونکو روبرو تیرے مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا
گریہ ہی بیدماغی دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ جو آیا عرق
منہ چراغ برق کو روغن سے ہرگز کم نہین

بے زبانی سے ہین دعوائے سلیمانی کرون
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

اوس بھبھوکے نے چمن مین جاکے گرمین کیا
آگیا ہی عارض گل پر عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی بط مے بنکے موج شراب
بزم مے سے ہجر مین کسکو خیال رم نہین

خاک گرد اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد
بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیرے گل عارض کو ایسے ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر اے پری شبنم نہین

پرتو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت ہو گا پیدا اگر کٹے سر
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سے ہین کم نہین

آتی ہی اوس مہروش کے یہ ہوا رنگ چمن
ہر گل تصویر پر گل نام کو شبنم نہین

جہرہ ہی ملک سلیمان سو وہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھہ اوسرکش نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
فرق صالت مین ہی جو بہر تواضع خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ مے کے قطرے آبلہ سے کم نہین

تیغ رہتی ہی گلے پر فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر بران اب کوئی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جسکی ہی چاک
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلون مین دم نہین

اہی گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی
نکلے ہین آنسو بہت ہنسنے سے یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہو گئین فرقت مین یان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوئی پر نیر اعظم نہین

اوسکے گلتکیے کو رکھہ دو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کے پھاہے سے مجکو کم نہین

کانکے پردے مین آواز اوسکی گر چھپ گئی
یار سے شرم و حیا کی گفتگو بھی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میرے زخمون کے لیے غیر از نمک مرہم نہین

شرم سے ہی پانی پانی روے گلگون دیکھکر
آینہ بھی روبرو تیرے کم از شبنم نہین

دونو آنکھون کا تری شاید پڑا ہی آب پہ عکس		مغز بادام ای پریرو بے سبب تو ام نہین
۱۰۱	بوسۂ شمشیرِ قاتل کی تمنا ہین وزیر عمر گذری ہی لبِ زخمِ جگر باہم نہین	۱۵

تیغ وہ آبدار لاتے ہین	دیکھیے پیاس کب بجھاتے ہین
پاؤن پڑتی ہی اپنے جب زنجیر	طوق کو ہم گلے لگاتے ہین
زخم پر میرے کیون نہ چھڑکین نمک	عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین
زلف پر خم کو کب چھوا ہین نے	آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین
شکل آئینہ اونسے صاف ہین ہم	جو ہمین خاک مین ملاتے ہین
حشر برپا ہوا خرام نکرہ	مردے قبرون سے نکلے آتے ہین
ہی کبوتر جو نامہ بر میرا	چٹکیون مین اوسے اوڑاتے ہین
عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل	دیکھنا کیا کنوین جھنکاتے ہین
خنجر آبدار سے قاتل	میرے دل کی لگی بجھاتے ہین
ہم خریدار تو ہین مژگان کے	کیون وہ خنجر گلے لگاتے ہین
گل زخم اب بچین گے تیر سے کب	بلبلون کے وہ پر لگاتے ہین
وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر	لن ترانی کسے سناتے ہین
تو بھی دکھلا دے کعبۂ ابرو	ہم بھی دست دعا اوٹھاتے ہین
جو کبوتر گیا ہوا وہ گلی	اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتے ہین

۱۰۶	خط مین لکھتے ہین شوق دید وزیر آج ہم قسمت آزماتے ہین	۲۵

قوت بازو ہوی ہین ای سمن بر اونگلیان
طائر رنگ حنا کو بن گئین پر اونگلیان

پار کر دین دلکے جب کہدین جگر پر اونگلیان
تیر دستی نگہی ہین ای ستمگر اونگلیان

کیا ہی وروں پر چڑہی ہین ای ستمگر اونگلیان
پھیرتی ہین پنجہ خورشید محشر اونگلیان

کر تواضع غم جو ہو لیست و بلند دہر کا
جب ملین جھک کر ہوین پانچون برابر اونگلیان

لون بلائین مین تو وہ گل کھل کھلا کر ہنس پڑے
گل کھلائین جو رنگ غنچہ چٹک کر اونگلیان

او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکھنا
کانپتی ہین کسقدر رعشے سے تھر تھر اونگلیان

ہاتھ مین لیجا تن لاغر مرا نامے کے ساتھ
ڈر نہ ای قاصد کہ چہ ہوتی ہین اکثر اونگلیان

بل بے مستی موی ٹپکتی ہی پسینے کی طرح
گردن مینا سے ای ساقی ہین بہتر اونگلیان

دست وحشت نے کیا ٹکڑے گریبان قرار
جہانکنے مین کسکی تہین دیدے سے باہر اونگلیان

ہو گا صحبت کا اثر دزد حنا سے ربط ہی
دل چرا لیجائینگی اب چور بنکر اونگلیان

جام خالی پر رکھا کیون دست گلگون ساقیا
کیا گلابی کیطرح بھر دینگی ساغر اونگلیان

طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چھلون پر ترے
کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر اونگلیان

رکھدیے کیا پاؤن گستاخی سے دست سرخ پر
لال ہین درجہ کمان تھین ای کبوتر اونگلیان

واہ یا استاد کیا لکھا مخمس آپ نے
دست و پا مین پانچ پانچ اک جا بنا کر اونگلیان

کم کسے سمجھین ترے دست حنائی کے شہید
سب مین انگشت شہادت کی برابر اونگلیان

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر اوسے
شیشے نازک ہین بہت زاہد کی تھرا و نگلیان

آینہ عارض نہین یوسف ہی دکھلائین نہ آپ
کاٹ ڈالینگے ابھی حضرت سکندر اونگلیان

خط نہین ابر قیامت کا ہی کچھہ تحریر حال
پاس رکھتے ہین بیاض صبح محشر اونگلیان

کون پھاڑے گا گریبان آئی گر فصل بہار
تل ہتیلی کے بنین اے ضعف گھلکر اونگلیان

مشورت کچھہ قاتلون مین ہی ہمارے قتل کی
بیطرح اوٹھنے لگین ہین جانب سر اونگلیان

ہر رگ تار گریبان سے ہوا جاری لہو
کرتی ہین اے وحشت کار نشتر اونگلیان

چل رہے ہین پاؤن نکلے بچھوے اجی ہنگام رقص
کرتی ہین جھنزیریان ہر ہر قدم پر اونگلیان

ایک ہو کو کہیے ہین یہ سب کے سب مشتاق قتل
ہاتھہ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر اونگلیان

اپنے یوسف کو مرے یوسف سے تو نسبت نہ دے
اے زلیخا اِسپہ سر کٹتے ہین وسپر اونگلیان

۱۰۳	شعر تر لکھے ہین وصف ساقی کوثر مین آج اے وزیر اب تو ہین موج آب کوثر اونگلیان	۱۰

بھری ہی تو نے جو ساقی شراب شیشے مین
پری اوتاری ہی اپنے حساب شیشے مین

نہین نمود یہ درد شراب شیشے مین
ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشے مین

ہی پاس ساقی مہوش شراب شیشے مین
بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین

سوائے شیش محل وہ کہین نہین سوتا
پری کیطرح سے کرتا ہی خواب شیشے مین

غروب چار پہر آفتاب رہتا ہی
نہان ہی آٹھہ پہر کیون شراب شیشے مین

گر آدمی ہی نہ زیر آسمان غافل
پری کیطرح نہو مست خواب شیشے مین

کسیلئے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے
شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے مین

مرون تو شیشۂ ساعت مین میری خاک بھرے
فلک دکھائے مجھے انقلاب شیشے مین

وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہی یہی
ہماری روح یہ ہوئے عذاب شیشے مین

سواے روز مرے میکدے مین رات کہان
فلک کیطرح سے ہی آفتاب شیشے مین

۱۰۴	ولہ	۹

میرے نالونسے تہ و بالا ہوی اکثر زمین
زیر پا آیا فلک ورہا سر پر زمین

ہی دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان
آسمان تجکو نظر آئیگی وانکی سر زمین

کسطرف جاؤن کہ ہین دو بلاؤن سے نجات
آسمان گھر گھر یہی ہی اور یہی گھر گھر زمین

باری باری یہ مجھے پیسین برنگ آسیا
آسمان دن بھر رہے گردش مین تو شب بھر زمین

مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سے
کانپتی ہی ٹھنڈی سانسون سے مری تھر تھر زمین

جس جگہ مدفون قاتل تیرے مژگان کے شہید
وان عوض سبزے کے پیدا کرتی ہی نشتر زمین

سیکڑون اس مین گئے محبوب جاے رشک ہی
رکھتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین

آتش فرقت سے عالم کو رۂ آتش ہوا
آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین

عشق خال یار نے ایسا کیا زار و نحیف
بیٹھ رہنے کو مرے کافی ہی اب تل بھر زمین

۱۰۵	ولہ	۸

مین سراپا مظہر اسم خدا واللہ ہون
ہمصفیر واس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون

کس طرف جاؤن دکھادو یا محمد راہ حق
یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

ای مسیحا تیری زلفون کی درازی دیکھکر
آسمان پر بھی سیہ بختی مین ہی میرا دماغ
کہ رہی ہی آسمان سے یار کے گھر کی زمین
بیٹھنا کیسا اودھر آیا اودھر اہی ہوا
اللہ اللہ کیا ہی اوسکے پاونکی ٹھوکر کا لطف

کہتی ہی عمر خضر مین گیسو کوتاہ ہون
خال روے مہر ہون داغ جبین ماہ ہون
طور ہون صحراے ایمن ہون تجلی گاہ ہون
دن جو ہون تو مختصر ہون شب جو ہون کوتاہ ہون
ہی ہیر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہون

۱۰۶

روز محشر سے وزیر افزون ہی اس کافر کا طول
اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہون

۷

گوہر اشک سے لبریز ہی سارا دامن
ای جنون باد بہاری سی نہین جنبش مین
وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو رہے
جامہ چین نے نہین یہ پھول چنے نرگس کے
بہت ای دست جنون تنگ نظر آتا ہی
خوب پونہچا دیا ای دست جنون ہاتھون ہاتھ
آمد آمد مرے اشکونکی مگر سن لی ہی

آج کل ایمن دولت ہی ہمارا دامن
کچھ گریبان سے کرتا ہی اشارا دامن
پھٹ گیا میرا گریبان تمھارا دامن
سیکڑون آنکھون سے کرتا ہی نظارا دامن
باندھ دے دامن صحرا سے ہمارا دامن
مل گیا آج گریبان سے سارا دامن
جھاڑ کر گرد جو صحرا نے سنوارا دامن

۱۰۷

ولہ

۹

مثل اشک اک روز دل ہو گا نثار آستین
ای صبا پونہچا دے ہاتھون ہاتھ دست یار تک

تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین
خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتھ میرا ای گل تر سو گھلکر کانٹا ہوا
ضعف نے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا
دونو اپنے کام مین ایجان جان مصروف ہین
دوش پر رکھا او لٹکر کسنے دامان قبا
تھمگئے آنکھو مین آنسو آتے ہی بلدے دماغ
اونگلی نے لفون کیطرح ہر عضو دشمن ہوگیا

ہی ترے دامن کے چھٹ جانے سے خار آستین ریز
خار دامنگیر اندرون ہی خار آستین
روح دامن کے تصدق دل نثار آستین
ہوگئی دامن کی کلیونسے بہار آستین
دیکھنا کیا کر رہے ہین انتظار آستین
بنگیا ہی آستین مین ہاتھ مار آستین

۱۰۸

دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنے ای وزیر
اشک گلگون سے ہی اندرون بہار آستین

۱۶

جو خاص بندے ہین وہ بندۂ عوام نہین
بھلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق
گلا ہی چشم سخن گو سے خامشی کا نہین
تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو
عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو
بس ایک ہاتھ مین دو ہو گئی پڑھ دو دگانہ عشق
یہ سر جھکانا یہ منہ پھیرنا ہی بالغ دید
وہ مجھپہ مرنے لگے جو ہی میرے درپے قتل
فراق یار مین دست سبو اڑاتی ہین خاک

ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین
کبھی جلانے کے قابل چراغ خام نہین
دہن کے ہونے نہونے مین کچھ کلام نہین
چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہین
نگین وہ ہاتھ مین رکھتا ہی جسمین نام نہین
جو بے نماز ہی وہ قابل سلام نہین
مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین
الٰہی اسکے سوا اور انتقام نہین
یہ گردباد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہنس رلائے گا تجکو خمار بادۂ عیش / مئے نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

پھنسے نہ قید تعلق مین جو کہ ہی آزاد / چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین / نگین وہ ٹوٹے محبت کا جسمین نام نہین

رہے گا ہجر کا دن کب کٹی اگر شب وصل / مدام روز قیامت کو بھی قیام نہین

بنے جو بال کا پھندا تمھاری تیغ کا بال / تو مرغ جان کے لیے بہتر اس سے دام نہین

مئے دو آتشۂ کفر و دین سے خلق ہی مست / مگر شراب یہ ہم مشرب حرام نہین

بکار اپنا گدا کیجئے مجھکو ای شہ حسن
فقیر ہون ترے در کا وزیر نام نہین

۱۰۹ — ۱۸

عذار یار یہ زلف سیاہ فام نہین / مگر یہ حشر کا دن ہی کہ جسکی شام نہین

فراق یار مین دونو سے ہمکو کام نہین / ہوس سحر کی نہین آرزوے شام نہین

ولاے کعبۂ ابرو سے منہ کو کیا پھیرون / نماز ختم نہو جب تلک سلام نہین

یہ سیف آپ کی مثل پری سہی قد ہی / مگر یہ عیب ہی چلتی نہین خرام نہین

کہو نہ سرو کو اک زر خرید ہی اپنا / کیا جو بندے کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار / قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی / کچھ اسکو گردش ایام سے بھی کام نہین

جو اوسنے بات نکی ہو گیا مجھے اثبات / دہن وہ تنگ ہی گنجایش کلام نہین

بجھی ہی آب سے کیا تیری تیغ تیز کی آنچ / کہ خونفشان مرے دل کا کباب خام نہین

پھری ہی فرقت جانان مین چشم دختر رز
یہ گردش آنکھ کی ساقی ہی دور جام نہین

ندیکھا نقش قدم کا صدا آیا نہ سنے
سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین

برہنہ رہتی ہی شمشیر ابرو قاتل
مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین

بندھین وہ ہاتھ حنا سے کیا ہی جن سے شہید
کچھ اور یار سے منظور انتقام نہین

نہ داغ دو شب فرقت کا دنکو نام نہ لو
ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سے سینے سے دل سے گذر گئی دم مین
تری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارہ فلک حسن کہیے کم سن ہی
ابھی وہ چاند کا ٹکڑا ہے تمام نہین

پھرے طلب مین جو دنیا کی وہ نہین پہند آ
مثال وا ہے جو گردش مین ہی امام نہین

۱۱۰ | نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین | ۱۶

ہی غلط گر ترے دانتو نکو کہون تارے ہین
کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین
شام کو ذرے ہین اور صبح کو ہم تارے ہین

کیا ہی ہرجائی حسینان جہان سارے ہین
یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین

ذائقہ ہونٹون کا بدلے گا نہ مستی ملیے
ہونگے یہ قند سیہ تو شکر پارے ہین

بادشاہونکی طرح پھرتے ہین ڈنکے دیتے
خار یا چوب ہین اور آبلے نقارے ہین

چھپ چلے ہین خط شبرنگ سے رخسار صبیح
دن ہی کم شام کے آثار عیان سارے ہین

ساغر چشم کے سو دینے پڑینگے بوسے
شیشۂ دل کبھی توڑا تو یہ کھارے ہین

خط پہ خط روز بہا کر اوسے پہونچاتی ہین
آب جاری کیا اعجاز سے ای بحر کرم
مصحف رخ کو وہ دکھلائین اگر تیسون دن
ہاتھ اگر چھونے سے جل جاے ید بیضا ہو
رونگٹے کب ہین ان آنکھون ہین پڑے یہ بال
پشت پر ہی جو سپر خم ہوے ہوتیغ کی طرح
روبرو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز
دیکھکر تجکو حسین گھٹتے ہین گھو ہین ناو

اشک کا ہیکو ہین ڈیہ اک کی کاری ہین
اونگلیان کاہیکو ہین لوہ کے فواری ہین
نئی پھبتی مجھے سوجھی کہون سیپاری ہین
لعل لب اوس بت کافر کے وہ انگاری ہین
ہاتھ نکو یہ کبھی یار نے دے ماری ہین
چار پھول اوسکے تھین پھولونکے پشتاری ہین
اتہہ بے منت خلق آپ کے نظارے ہین
کنگھیان کرتے نہین سر پہ دوان آری ہین

۱۱۱	دل پہ جو گذری خبر اشکون نے دی آگے وزیر لائق خلعت رومال یہ ہرکارے ہین	۱۵

سب کو رخسار مخطط یہ ترے پیارے ہین
منہ نظر آتا ہی آئینے وہ رخسارے ہین
زہر ان کا لو نہین ایسا ہی جو دیکھے مرجاے
شاد ہون وصل ہین کیا شام کی نوبت سنکر
صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہی
آہ ہین دلکا غبار اشکو نہین ہین لخت جگر
منہ چھپائے ہوے ہین ناز سے طفلان حسین

بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین
اپنی بھی دید ہی اور اونکے بھی نظارے ہین
سیکڑون سانپ ترے گیسوونے مارے ہین
کوس رحلت یہی بس صبح کو نقارے ہین
رونگٹے جسم ہین کا ہیکو ہین فوارے ہین
بادمین خاک ہی اور آب ہین انگارے ہین
ای معلم ابھی جزدان ہین سیپارے ہین

پانی پانی ہین ترے آگے حسینان جہان
اب بھی کہتا ہی اوسے کچھ نہ لکھا شوق جمال
چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بھولے ہین یا
مسّی آلود نہین تیرے لب آتش رنگ
متصف دو صفتون سے ہین دو خط عارض
کھینچکر اوسکی تصاویر کہے صورت گر
لکھدیا ہی مرے سینے پہ شہادت نامہ

دست و پا تک عرق شرم سے فوارے ہین
پشت قاصد پہ دلا نامون کے پشتارے ہین
ڈھیلے آنکھون کے ہمین آہوون نے مارے ہین
اپنی نظرون مین وہ حوان ہمارے انگارے ہین
پھول خوشبو مین جلا دینے مین انگارے ہین
یہ کسی مصحف رخسار کے سیپارے ہین
صنعتین کمین ہین تیرے اوسنے نہین ہارے ہین

۳۱	الفت چاہ زنخدان مین لایا غرہون وزیر روزن مور مری نظرون مین اندارے ہین	۱۱۲

عاشق زلف و رخ دلدار آنکھین ہوگئین
رخ پلکین ہوگئین خونبار آنکھین ہوگئین
دیکھکر محو جمال یار آنکھین ہوگئین
آئیوا ہی اشک اب بہنے لگا ہی خون گرم
نرگسین تمسے جو آنکھین ہوگئی اکبار صلح
کشتی مے لے کے ای ساقی پونہچ بہر خدا
ہی تصور بسکہ آنکھون مین خط رخسار کا
ای بت کافر ہین بس بے عیب [illegible] [illegible] کی

مبتلاے کاو دیدار آنکھین ہوگئین
دیکھلو اب زخم دمندار آنکھین ہوگئین
جام ہاے شربت دیدار آنکھین ہوگئین
بھیجیو پانی کہ آتشبار آنکھین ہوگئین
کیجیے دو تین باتین چار آنکھین ہوگئین
بے ترے محفل مین دریا بار آنکھین ہوگئین
آئنے کیطرح جوہر دار آنکھین ہوگئین
لب ترے عیسی ہین بیمار آنکھین ہوگئین

بہ گئین پلکین بہ رنگ خس می اشکونکے ساتھ

چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز سے

میرے پانونکی طرح ہیہات اب گردشمین ہین

عین نادانی ہی اب انسے جو رکھیے چشم داشت

لخت دل یاقوت ہین آنسو ہین موتی آبدار

دو تو ہین چشم سخنگو گر نہین ہی اک دہن

عشق پنہان دیدۂ گریان نے ظاہر کر دیا

ابلق چشم صنم کس ناز سے گردش مین ہی

ہر کسی نے انکھ جب ڈالی گلوے صاف پر

تول لیتے ہین سد النظر و نمین جنس حسن کو

ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا

کہتے ہو سب دیکھتے ہین تیری آنکھونسے مجھے

چلیے اب صحرا سے کوئی یار انہین دکھلائیے

پھول نرگس کے بنائے کب وہان معمار نے

ای خدا اشا ہد ہمارا ثم وجہ اللہ ہی

ایسا انکو بنایا عشق تیر یار نے

پیش نرگس ہاتھ پھیلائے ہین شاخ خونسنی درخت

اتنے قطرونمین گل بیمار آنکھین ہو گئین

ای پری آہوے خوش رفتار آنکھین ہو گئین

کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکھین ہو گئین

شکل مژگان پھر گئین ہزار آنکھین ہو گئین

آو دیکھو جوہری بازار آنکھین ہو گئین

چپ نہ رہیے قابل گفتار آنکھین ہو گئین

ہنسنے کی جا ہی لب اظہار آنکھین ہو گئین

محوب کا دی ہو گئی ہین ہموار آنکھین ہو گئین

ہنس کے فرمایا گلے کا ہار آنکھین ہو گئین

پلۂ میزان مری ای یار آنکھین ہو گئین

چشم نرگس کیطرح زردار آنکھین ہو گئین

سچ کہو غنار کی بیکار آنکھین ہو گئین

آبلون سے پاونمین دو چار آنکھین ہو گئین

یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھین ہو گئین

جب نگہ کی ہٹ پہ تجسبی چار آنکھین ہو گئین

ہی سری تار نگہ سوفار آنکھین ہو گئین

کسکو دیکھینگے جواب درکار آنکھین ہو گئین

چپ گھڑے ہیں بنگلے میں نقش دیوار ہم
آؤ دیکھو روزن دیوار آنکھیں ہو گئیں

ساقی و مینا و ساغر ایک آتے ہیں نظر
بادۂ وحدت سے کیا سرشار آنکھیں ہو گئیں

روتے روتے ہجر میں سوجی ہیں یہ چشمان تر
جسم لاغر ہو گیا طیار آنکھیں ہو گئیں

عاشق ابرو ہوں کرنا دیدہ و دانستہ قتل
جوہر و فسے تمہیں اے تلوار آنکھیں ہو گئیں

آنکھ کے ڈوروں نے پیترے کچھ تو ہیں دکھا دیے
اے صنم جو مائل زنار آنکھیں ہو گئیں

۱۱۳ پھر گیا وہ آکے اب جاگے تو کیا حاصل فریر
سو گئے جب بخت تب بیدار آنکھیں ہو گئیں ۵

اوس چشم ابلق کو کہاں پاتی ہیں آنکھیں
کیوں گھوڑے تصور کے یہ دوڑاتی ہیں آنکھیں

جب آنکھ لڑاؤں تو وہ شرماتی ہیں آنکھیں
بس امژگان میں چھپی جاتی ہیں آنکھیں

ہوتی ہیں شب وصل تری دید کو بیدار
تاروں کیطرح صبح کو چھپ جاتی ہیں آنکھیں

وحشی ہوں دم نزع ہی پتھراؤ کی حسرت
اطفال سرشک آؤ کہ پتھراتی ہیں آنکھیں

جاتا ہی طلب کرنے ہر اک نوح سی کشتی
دریا کو اگر دیکھ کے لہراتی ہیں آنکھیں

ولہ

میں کیا جہان دنگ ہی اس خلاق میں
عارض نقاب میں ہی کہ قرآن غلاف میں

شبہے سے جسکو موے کمر خلق کہتی ہی
بس ایک رونگٹا ہی وہی جسم صاف میں

کیونکر نہ مردمک کا ہو شک سیکے خال پر
موے کمر بنا ہی مژہ چشم ناف میں

انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہی
پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف میں

۶	غزل فارسی	۱۱۴

به بین وقت رفتن حسرت دیدار نگار من	که از نقش قدم پیدا ست چشم انتظار من
نگه از دیدن او چون پر پروانہ می سوزد	نگہ دارد چراغ از داغ دل شبہا تار من
فلک اگر داز فرط حرارت کورہ آتش	معاذ اللہ فتد گر بر زمین مشت غبار من
بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید	بہ بنید گر کسی آئینہ لوح مزار من
اگر از سستی بختم سمند او نمی آید	بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من
مبادا پای او در لغزش آید گر قدم بنہے	صفا با صورت آئینہ می دارد غبار من

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی ہین سودائی نہین	موج بوے زلف کی بیڑی جو پہنائی نہین
شوق میخوار ہین ساقی بہ چلا دریائے اشک	کشتی مے اب بھی لینے کو مرے آئی نہین

ولہ

نظروں سے دور رہنے کا پیارے گلہ نہین		دل سے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہین
چلبن الفاس کے ہین اندلون کچھ نکہت گلمین	ولہ	کہ آمد شد ہی اسکی کوچہ منقار بلبل مین
ہر نگ بوئی سبکرو جی ایسی بلبل مین	ولہ	پھری چمن کی روش کوچہ رگ گل مین
صد ار ونکی آئے گرا دسے چھیڑی تو ای مطرب	ولہ	جو میرے آنسو ونکے تار ہون ہر ستار میا
خدا کو مان نہ ای شور حشر ہمکو جگا	ولہ	لحد سے اوٹھ کے کہین ہم سبو سبو نکرین
جگا دیا مجھے سوتے مین یہ ملغ ہو مین		ابھی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین

نوجوانون سے تهی پایا کنار پیر کو
اس کمان مین عمر بهر ہمنے نہ دیکها تیر کو

ترچهی نظرون سے نہ دیکهو عاشق دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدها تو کرلو تیر کو

مانگ لالا ڈهونڈه کر ظالم نے مجهہ نخچیر کو
چشم کیا سوفار کے بدلے ملی تهی تیر کو

هون مین دیوانہ مری تصویر بهی ننگی چهپے
کهربا کے رنگ سے کهینچو مرے تصویر کو

تو نہ بوسے دے سکا لیکن ترے دیوانے نے
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

پڑتی ہی تیرے مکان پر بار جو ہر اک کی آنکهہ
گرد دامان نگہ منگوای تهی تعمیر کو

ہی زبان کی صاف جنبش مصرع برجستہ مین
یار خوش تقریر کہتے ہین مری تحریر کو

حال اس غفلت کدے کا تها عیان ورنہ الست
خواب دیکها بعد پہلے سن لیا تعبیر کو

پڑ گئے ہین سیکڑون چهالے جو اے خونخوار خلق
کسکے خون گرم سے تو نے بهرا شمشیر کو

تو وہ ہی قاتل کہ تیرا وصف کرنے کے لیے
منہ ملا زخمون کو میرے اور زبان شمشیر کو

ہم وہ ہین فرہاد ای شیرین اگر رکهین قدم
دودها پتهر سے جاری کردین جوے شیر کو

دہن اوس گل کا جو ٹکا پهر کے دیکها ناز سے
دے اب ای بلبل دعا مین خار دامنگیر کو

جا کے ٹهہری استخوان پر جب لگائی تو نے تیغ
کیون نہ ای قاتل ہما کهیے تری شمشیر کو

ہاتهہ مین وحشی نہین آتا تو اطفال حسین
کهینچتے پهرتے ہین پتهر پر مری تصویر کو

پاؤن پر دشمن گرے تو جان فکر سر مین ہی
مت سمجهہ بیوجہ پاے شمع پر گلگیر کو

بارہا بجلی گرائی شعلہ آواز نے
لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

پستی ہی مہندی چمن مین دیکھنا رفتار یار
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنا ذرا تقریر کو

اپنے اشکونکے سبب دریا روان ہر گھر مین ہے
ہاتھ آئین مچھلیان گھر بیٹھے ماہی گیر کو

آسمان کے پار گذرے دل نے ایسی آہ کی
اپنے ترکش نے کمان کیطرح پھینکا تیر کو

کوہکن تجسے نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق
ہم چھپاتے استخوان کیطرح جوے شیر کو

پھر استقبال جاؤ نہین کبھی تیر آپ سے
وہ نشانہ ہون جو آتے دیکھون اوسکے تیر کو

۱۹	ہوکے لاغر تیر کے مانند چھوٹے ای وزیر کھیے اب خانہ کمان کا خانۂ زنجیر کو	۱۱۶

دیکھ او ناوک فگن جاذب دل نخچیر کو
ہے ٹھہرنا مشکل اب ترکش مین تیرے تیر کو

خواب مین دیکھا در جانان سے اوٹھ سکتے نہین
پاے خفتہ چاہیے اس خواب کی تعبیر کو

ای پری تو نے ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

موے آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی مین جو لے شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھ ای وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دے شب تصویر کو

رو مون زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہے
صورت کشتی بنا دون مین خم شمشیر کو

اوس بھبوکے سے بھلا ای شمع کیا نسبت تجھے
مثل پروانہ جلا دے جب چھوے گلگیر کو

ہاتھ اوس انگیا کی چڑیا تک پہونچ سکتا نہین
دام مین لاؤن دکھا کر دانۂ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہے تو
روز محشر سینو ہر ہر عضو سے تعبیر کو

خط سنبل مین لکھین گے زلف جانانکی صفت
سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

ای گل زخم جگر تیر انشانہ کیا بچے
بلبلون نے اپنے پر بخشے ہین اوسکے تیر کو

جو گیا تیرے مکانمین پھر نہ نکلا عمر بھر
نقش حب کا گھر ہی گویا گھر ترا تسخیر کو

پرورش طفلی سے پائی دامن کہسار مین
کوہ کو بیستان ہین سمجھا شیر جوے شیر کو

گر میان وہ غیر سے کرتا ہی مین مرتا نہین
آگ لگجائے الٰہی موت کی تاخیر کو

بندھ گیا ہی غیر سے مضمون غزال چشم کا
اوسمین اب شاخین نکالے کہدو آہوگیر کو

ضعف سے مذکور خال لب گران ایسا ہوا
مہر خاموشی ہوا میرے لب تقریر کو

بیقراری دیکھکر میری کہا بہزاد نے
چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

١١٧

شکل ابرو منہ پہ کھائین یار کی تیغ ای وزیر
صورت مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو

١٣١

بے چین ہی یہ دیکھ کے مجھ بیقرار کو
ہی انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنون مین بھی نکرونگا مین یار کو
مچھلی کیطرح تلوے چھپائین کے خار کو

دل مین جگہ دی یار نے مجھ خاکسار کو
شیشے مین اک پری نے اوتارا غبار کو

چوٹی مین وہ لپیٹے ہین پھولون کے ہار کو
بھولی ہی شام کہدو یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجھے
گل کر دیا صبا نے چراغ مزار کو

اوس گلعذار سے کہو سرکا ہی منہ سے بال
پھولونمین کیون بساتا ہی مشک تتار کو

مانند شمع بس مرے آنسو نکل پڑے
دیکھا جو بے چراغ کسیکے مزار کو

ای گل کہان نہین مرے رونے کا تذکرہ
سن لے صداے گریۂ ابر بہار کو

شاخین نکالون سیکڑون شاخ غزال مین
دیکھون جو تیرے سرمۂ دنبالہ دار کو

ہی مجھ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مرجاؤن مین صبا تو اوڑانا غبار کو

گلبن کو رخ دکھا کے کیا اوسنے عندلیب
منقار عندلیب کہون نوک خار کو

اوڑ کر مرا غبار پڑے اوسکی آنکھ مین
دیکھے نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بے گنتی اوس قمر کے لیے بوسے رات بھر
دیکھو تو میری آرزوے بے شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے میری قبر پر
یون روئی شمع دیکھ کے میرے مزار کو

مسّی نے تیری دانتون کی برباد کر دیا
گرد بیتی گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سے وہ آنکھ پھیر لے
دون مین دعائین گردش لیل و نہار کو

چھو کر حنائی ہاتھ سے اوس گل نے باغ مین
روشن برنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مر گئے مگر وہی نازک مزاج ہین
کوہ الم سمجھتے ہین سنگ مزار کو

وحدت اوٹھاے پردۂ کثرت جو آنکھ سے
پھر ایک اس چمن مین کہے تو ہزار کو

دست طمع دراز ابھی شاخ گل کرے
دیکھے اگر چمن مین گل کفش یار کو

بولا ہوا کے گھوڑے پہ یہ بھی سوار ہی
دوش صبا پہ دیکھ کے میرے غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا کرے
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہون بدماغ خواب عدم سے نہ چونک اوٹھون
خاموش کر صبا مری شمع مزار کو

وہ نی ہون تیری دوری سے اب سے فغان کرون
چپ ہون جو منہ لگاے تو مجھ دلفگار کو

گر تو ہو بغل مین اوٹھاؤن یو مین مزا
پہنا جو تو نے یار گیا یہ خوشی سے پھول
تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہی
گر تو نہ آے موت کا مین منتظر رہون
تردامن اسقدر رہون کہ ای آفتاب حشر
بہر سوال آئین جو مجھ ناتوان کے پاس

لاؤن زبان پہ قصۂ بوس و کنار کو
پھولونکا ہار کر دیا موتی کے ہار کو
نقش قدم چراغ بنے ہین مزار کو
آنکھین خدا نے دی ہین مجھے انتظار کو
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو
ڈھونڈھین فرشتے لیکے چراغ مزار کو

آتے ہین میرے ہاتھ وہ مضمون آبدار
نسبت نہین وزیر در شاہوار کو

۱۱۸ ۲۴

مر مر گئی بلبل جو کیا یاد چمن کو
لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کے سخن کو
باتون مین لگا لونگا غزالان ختن کو
مین مر گیا ہون دیکھ کے اعجاز سخن کو
دکھلایا تری تیغ نے جوہر کے چمن کو
اندھا ہی وہ جس نے ترا دیدار نہ دیکھا
نقش قدم یار کی دیکھو تو صفائی
ای بت دیا اللہ نے نعم البدل اس کا
بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی ہماری

غربت مین خدا یاد دلائے نہ وطن کو
جھوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو
آنکھون سے تری سیکھ لیا طرز سخن کو
اب سوزن عیسی سے سیو میرے کفن کو
پھر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو
بہرا ہی وہ جس نے نہ سنا تیرے سخن کو
آئینہ دکھاتا ہی عروسان چمن کو
دی چشم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو
کہتا ہی بجا ابر سفید اپنے کفن کو

منہ مین چہ کنعان کیطرح پانی بھر آئے
دیکھے کبھی یوسف جو تری چاہِ ذقن کو

کرباتین لڑائی کی لب لال سے ظالم
دے لال کے مانند لڑا لعل یمن کو

دل چاہِ ذقن مین تری زلفون کو نہ بھولا
افتادہ چہ یاد کرے جیسے رسن کو

مرتا ہی جہان تجھپہ اے قاتل عالم
اب زندے بھی پہنے ہوے پھرتے ہین کفن کو

بلبل کی بھلا پوچھتا کاہیکو کوئی بات
صد شکر دیا نطق نہ غنچے کے دہن کو

قمری کو اوسی دن سے ملا طوق اسیری
جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو

یوسف کیطرح گر پڑے اے ماہ کنوئین مین
دیکھے مہ نخشب جو ترے چاہ ذقن کو

خوش چشمون کے مضمون کیے مینے قلم بند
تیرے سے کیا صید غزالان ختن کو

بت کہتے ہین کیا کیا مجھے اس بت سے یہی کہ
اللہ نے صد شکر بنایا نہ دہن کو

انکھونکو تری سرمے کے دنبالے گران ہین
شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو

تربت پہ مری آب دہن یار نے پھینکا
بھولا نہ پس مرگ وہ مجھ تشنہ دہن کو

مرنے پہ ہی خوش چشمونکو مجھسے وہی کاوش
سبزہ مری تربت کا چراتے ہین ہرن کو

یارون نے پس مرگ مرے باندھ دیے ہاتھ
تھا خوف کہ ٹکڑے نکرے جیب کفن کو

مرنے پہ رہی ساتھ زمانے کی دورنگی
دکھلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

۱۱۹	جنبش نہ زبان کو ہو تو پھر بات نہ نکلے گویائی ہے گردش سے وزیر اہل سخن کو	۱۴

دوست سب کہتے ہین سرو قامت جلاد کو
نکلے قمری توڑنے کر بیضۂ فولاد کو

پونہچے گر فریاد سے دست زلیخا داد کو ــ آے چاک دامن یوسف مبارکباد کو

کیا اوڑا لیجاؤ گے گلزار بے بنیاد کو ــ گل کو بلبل کردیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقشۂ موے کمر کھینچا تو بھولا تھا لچک ــ ہو گئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیرو ڈھانپ دیتا ہی قفس گلدام سے ــ رحم آجاتا ہی مجھ بلبل پہ جب صیاد کو

پھونک رہا ہون کسقدر اللہ رے سوز فراق ــ موم بنجائے اگر لون ہاتھ مین فولاد کو

لکھنے بیٹھو گے تو لاکھون سر قلم ہوجائینگے ــ پہلے بسم اللہ مین بسمل کیا اوستاد کو

صدقے کرکے سرو کو آزاد اوسنے کردیا ــ کہدو قمری سے کہ آج آئے مبارکباد کو

کٹکے سر حاصل ہوی کیا ہی سبکدوشی مجھے ــ سرگرانی کی دوا معلوم تھی جلاد کو

ضعف کی تاثیر نے کھینچے نہ ہی میری شبیہ ــ رنگ رخ اوڑنے نے عاجز کردیا بہزاد کو

پاے مجنون جب کھنچے زنجیر سی اک بن گئی ــ خود بخود لغزش ہوی یہ خامۂ بہزاد کو

جسم کیا او طفل مہر چھوٹ کے لپک گئی ــ تازیانہ زلف کا کھلنا ہوا اوستاد کو

ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے ــ گا بہارا او طفل جنگلا ہو نصیب اوستاد کو

سبزۂ خط دیکھکر ہاتھوں کے طوطے اوڑ گئے ــ جانور صدقے مین چھوٹے دو کچھ اب صیاد کو

۱۲۰ ولہ ۳۴

اس پتے سے پوچھنا قاصد مکان یار کو ــ چاندنی کہتے ہین کسکی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سے چشم یار کو ــ شوق سے کعبہ کہون مین ابروے خمدار کو

جب صبا لائی اودھر سے بوے زلف یار کو ــ نافۂ مشکین بنایا روزن دیوار کو

گر نہ پامال خرام ناز اب گلزار کو — پاؤن پڑتی ہی حنا موقوف کر رفتار کو

یاد جب کرتا ہون لطف سایۂ دیوار کو — ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین جنت مین کوی یار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک — مطلع ایجاد ہم کہتے ہین اپنے یار کو

دیکھیے بندش صفائی کی جو کیجے وصف خط — باندھیے سو پیچ سے مضمون زلف یار کو

پھول جب جھڑنے لگے رنگین بیانی سے مری — رکھتی ہی حیرت سے بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب ای بخت خفتہ المدد — نیند آ جائے ہمارے دیدۂ بیدار کو

رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون — مثل ماہی عمر بھر رکھون چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریون نے طوق بیچے میرے ہاتھ — لکھدے اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان مین ہوا مین گرم رو ای شعلہ خو — کر دیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون تیرے پڑے ہین میر کیا ہوا [illegible] — پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیون نہو ثابت مجھے ظالم کی قسمت مین ہی عیش — دیکھتا ہون جب آمد خندان لب سوفار کو

چشم جانان مین نہ کیون ہو سرمۂ دنبالہ دار — ناتوان ہی چاہیے رکھنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتے ہین اب ہی برابر رات دن — سر سے پا تک دیکھکر زلف دراز یار کو

خاک بازی واقعی لڑکون کو بھاتی ہی بہت — اشک نکلے دیکھتے ہی خاک کوی یار کو

بند ہی دروازہ اوس گل کا مدد ای بال شوق — عندلیبون کی طرح اوڑ جائیے دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی یعنی انکھین ہین نرگس کے پھول — برگ نرگس کہیے ای گل ابروی خمدار کو

ای بتو در پردہ تم سے زاہدون کو بھی ہی عشق — صورت تسبیح نہان رکھتے ہین زنار کو

مثل سایہ سر ہی پامال دیکھو تو خرام
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنیو در گفتار کو

خاک مین ملجاؤن پر دو ہون نہ مثل نقش پا
جی مین ہی دکھلاؤن ور ناتوانی یار کو

میرے نالونکا اثر باقی ہی بعد مرگ بھی
موسے تن مضطرب ہین ہر اک کفن کے تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھے
بھاگتا ہون دیکھکر مین سایہ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر
خوب سا سیدھا کرونگا چرخ کجرفتار کو

دل مین اپنے اب تصور اسکا رکھیے اندرن
عرش مین لٹکائیے زنجیر زلف یار کو

دلکو سینے سے مرے آنکھون مین لایا جوش اشک
چاہیے نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتھ آتا ہی مرے مضمون دہان یار کا
توڑتا ہون غنچۂ نارستہ گلزار کو

جوش گریہ سے نہ خط لکھنے کی جب فرصت ملی
کاغذ ابری عوض نامے کے بھیجا یار کو

خانۂ زنجیر سے نکلا صدا کی طرح مین
ناتوانی نے کیا آزاد جسم زار کو

ٹکڑے ٹکڑے طوق کو کردین گریبان کی طرح
تیرے وحشی جب سنین زنجیر کی جھنکار کو

آہی ہی وحشت مین اب یاد بتان سنگدل
خوب رووٗن منہ پہ لیکر دامن کہسار کو

باندھے ہین مضمون جو مین نے قامت دلدار کے
عالم بالا مین پڑھتے ہین مرے اشعار کو

۱۲۱ | پڑ گیا یہ غل کہ یوسف بکنے آیا ای وزیر
سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو | ۳۷

دوست دشمن مین برابر چرخ کجرفتار کو
پھل دیتا ہی سپر کو اور پھل تلوار کو

زیر ابرو دیکھکر گردش مین چشم یار کو
ماہ نو نے بھی چڑھایا چرخ پر تلوار کو

رحمت جان کہتے ہین عشاق زلف یار کو
باغ سے تشبیہ دیتے ہین گل رخسار کو
دیکھکر خورشید کانپا ابرو خمدار کو
گر کرون روشن چراغ آہ آتشبار کو
حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتھ آیا فکر سے
کیون نہو ہمکو ادب اوس ابروی خمدار کا
غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین ای برق حسن
برچھیان مارین نگہ نے ہر مژہ ڈالا کہ تیر
اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
کون غیر از آبلہ اوسدم سپرداری کرے
لاغری سے آج ہم دوش ہوا پھرتے ہین
اسقدر ہی کانٹے چبھنے کی کف پا کو ہوس
رنج دل افزون ہوا ہی میرے اشک و آہ سے
توڑکر سو بار دی ہی ای جنون ہمنے گرہ
کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
داغ گل نالے ہین بلبل ٹھنڈی سانسین ہین نسیم
پاؤن کے چھالے انھین دیتے ہین آنکھون پر جگہ

یہ وہ شب ہی جو نہین بھاری کسی بیمار کو
اب عوض طوطی کے بلبل کہیے خط یار کو
بس اوٹھا رکھہ طاق پر ای ماہ اب تلوار کو
مثل پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو
زور افسون سے کیا خاتم دہان مار کو
چوم کر لیتے اٹھا ہاتھہ مین تلوار کو
آگ لگجائے تری اس گرمی بازار کو
ابروی خونریز کو بھی کھینچ لے تلوار کو
کر دیا ہی ٹکڑے ٹکڑے دامن کہسار کو
ای جنون صحرا جو کھینچے مجھ پہ تیغ خار کو
ای گلو ہنستے تھے گل خار سر دیوار کو
آبلہ پروانہ ہو دیکھے جو شمع خار کو
ہی بہت ناساز یہ آب و ہوا بیمار کو
کر دیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو
باندھتا ہون مین تو مضمون وہان یار کو
یاالٰہی رکھیو سرسبز اس مرے گلزار کو
دیدۂ ہر آبلہ سمجھا ہی مژگان خار کو

شکل قمری اوسکے وحشی طوق مین پہنے ہوے
دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہی احتراز
داغ مہ کو دیکھیے تمثیل دل کے داغ سے
ساغری ہنستے ہین ساقی بہکنے پر مرے
اپنے کوچے مین مجھے رونے تو دے ای رشک گل
غنچہ گل مشک نافے بنگئے ای عندلیب
ان بتون کے ظلم سے دشمن ہوا مین کفر کا
اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب
ای بت کافر تجھے دیتا ہون مین گل سی مثال
میرے ہر اک زخم تن کو اسنے خندان کر دیا
دیکھکر تیرے مریض عشق کو بولے طبیب
زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کیطرح
بلبل نکر ہم وحشیون کی آگے ای شاخ غزال
مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
حال بیتابی گریہ سے ہی مثل برق خط
ہم وہ ہین دیوانہ برق تجلی ای کلیم
ہون مسلمان بوسہ لیلو نکا بھی واللہ مین

اس لیے کہتے ہین شاعر سرو قامت یار کو
کس نے بتلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو
باندھیے اشک روان ہر کوکب سیار کو
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو
باغبان پانی ہمیشہ دیتے ہین گلزار کو
جب صبا لائی چمن مین بوے زلف یار کو
ہوگیا ہر موے تن نشتر رگ زنار کو
سجدے کرتے جاتے ہین ہم خانہ خمار کو
باندھتا ہون مین رگ گل رشتہ زنار کو
زعفران کا کھیت کہیے تیغ جوہر دار کو
ہم پیام مرگ کہتے ہین اسی آزار کو
ای مژہ تو ابر کردے سایہ دیوار کو
پیچ مین لاتے ہین اپنے ہمتو زلف یار کو
عاشق قامت تھا سمجھا سر چوب دار کو
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو
طور کر دین آہ آتشبار سے کہسار کو
ای بتو مصحف کہوگے تم اگر رخسار کو

١٢٢ — ٣١

وصف ان شیرین دہانون کا لکھون گر ای وزیر
نیشکر دم مین بنا دون کلک کو ہر بار کو

بنے گلخن جلا دون آہ سوزان سی جو گلشن کو
کہین سب خوشہای سوختہ پھولون کے خرمن کو

وہ بلبل ہون جلا دون آہ سوزانسے گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سے گل ہنستے جاتے ہو جو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولون کے خرمن کو

ہمین بیکس سمجھکر پھول اگر لاتا نہین کوئی
صبا سے کہدو گل کر دے ہماری شمع مدفن کو

جنون نالونسے کیا وہ غفلت بیشہ آگاہ ہو
نہ جاگا پاے خفتہ سنکے زنجیرونکے شیون کو

ولا نا جنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہے
کرے نیرنگیان ڈالین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکونکے آنکھونسے جو گرتا ہے
جنون نے دامن صحرا بنایا میرے دامن کو

بہے سیلاب اشک ایسا گلے تک پانی آ پہنچے
بنا دون حلقہ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی نے جذب مقناطیس بخشا ہے
گلے سے خود لپٹ جائے جو لائین طوق آہن کو

مسی آلودہ لب مین ہے آہ کیا ہی جلوہ دندان
بھرا ہی ابر نیسان نے گہر سے اپنے دامن کو

بتاتے ہین جو مجھ وحشی کو انگلی کے اشارے سے
مسلسل مجنون سمجھے ہین لڑکے طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب اے ماہرو نکلے
اولٹ دون جام مے گر تو چھپائے روے روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کے لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سا ہمنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک روشن ہو
کہ جالا پرتو مہ بنگیا ہی چشم روزن کو

بہار آتے ہی جا ہی وحشت یہان تک گھر آنگن چمن
بھرا مژگان نے میرے پتھرونسے اپنے دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو اونکی نہین جاتی
کبھی ہوتے نہ دیکھا خشک ہمنے آب آہن کو

مزار کشتۂ تیغ جفا معلوم تا ہووے
سبزے کے پھول لازم ہین چڑھانا میرے دشمن کو

پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
جو رکھیں سنگ مدفن آپ گردش ہو فلاخن کو

صدا آنے لگی ای زاہد واللہ اکبر کی
بجا ہین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو

چمن مین دیکھکر جوبن گلوے شیشۂ می کا
خجالت سے جھکا لیتے ہین طاؤس اپنی گردن کو

ہمین یہ سنگ طفلان کم نہ تھا پارس ای وحشت
طلائی کر دیا خون گلو نے طوق آہن کو

یہ کسلئے گوہر دندان سے اسنے ہمسری کی تھی
ملایا جو خدا نے خاک مین ہیرے کے معدن کو

پہن لو ای بتو زنار تسبیح سلیمانی
رکھو راضی اسی پردہ مین ہر شیخ و برہمن کو

ہر اک پروانہ بھی محفل مین مستونکی طرح لوٹے
نگاہ مست ساقی کر دے مینا شمع روشن کو

ہی نالان صورت ناقوس میرا گنبد مدفن
نہ بھولا خاک ہوکر بھی ہین اوس طفل برہمن کو

گیا شرمندہ شکولفنے دکھلا دے اب عارض
بنا پروانہ ای مہرو چراغ صبح روشن کو

برنگ ساغر لبریز روتا ہی جو سنتا ہی
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنے شیون کو

عوض گریہ والون کے تربت پہ شور عندلیبان ہی
کیس نے پھونککر منہ سے کیا گل شمع مدفن کو

نکل جائے وہین گر ہاتھ مین لون سنگ ای وحشت
تڑپ نے میری نبضون کے کیا نادم فلاخن کو

یہ کون آیا تھا گھر مین جو دماغ اپنا فلک پر تھا
سمجھتے تھے چراغ خانہ شب بھر ماہ روشن کو

۶	کرون گر مین خیال گیسوی شبرنگ مین آہن وزیرا کدم مین گل کر دون چراغ صبح روشن کو	۱۲۳

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
برنگ شیشۂ مے رو کے دیکھا دور ساغر کو

مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
سوا نیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اوسنے کیا ہی عرش ہو ہو کے دم نکلا
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردی سے
روان ہوتے نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنے پیرہن سے زار ایسا ہون
ہوی تشبیہ بوے گل سے میرے جسم لاغر کو

۱۲۴	وله	۱۶

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو
نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بھی جن اوراُڑ سکا نہو
یارب مجھے کہین پہ ما ہی ملا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار
ایسا کوئی کسیکی نظر سے گرا نہو

کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمھاری تیغ
تسمہ کوئی گلے مین لگا رہ گیا نہو

مر کر بھی اوس گلی مین نہ ہم کو نہین نصیب
خاک اپنی جب اوڑے تو اودھر کی ہوا نہو

قطعہ

بے یار ذوق کب ہی شراب و کباب سے
پروا نہین ہی اب مجھے ساقی ہوا نہو

خون جگر پیا نہو جس نے وہ مر پیے
کھائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہ ہی
دلمین ترے غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

بیجرم و بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر
کعبہ تری گلی ہی کہین کربلا نہو

کھینچی تھی تیغ پر نہ نزاکت سے کھنچ سکی
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبز تمنے لگایا تو فائین
بے آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہین دلی خراش
ہمراہ قافلہ دل نالان درا نہو

جو ہو سکین وہ مجھ سے کرو بیوفائیان
تا پھر کسیکو تم سے امید وفا نہو

جز کہربا اوٹھائی کسی نے نہ میری لاش
کاہیدہ اسقدر کوئی یارب ہوا نہو

حسرت سے کیون تڑپتے ہین صیاد زیر دام
ہاتھون مین تیرے طائر رنگ حنا نہو

کھا کھا کے پان پیک جو پھیکی مزار پہ
اوسکے شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسدرجہ کیون ہی چرخ جفاجو کو اضطراب
دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو

خاموش اپنے در پہ مجھے دیکھکر وہ شوخ
کہتا ہی یہ فقیر کہین بینوا نہو

ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو
خاموش ہو تو لب سے کبھی لب جدا نہو

پھر جواب خط مین جگہ چھوڑ دی ہی تجھے
قاصد نے اوسپہ خط غلامی لکھا نہو

پھر روحکو ہی جسم مین آنے کا اشتیاق
اوس نے مرے جنازے کو کاندھا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک
وہ چال چل کہ جس سے قیامت بپا نہو

تو مجھ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر
دیکھون تو کیونکر آنکھ تری سرمہ سا نہو

۱۲۵	تاریک ہو گیا ہی نظر مین جہان وزیر آنکھون مین اوسکے غیر نے سرمہ دیا نہو	۲۴

کیفیت اوسمین بھی ہی جو ہم سے گناہ ہو
بوتل ہو میکشی سے اگر دل سیاہ ہو

مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو
اہی جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو

کاہیدہ مجکو دیکھہ کے وہ غیرت پری
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو

گرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سے
پگڑی کا پیچ موے سر بے کلاہ ہو

جھک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے
جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کی کلاہ ہو

کیا ہین ہی ٹھنی ہوین مژگانکی پلٹنین
سرمہ جو دو تو شبہہ گرد سپاہ ہو

مرجاؤن مین ذرا جو مکدر ہو مجھہ سے یار
خشکی مین ای خضر مری کشتی تباہ ہو

احسان سے ابھی عرق شرم مین ہون غرق
آئے جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو

موج وحباب وار نہ عریان ہون کبھی
تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو

فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون
اب مین ہون بے قصور جو مجھسے گناہ ہو

سوجھی ہی اولٹی دشت نوردی مین ایجنون
پاؤن مین آبلے کیطرح سے کلاہ ہو

پیدا ہو تن سے جامۂ تن مثل موج آب
سر سے حباب وار جھکا کلاہ ہو

نظروں مین ہون سبک تو مین جٹھ جاؤن بام پر
مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو

بیتاب روح ہی ترے نظارے کے لیے
مثل نگہ رواں کہین آنکھونکی راہ ہو

جیسے بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر
یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو

کہتی ہی اونکی پر تو رخ سے حیا کہ ٹھہر
جبتک کہ آئنے سے نہ باہر نگاہ ہو

دیکھین جو آنکھہ اوٹھا کے وہ مجھہ ناتوان کو
خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

آتی ہے اپنی شکل نظر کیا گلا کرون — تم آئینے کی طرح سے پیش نگاہ ہو

دیکھون تو نازکی سے اوڑے وہ غبار خط — اس درجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو

دیوانے ہو گئے ہین ترے شاہدان باغ — گل پھاڑ کر قبا انکھین داد خواہ ہو

بل بے صفا کہ چشمۂ عینک بھی گرد ہی — دیکھون شکم تو پشت کے باہر نگاہ ہو

لو بنگیا ہی سایۂ قاصد سواد خط — جاتے جدھر وہ ساتھ ہمین سایہ اشتباہ ہو

پانی ہے سفید ہو ساقی شراب سرخ — بوتل فراق مین برنگ ابر سیاہ ہو

۲۶	ساقی چلے وزیر ابھی توبہ توڑکر گلشن مین بوتلون سے جو ابر سیاہ ہو	۱۲۶

نہ بے مثل حباب ابتو ہی گوہر آنسو — اپنی قیمت نہ گھٹا دے کہین جم کر آنسو

کیا ہوا ضبط سے لو آ گئے منہ پر آنسو — نکل آیا ہی پسینے کی طرح ہر آنسو

صورت طفل پریزاد بنا ہر آنسو — ہین عزیز اب مجھے انکھونکے برابر آنسو

تونے ڈھکا کے ہمین غیر کو ساغر جو دیا — ساقیا پی گئے ہم آنکھ مین بھر کر آنسو

پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے ہم فرقت مین — ضبط کہتے ہین کسے تھمتے ہین کیونکر آنسو

پانی پانی ہوئے ہم جھڑکنے سے دربان کی — چشم روزن سے نکل جائین گے بنکر آنسو

چل کے تلوار تری رک گئی کیون روئے ہم — بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو

رو دیا دیکھ کے تجھکو تو نہو آزردہ — پیش خورشید نکل آتے ہین اکثر آنسو

حسرت بادہ کشی بکتی ہی گریان ساقی — جام مے ہو جو گرے دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بھی ہی کسی ہرجائیکی
لیے پھرتے ہین تن زار کو گھر گھر آنسو

منہ ہی کیا آینے کا ہو جو حجاب رخ یار
توڑ دالین یہ ابھی سد سکندر آنسو

اوٹھہ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
گر پڑے چشم بط می سے زمین پر آنسو

آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی
ہو گئے شیرۂ بادام سے بہتر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پھر نادلت
تھا گہر یہ کی بنا رشتۂ گوہر آنسو

چاہیے آتش تر جام بنے پانی کے
کہ حبابون کی طرح ہو گئے ساغر آنسو

پتلیان حسرت دیدار مین یون آئین نکل
جسطرح آنکھہ سے ہو جاتے ہین باہر آنسو

عشق خال و مژۂ یار نے لی جان آخر
تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو

لاکھہ ویران ہون رکتے نہیں جانیوالے
اونکی دیوار کو دم بھر مین کرین در آنسو

جو ہو رسوا کن عاشق وہ چڑھے سولی پر
آے مژگان پہ جو ہو آنکھہ سے باہر آنسو

نقد دل دے لب خندان سے جو مانگے کوئی
صورت غنچہ ہی مٹھی مین لیے زر آنسو

پانی پانی کیا ہی بے اثری نے اس کو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پھیر دے گی مری گردن پہ چھری موج سرشک
آگئی لہر تو دکھلاے گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب مے ساقی
ابھی آنکھون سے نکل جائیگی بنکر آنسو

کوے قاتل مین اگر جاے دل بے سر و پا
ابھی دیتی ہی اوسے پاؤن تکہ تر آنسو

پانی پانی ہوا کیا دیکھکے تیرا رخ سرخ
مثل شبنم نظر آتا ہی گل تر آنسو

گردش چشم جو گہوارہ بنے فرقت مین
طفل نادان کیطرح سو رہین پل بھر آنسو

آہ کھینچوں تو بہائے ابھی پتھر آنسو
نکل آئیں شرر سنگ بھی بنکر آنسو

ای جنوں بنگئے طفلان ستمگر آنسو
ڈھیلے آنکھوں کے لگا یا کیے شب بھر آنسو

دم گریہ بھی یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد داماں نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمہ گرد یتیمی کب اوٹھاتیں یہ گہر
کیوں نہوں سرمے سے ایجان مکدر آنسو

دونو آنکھیں تری یاد آئیں تو بہنے لگے
صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہوجاے
تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنوں خیز کو نشتر درکار
آہ کھینچوں تو بہائے مژہ تر آنسو

ہجر میں آتی ہی قلقل کی صدا نالوں سے
ہیں جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہوں نظر آئیں جو شیشے خالی
روؤں ایسا کہ بھریں عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگاں سے عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرایش
دیکھ لو سرمے سے ہوتے ہیں مکدر آنسو

مثل ابرو نہیں چلتی تری شمشیر نگہ
سر بکف پنجۂ مژگاں سے ہی ہر ہر آنسو

روتے ہیں یاد رخ و زلف افشاں میں مدام
پھول ہیں دن کو تو ہیں رات کو اختر آنسو

رازداری سے بنا آب سرشک آب گہر
آستیں خشک رہی کر نہ سکا تر آنسو

یار پوچھے جو مرے شکت رسوا ہو کبھی
دست گلرنگ میں بنجائیں گل تر آنسو

کم نہیں باد مخالف سے یہ پانی مجکو
مثل کشتی نہ ڈبو دیں تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجھے فکر نہین روزی کی
آب و دانہ ہی مرے واسطے ہر سر آنسو

نہین منظور ہی روکر تمھین رسوا کرنا
لو اوٹھا لیتے ہین اولے کیطرح ہر آنسو

توبھی اے خار مژہ صورت نشتر ہوجا
وادی دل سے چلے آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجھکو
آب آہن سے ہی منظور نہانا مجھکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجھکو
صبح کا چاک گریبان دکھانا مجھکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو
مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو
ہو گنا ہون سے سیہ تو حجر الاسود ہو

۳۲	ردیف ہاے ہوز	۱۲۸

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئینہ
سیدھی ہو جائے ابھی تقدیر پشت آئینہ

دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئینہ
بخت اسکندر رہوے تقدیر پشت آئینہ

حکم ہو تو بیٹھیے لیٹون مین چوٹی کیطرح
تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا
معجزے دکھلائے گی تنویر پشت آئینہ

کیجیے داخل دل بیتاب باریکی عوض
روز سینے نالۂ شبگیر پشت آئینہ

منہ پہ آئینے کے پڑتی ہی ادھر تیغ نگاہ
آہ اپنی بھی ادھر ہی تیر پشت آئینہ

یار کے منہ پر کرو نہین آج وصف پشت پا
پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئینہ

بنگیا ہی دست سیمین صنم چاندی کا گھر — دید کے قابل ہی یہ تعمیر پشت آئینہ

ایک دو روزن بنا تا گر ترا تیر نگاہ — جھانکتی تجکو ابھی تصویر پشت آئینہ

یار کے دست حنائی نے لگا دی اوسمین آگ — آب آئینہ کرے تدبیر پشت آئینہ

عکس رخ سے تیرے آئینہ سپہر حسن ہو — نسر طائر طوطی تصویر پشت آئینہ

لو لف رنگین جانان نے قیامت یہ کیا — نور روے شمس ہی تنویر پشت آئینہ

عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کر دیا — کیمیا سیماب کو اکسیر پشت آئینہ

تم ادھر منہ دیکھتے ہو اور ادھر مین ناتوان — ہون نگاہ دیدۂ تصویر پشت آئینہ

خط ترا دیکھا تو آواز شکست رنگ سے — بول اوٹھے گا طوطی تصویر پشت آئینہ

گیا در آئے مین خدنگ عکس انگشتان یار — شکل جوہر یہ نہ نکلے تیر پشت آئینہ

سایہ سان تنکو بھی لیوا رہی فرقت کی رات — بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئینہ

جب حنائی ہاتھ اوس شکر قمر نے رکھ دیا — آفتاب آسا ہوئی تنویر پشت آئینہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین بل بے عیب جو — ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئینہ

پشت و رو یکسان نہین اوس آئینہ رو کیطرح — پیش اسکندر کرون تحقیر پشت آئینہ

تمنے انگشت حنائی رکھی جب ہنگام دید — بنگئی شمع شب تصویر پشت آئینہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی — بیٹھ پر چوٹی شب تصویر پشت آئینہ

روے آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کے — دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشت آئینہ

پیٹھ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا — جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئینہ

دل سے میرے وصف تم پوچھو صفائی پشت کے
آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئینہ

تیرے نظارے کو عکس آسا ادھر آئے نکل
ہے رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب سے مثل خط ظاہر ہوے حرف سخن
بنگئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس وے صاف ادھر سے صاف جا نکلا ودھر
خودنمائی نے کیا تصویر پشت آئینہ

ابر و تصویر اگر چھو لو فلک پر ہو دماغ
جو رخ پر چڑھ جاے یہ شمشیر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا لگا تیر دستی آپ نے
بنگئی ہر ایک اونگلی تیر پشت آئینہ

تھا جو گھر چاندیکا اب وہ بنگیا سونیکا گھر
دست رنگین مین بڑھی توقیر پشت آئینہ

۱۷	اپنے بیگانے ہوے ہین ای فرید اب کیا عجب روے آئینہ کرے تحقیر پشت آئینہ	۱۲۹

ہر عضو مسافر ہی نہین کچھ سفری آنکھ
ہے آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہے دلکش سخن ای رشک پری آنکھ
لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ

اون آنکھون مین صانع نے بھرے کوٹکے موتی
قسمت یہ ہماری ہے کہ اشکون سے بھری آنکھ

باتین جو کرو ناز سے تم منہ کو چھپا کر
سننے کے لیے کان بنے ای رشک پری آنکھ

آیا ہے مرے دل کا غبار آنسوون کے ساتھ
لو اب تو ہوی مالک خشکی و تری آنکھ

ابتک وہی رونا ہے وہی حسرت دیدار
ہم مر گئے اسپر بھی یہ کافر نہ مری آنکھ

تیار کیا خامۂ مو اپنی مژہ سے
کھینچے گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجیے دوبارہ کہ وہ کنجا ہے
ہوجاے نظر ثانی مین اوسکی نظری آنکھ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر
عینک ہو اگر سبز نہ ہو جائے ہری آنکھ

باتون کو زبان میں شل سخن منہ سے نکل جائے
نظارے کو ہو پائے نگہ سے سفری آنکھ

تیر مژۂ یار کو مژگان ہی سمجھتی
کس آنکھ سے لڑتی ہے سدا اہل بے جگری آنکھ

رفتار تو دکھلا کے زخود رفتہ بنا دو
نرگس کی طرح ہے ہمہ تن کبک دری آنکھ

دامن کی طرح چاک ہوے آنکھ کے پردے
او دست جنون سیکھ گئی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خودبین نہین ہوتے
دیکھو کہ ہے اس عیب نمایان سے بری آنکھ

کیا قہر ہوا آیت ابرو ہوی نازل
ڈرہی نکرے دعوی پیغام بری آنکھ

کشتی وہ لیے نوح کے مانند چلے آئین
طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

۱۳۰

رہتے ہین وہ زیر اشک کی جا ٹکڑے جگر کے
انروزون ہوے کان عقیق جگری آنکھ

۱۳

دم بھر جو نہ دیکھے تجھے ای رشک پری آنکھ
مژگان کی زبانون سے کرے نوحہ گری آنکھ

جم جائے تصور جو ترے بوٹا سے قد کا
پتھرا کے بنے صاف عقیق شجری آنکھ

بے انجھیے شیشے ہین سفید اشک نہین ہین
تم بادہ کشی سیکھ گئے شیشہ گری آنکھ

جاؤ جو چمن کو تو کرے فرش رہ ناز
بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسے بسمل کیا تاکا جسے مارا
اوس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نڈری آنکھ

جنبش ادھر اوسکو ہے تو گردش ادھر اوسکو
ابرو ہے کہ شمشیر سپر ہی کہ چھری آنکھ

کیا دید کے قابل ترے کوچے کی زمین ہے
ہر گام ہے نقش قدم رہگذری آنکھ

تم جھانک رہے ہو یہ تمھین تاک رہا ہی
کیون دیدہ روزن پہ اجی تمنے دھری آنکھ

کہتی ہی تری ناف و شکم دیکھ کے بلبل
رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دھری آنکھ

اے ماہ یہ سب چشم فلک کے ہین اشارے
ایسی تو نہ تھی مائل بیداد گری آنکھ

نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو
ہر رنگ مین دکھلانے لگی جلوہ گری آنکھ

گدکا کہین مہرے کا دنبالہ اوٹھائے
ہی دست مژہ مین لیے پتلی کی پھری آنکھ

دیکھے وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز
نرگس کی سیہ آنکھ ہو طوطی کی ہری آنکھ

۱۳۱	وله	۲۰

تیغ عریان پہ تمھاری جو پڑی میری آنکھ
چشم جوہر سے اجی خوب لڑی میری آنکھ

نہ ہٹی پیٹ پر اوسکے جو پڑی میری آنکھ
بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکھ

اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب
کیا بناتی ہی یہ پھولونکی چھڑی میری آنکھ

تم رہے بام پہ یان لگ گئین آنکھین چھت سے
رات گنتی رہی ہر ایک کڑی میری آنکھ

اس خجالت نے ابد تک مجھے سونے نہ دیا
ہجر مین لگ گئی تھی ایک گھڑی میری آنکھ

در دندان کی بھلا آینہ کیا جانے قدر
اسکو دکھلاؤ مبصر ہی بڑی میری آنکھ

خط رخسار نہین ہالے نگہ کے ہین نشان
عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکھ

یاد آئے جو تری تیغ کا مالا قاتل
رو کے پیدا کرے موتی کی لڑی میری آنکھ

رخنہ دیوار مین معمار بنا نا کیا تھا
تو نے روزنکی عوض کیون نہ جڑی میری آنکھ

زندگی مین تو کیا مردم آبی مجکو
دیکھون اب کیا ہو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

الف کیطرح سے زنجیر ہوئی جاتی ہی نرم
بڑتی ہی جوش جنون مین یہ کڑی میری آنکھ

کیا اسی نے یہ کیا مطلع ابرو موزون
تم جو کہتے ہو سخنگو ہی بڑی میری آنکھ

چشم مین سرمے کا دنبالہ بنا کر بولے
کیون عصا ٹیک کے ہو جا کھڑی میری آنکھ

نخل نرگس نہین تربت پہ نظارے کے لیے
آئیے دیکھتی ہی راہ کھڑی میری آنکھ

نظر آئے گی زمین کشتی دریاے فنا
دیکھ لینا جو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

باغبان نہر نہین یاد مین اک کوچے کی
رو رہی ہی یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ

کرتی ہی ایک نگہ مین لب نازک کو کبود
کیا بنا دیتی ہی مستی کی دھڑی میری آنکھ

اے تیرا جو تصور بھی تو بہر تعظیم
کیا عجب پاے نگہ سے ہو کھڑی میری آنکھ

دل پر داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا
او گئے نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

١٣٢

یاد آتے ہین مجھے حضرت ناسخ جو وزیر
کیا لگا دیتی ہی اشکون کی جھڑی میری آنکھ

١٦

جیتے جی بس وہ بت رہا ہمراہ
ابتو بندے کے ہی خدا ہمراہ

دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون
دشمن اک دوست کے گیا ہمراہ

نہین یاران رفتگان کا نشان
لے گئے کیا یہ نقش پا ہمراہ

اس مین کیا آپ کی ہی رسوائی
رہے کر مجھسا پارسا ہمراہ

تجھے دیکھا جدھر نگاہ گئی
تھا تصور زبس ترا ہمراہ

رنج تنہائی لحد نہ رہا
یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو ساتھ مشعل
ہوے بعد اپنے ہیوفا عشاق
تیری رفتار کا مین کشتہ ہون
یہ دل بدگمان نہ دیکھ سکے
تا سلامت تو آئے ای قاصد
اوسنے تنہا مجھے نہ جانے دیا
ناتوان ہی بہت غبار مرا
رہی یان گردش اور جامہ دری
گالیان جیسی دین ہین دل لیکے

کہیے تو ہو یہ دل جلا ہمراہ
لے گئے یان سے ہم وفا ہمراہ
قبر تک آئیو ذرا ہمراہ
اگر اوس بت کے ہو خدا ہمراہ
ٹھہرا اتنا کرون دعا ہمراہ
غم فرقت کو کر دیا ہمراہ
تو ذرا رہیو ای صبا ہمراہ
کاش لاتے نہ دست و پا ہمراہ
جاے گا یہ دیا لیا ہمراہ

۱۳۳	جانہ تنہا تو ای شہ خوبان ہو **وزیر** برہنہ پا ہمراہ	۱۲

سائل کا ہاتھ چوم لے دست خدا کے ساتھ
قاتل تلک پہنچ ہی گیا مین قضا کے ساتھ
رونے پہ میرے رحم کیا پر جفا کے ساتھ
جی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کے ساتھ
ڈھونڈھا ہی جسنے اوسکو تو پایا ہی آپ مین
ساقی کے آنے کی یہ تمنا ہی بزم مین

آیا ہی بادشہ ترے در پر گدا کے ساتھ
بھولے کبھی نہ راہ جو ہو رہنما کے ساتھ
بجلی گرائی خندۂ دندان نما کے ساتھ
نا آشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتھ
دیکھو کہ قرب بندے کو ہی کیا خدا کے ساتھ
دست سبو بلند ہی دست دعا کے ساتھ

وہ ناتوان ہون مور جو لیجاے یا بجنون
کھینچ جاؤن مین بھی دانۂ زنجیر پا کے ساتھ

چپ رہ کہ گفتگو ہی سے پڑتا ہی تفرقہ
ہوتے ہین دو نو ہونٹھ جدا اک صدا کے ساتھ

دربان کی ضد سے دل مین ہی مر کر ابھی ہو خاک
سو بار جاؤن روزن در سے ہوا کے ساتھ

اپنی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب
نسبت نہ دینے تھے ہمین مشک خطا کے ساتھ

ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق
آخر ہمین سے چلے گئے باد صبا کے ساتھ

۱۳۶

بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای وزیر
غیر از کفن نجاے گا شاہ و گدا کے ساتھ

۱۷

مرتبہ پاتا ہی دست سیمبر مین آئنہ
صاف آتا ہی نظر چاند یگے گھر مین آئنہ

کون دیکھے گا الٰہی اپنے منہ کو وقت صبح
شام ہی سے ہی تمناے سحر مین آئنہ

دیکھے دل اوس سنگدل کو سخت پچتاتا ہون مین
کیون دیا مینے کف بیداد گر مین آئنہ

جوہر وین اسکے ای قاتل مجھے دھوکا دیا
صاف مین سمجھا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ

ذوق ایسا خود نمائی کا ہی روے یار کو
بنگیا مصحف جیب مین اور صفر مین آئنہ

میرے قاتل کو ہوا ایسا ہی خود بینی کا ذوق
اب عوض خنجر کے رکھتا ہی کمر مین آئنہ

پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
آنکھ ہو تو دیکھ ہر برگ شجر مین آئنہ

گھر مین اوسکے جابجا عاشق ہین یون حیران کھڑے
نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ

یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار نے
جا کے رکھ آیا مین اوسکے رہگذر مین آئنہ

صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

پشت پر اوسکے لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکھتا روزن بنا کر اپنے گھر مین آئنہ

دیکھکر مجھ ناتوان کی شکل کیا رسوا ہوا
ناتوان مین بن گیا اسکی نظر مین آئنہ

پڑ گیا گر پرتوِ آب و ر دندان یار
ڈوب جائے گا ابھی آب گہر مین آئنہ

پڑ گیا جو عکس ابروے سیہ قاتل نے کہا
دیکھ لو رکھتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکھ سکا خط مین نہ جب وصف صفاے روے یار
دے دیا آخر کو دستہ نامہ بر مین آئنہ

رکھکے عارض اوسپہ سویا تھا جو وہ آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بھر مین آئنہ

١٣٥

خال رخسار صنم دیکھا تھا اک دن اے فریر
آج تک رکھتا ہی داغ اپنے جگر مین آئنہ

١٧

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئنہ
اب ید بیضا ہوا اسکی نظر مین آئنہ

جوہر آئینہ آئے گا نظر موے کمر
امتحانا آپ رکھ دیکھین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکھا کمر کے متصل
ہو گیا دھوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرویون کے بھی یان ہوتے نہین یکسان نصیب
کاٹھ کے گھر مین کوئی چاندی کے گھر مین آئنہ

دیکھتا ہون اوسکو پھرتے دست خوبان مین سدا
گھر سے گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئنہ

دیکھکر قد رخ ترا دیکھا تو حیرت ہو گئی
ہی عوض گل کے نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتے ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر
دیکھ لے ہوتا ہی ایک دل سبکے گھر مین آئنہ

تو دکھائے گا اگر روے عرقناک اے صنم
اشک بھر لائے گا اپنی چشم تر مین آئنہ

جا نہین سکتی مری حیرت سراپے چاندنی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

ایکدم پھیرا جو منہ اپنا دکھا کر یار نے / بیقراری سے نہ ٹھہرا اپنے گھر مین آئینہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسے آفتاب / بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئینہ

چشم بد سے دیکھے گر سوے دندان یار / ڈوب جائے ای خدا آب گہر مین آئینہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکھا نہین / تول لیتا ہی اوسے اپنی نظر مین آئینہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار / چھپ گیا ان طوطیون کے مشت پر مین آئینہ

ہاتھہ مجھہ بیخود کا سر کاٹے نکیون عارض دیکھ / کوئی بھی دیتا ہی دست بخیہ گر مین آئینہ

ہاتھہ وہ رخسار پر رکھے ہوے بیٹھا جو تھا / مین یہ سمجھا ہی کف رشک قمر مین آئینہ

١٣٦	رکھیو وحشت مین قدم اپنا سنبھلکر ای وزیر ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئینہ	١٥

شوخی تو دیکھو کہتے ہین لپٹے چھپا کے ہاتھہ / ہین آج دست غیب ترے آشنا کے ہاتھہ

اسمین ہی کیا گناہ نہ بگڑو ہٹا کے ہاتھہ / ہین مصحف عذار پہ مجھہ پارسا کے ہاتھہ

آ پونہچی صبح اپنا گریبان پھاڑ کر / مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹھا کے ہاتھہ

چھوتا ہی خط سبز کو کیا غیر سبزہ رو / قسمت سے کاہ لگ گئی ہی کہربا کے ہاتھہ

پونہچاے ہڈیان سگ دلدار تک مری / لیجاے چونچ مین جو نہین ہین ہما کے ہاتھہ

کہتا ہی دل ہر الف رنگین پہ رکھکے یار / کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کے ہاتھہ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کے نوچ کر / ای تیغ شاخ گل تو عوض لے اوڑا کے ہاتھہ

محشر مین میرا ہاتھہ گریبان ہی آپ کا / دامن سے اب تو جاتے ہوے چھوڑا کے ہاتھہ

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
اولٹین جو آستینین تو اک صف اولٹ گیی
ہین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر
ہی آرزو سے قتل ابھی دم ندو مجھے
دیکھو تو کیا ہی دست نگر تجکو کر دیا
تیرے دہن کے مجسے مضامین نبندھ سکے

موسی کو دیدیا ید بیضا جلا کے ہاتھ
تیغ برہنہ ہو گیی اوس دلربا کے ہاتھ
ساقی ادھر بھی ایک پیالہ بڑھا کے ہاتھ
چھوٹا ہی ہیچ تو لگا و بڑھا کے ہاتھ
کس ناز سے وہ کہتے ہین مجکو دکھا کے ہاتھ
جاتے رہے ہین غیب کے مضمون آ کے ہاتھ

۱۳۷	دیندار ہم اوسی کو سمجھتے ہین ای وزیر دنیا سے جو کہ بیٹھ رہا ہی اوٹھا کے ہاتھ	۶

خط کو جانبازون کے درکار ہی کب سر نامہ
گم ہوا لکھتے ہی حال تن لاغر نامہ
دیکھیے خط یہ نہین چاند سے رخسارون پر
گم ہوا ضعف سے ہین کمین ڈھونڈے نملا
ہی مزا اگر لطمی خط سوے ساقی لیجاے
نہ اوٹھا ضعف کے مضمون سے زہین گیر ہوا

میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ
بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ
دو نو آئینون یہ لکھا ہی سکندر نامہ
قاصد یار لیے پھرتا ہی گھر گھر نامہ
لطف ہی پڑھ کے سنا دے لب ساغر نامہ
بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

۱۳۸	ردیف یا	۱۴

وہ پر بیزار منانے سے خفا ہوتا ہی
آنکھین وہ دیکھ کے دم اپنا فنا ہوتا ہی

اب سلیمان بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہی
آج بیمار سے بیمار جدا ہوتا ہی

آبلے روتے ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی
ترک مطلب سے جو مطلب ہی مرا ہوتا ہی
آئینے کی وہین کھل جاتی ہی ساری قلعی
قفس تن مین نہ گھبرائیو اے طائر روح
جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی
نہین معشوق بھی آزاد گرفتار سے ہی
راتدن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم
کونسے جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون
یا تو آتے ہی نہ تھے آتے تو کرنے لگے قتل
ہون وہ لاغر کف جانان جو رکھتا ہو نہین ہاتھ
توڑ کر آئینۂ دل کو بناتے ہو عبث
دم بھی آتا ہی مرے لب پہ تو بس کہ رک کر
کوئی ہمچشم نہین میری سیہ بختی کا
شاخ طوبی اسے کہیے تو بجا ہی مطرب

کوئی کانٹا جو کف پا سے جدا ہوتا ہی
ہاتھ اوٹھانا ہی مجھے دست دعا ہوتا ہی
تیرے چہرے کے مقابل جو ذرا ہوتا ہی
جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی
بولا فرہاد کہ مرنے مین مزا ہوتا ہی
ہاتھ مہندی ہی کے حیلے مین ہندھا ہوتا ہی
کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہی
مجکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی
وصل مین بند یان بند جدا ہوتا ہی
طائر رنگ حنا رشتہ بہ پا ہوتا ہی
اب سکندر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہی
ایکدم بھی وہ اگر مجھسے رکا ہوتا ہی
مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سے گرا ہوتا ہی
خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

۱۳۹	سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین فرید سیکڑون بار اجل آئے تو کیا ہوتا ہی	۱۱

جو کہ طائر ترے صدقے مین رہا ہوتا ہی — اے شہ حسن وہ اوڑتے ہی ہما ہوتا ہی

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہی
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرونکو قفس مین بھی ذرا چین نہین
روز دھڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجھے تاریک نظر آتے ہین
جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی

اور بھی صاف ہون ای چرخ ہم آئینہ خصال
خاک مین تو جو ملاتے ہمین کیا ہوتا ہی

پوچھہ لے تو دہن زخم سے میرے اکدن
پھل مین تلوار کے قاتل جو مزا ہوتا ہی

صورت ماہ نو آتا ہی پہ مہینے پیچھے
انھین باتونسے تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی
جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذرے کو نہین ہوتی ہی جنبش بیحکم
بت جو پھر جاتے ہین اللہ پھرا ہوتا ہی

جان کر میرا تن زار وہ ٹھکراتے ہین
کوہی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہی

سبکی نظرون سے گراتا ہی دلا دست سوال
ہاتھہ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

۱۴۰ — ولہ — ۱۹

ای خیال گیسوء جانان تری تاثیر سے
کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سے

ہم تو پیاسے ہین کہ اپنی پیاس کی تاثیر سے
آب جاری ہو ابھی قاتل تری شمشیر سے

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سے
کاٹ ڈالین گے گلے کو اکدن شمشیر سے

کون خوش چشم اوسکی آنکھونکا بھلا وحشی نہین
بیشتر آہو بھی دیکھے ہین بندھے زنجیر سے

وصف گلرویان کیا کرتا ہون مین رنگین بیان
عندلیبو پھول جھڑتے ہین مری تقریر سے

پردہ حیرت اوٹھا دیتا اگر یہ جوش عشق
آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتھ مین شمشیر تیز
ہو ابھی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سے ترے کھاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہین ہی اے پری زنجیر سے

مجھسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سے نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجھمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹھائے آئیے
تا ہو خاطر ملد رخاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنے لگتے ہین نخچیر سے

رات بڑھ جائے جو یاد زلف مین نالان ہو عزیز
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

برچھیان ماری نگہ نے زلف نے پھینکی کمند
تیغ سے ابرو نے مارا اور مژہ نے تیر سے

باندھتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہو گیر سے

ابر سے پانی جو مانگے اپنی کشت آرزو
آگ برسانے لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ ہمین ہین جو تری تصویر پر بھی ہین نثار
انس بلبل کو بھلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتے ہین وہ ہی ہماری سرنوشت
قتل ہونگے ایکدن ظالم تری شمشیر سے

اے ستمگر تیری ابرو کے ہزارون کشتے ہین
اس کمان کو دیکھیے نسبت قضا کے تیر سے

۱۴۱	ہمسری کی تھی جو اوس ساق بلورین سے فریہ شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے	۱۹

کی مرے ہاتھون نے بیعت حلقۂ زنجیر سے
سلسلہ میرا ملا زلف بت بے پیر سے

چاہیے اے نشۂ وحشت تری تاثیر سے
دور ساغر ہووے پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان اے گل تری تقریر سے
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

ای جنون مجھ وحشی بدمست کی تاثیر سے
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکھون مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندھ دے زنجیر سے

طفلی مین لکھتا تھا تیر ورق کے ناکر تو قلم
تھی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرنے لگون
شمع بھی خاموش ہو جائے مری تقریر سے

تھک گئے ہین پاؤن اوڑ جاتی نہین سرگشتگی
سر مرا پھرنے لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکھتے ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکھیے کب ہم بغل ہوتے ہین اوسکے تیر سے

جب صفت وحشت مین کی اوس شکس شمع طور کی
لن ترانی کی صدا آنے لگی زنجیر سے

ہاتھ مین لے گا کمان و تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہوگی خانے مین کمان کے تیر سے

منفعل ہوتا جو تیرا خال ابرو دیکھتا
مانگتا پرواز کو زاغ کمان پر تیر سے

گرنہ بدخلقی سے کچھ ہو مار رکھے خلق سے
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا شرگان جانان کے تصور مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر بار اٹھانے تیر سے

کشتہ ہوتے ہین عدو سنکر مرے اشعار کو
خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سے

میری مشت خاک پر آئے جو وہ جا نہ پائے
آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سے

اسقدر تیرافگنی کر ای مرے ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجائے چوب تیر سے

قصۂ فرہاد کے دھوکے مین حال اوسنے سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنے بھی کس تدبیر سے

۱۴۲	گیسو پر پیچ کے پھر پیچ مین آیا وزیر صاف ہم پر کھل گیا او مجھی ہوہی تقریر سے	۱۲

حنا سے سرخ جو تیری کف ای سرو رعنا ہی
عیان ہی پشت پا سے رنگ لطف کف پا ہی

نگہ بیتاب ہو کر یون سوِ خال سیہ دوڑے
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سے دانے پہ گرتا ہی

بھرے ہین اشک چشم تر مین یون ہوتا نہین ہو ہمین
بچشم غور دیکھو بند اک کوزے مین دریا ہی

ادا سے پنجۂ پر نور رہا تھے پر نہین رکھا
یہ اسنے لوح پر قرآن کی اللہ لکھا ہی

زمین شعر مین بڑھ بڑھ کے نیر اپنے گڑ گئے ہین
قلم نے یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہی

خجالت سے رہی ہی سرکشی عہد جوانی کی
قد خم گشتہ سے ہر پیر اپنے پاؤن پڑتا ہی

نکھون ہو سنبلستان بہشت دود آہ سوزان سے
تری زلف پریشان کا دل حبشی کو سودا ہی

نگہ دزدیدہ سوے غیر یون کرتی ہین آنکھین
نہان جسطرح بد پرہیز یان بیمار کرتا ہی

قطعہ

صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجھسے
ہر اک دانت اوس سے یون بیساختہ دکھلائی دیتا ہی

عیان ہین جا مروارید درج لعل سے گویا
نمایان چشمۂ حیوان مین یا عقد ثریا ہی

عرق آلود رخ ہی چاندنی ہر بوند اک ... سے
کہ گویا گوہر اک دریائے نورانی مین ڈوبا ہی

۱۴۳

ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت
وزیر اب عالم وحشت مین بھی میرا یہ رتبا ہی

۱۱

کیا ہی گناہ جام مین گر یان شراب ہی
زاہد فلک کے شیشے مین بھی آفتاب ہی

آنکھون کو کب ہی تاب ادا سے دیکھین بے نقاب
گویا کہ ہی حجاب جو وہ بے حجاب ہی

ریگ رواں کیطرح نہین اکدم قرار
ہم خاک ہو گئے پہ وہی اضطراب ہی

نقطے مثال قطرۂ باران ہین سطر برق
مضمون اشک چشم سے نامہ سحاب ہی

اسی طفل نے سوار نجا اور ایکدم
یان شہسوار عمر بھی پا در رکاب ہی

ہستی جو رات ہی تو ستارے ہین اوسکے دانت
سایہ جو چاندنی ہی تو رخ ماہتاب ہی

دنیا کو کچھہ ثبات نہین مثل نقش آب
چشم فنا سے دیکھہ کہ دریا حباب ہی

جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہو
یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہی

کرتے ہین جس سے بات وہ دیتا نہین جواب
ہر اک سخن ہمارا اگر لا جواب ہی

نے عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا
گل ہی اگر بدن تو پسینا گلاب ہی

١٤٤	جس شی کو دیکھہ آنکھہ سے خواب و خیال جان بیداری اے وزیر یہان عین خواب ہی	٢٤

کیا دیوانہ سبکو اوس پری نے ہاتھہ کے تل سے
مسخر کر لیا ہی عالمونکو ایک فلفل سے

لبون پر دم ہی اور عشق مزہ جاتا نہین دل سے
چڑھ آئے آب خنجر منہ مین کہدو میرے قاتل سے

جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹ گئی دل سے
ہوا ہی صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سے

لب شیرین کو کہتا ہی نہین کم نقل محفل سے
شکر رنجی نہین باقی نہ رہتی ہی مرے دل سے

پھونکا جاتا تھا میرا جسم سوز آتش دل سے
بجھی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سے

مری محفل مین پھر میکشی وہ آفتاب آیا
فلک سے مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے

عیان ہی آتش رخسار لیلی صاف شعلے سے
چراغ قبر مجنون کیا بنا ہی گرد محمل سے

رہین گر دور محبوب انس کچھہ اونسے نہین ہوتا
نہین پروانے کو الفت چراغ ماہ کامل سے

بغل مین یار ہی دیوانے کیا پھرتا ہی صحرا بن
صدا یہ آرہی ہی اپنی زنجیر در دل سے

بچھی ہے چادر مہتاب اوس مہ کے چھپر کھٹ مین
بجا ہے مانگے گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے

ہمین ہر طرح سے یارونکی ہے مد نظر خاطر
چمن مین دیکھتے ہین روے گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاٹتی ہے یہ ہمارے سنگ مدفن کو
مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے

نظر کی اوس پری نے جسنے ہوا تیرا وہ دیوانہ
اثر مین نقش پا افزون ہے کہ مین ہے نقش عامل سے

قسم قرآن کی اسبات پر اے طفل کھاتا ہون
ترا چھوٹا سا یہ مکھڑا نہین ہے کم حمائل سے

ہمارے سلسلے سے کوئی دیوانہ نہین باہر
ہے مجنونکو بھی بیعت اپنے ہاتھونکی سلاسل سے

سفر مین سچ ہے سبکی دوستی کا حال کھلتا ہے
پھر آئے آشنا سارے ہمارے پہلی منزل سے

عبث لکھوا رہا ہے اوس پری تعویذ الفت کو
مکان تیرا نہین کم خانۂ نقش حامل سے

نہایت میرے اشکونکی جھڑی پر غیر ہنستے ہین
گرے بجلی الٰہی اب مری بیتابی دل سے

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہے گردون پر
خدا جانے ہے الفت مجکو کس مہرہ شمائل سے

یقین یہ ہے مری تاثیر وحشت سے وہ مجنون ہو
کوئی لیلی بنائے گر دل دیوانہ کے گل سے

جنون تھپڑ پہ مین نے مر پہ بھی یہ بد دماغی ہے
دھرا ہے پھول چھاتی پر وہ بھی کم نہین سل سے

ہوئی بدنام ناحق یہ ہمارے دلکی بیتابی
سپند آسا نکالا یار کی گرمی نے محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکھین ہجر کی شب مین
نکلتا ہے عوض اشکون کے روغن آنکھ کے تل سے

١٤٥ — تصور جلوہ فرما ہے وزیر اوس روے خندان کا
صدائے خندۂ گل آرہی ہے گلشن دل سے — ٥

مرنے پر بھی ساتھ رنج گردش افلاک ہے
خاک ہو آرام چرخ سفلہ زیر خاک ہے

سبزۂ خط جلوہ گاہ روے آتشناک ہے | چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہے

بادہ خوارون کے لیے یہ گردش افلاک ہے | مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہے

کسقدر مرنے پہ دل بیتاب زیر خاک ہے | ہین فلک ساکن زمین مین گردش افلاک ہے

خاکساری زیر کر دیتی ہے ہر مغرور کو | دیکھلو اہی سرکشو کو دونکو زیر خاک ہے

چہرۂ گلگون ہے گلشن آنکھین ہین نرگس کے پھول | برگ نرگس ہین بھوین اور شاخ نرگس ناک ہے

ہجر مین تار شعاع مہر ہے اشکون کا تار | چشمۂ خورشید تابان دیدۂ نمناک ہے

۱۴۶	وله	۲۵

سولاے قصہ خوان فرقت کی شب یہ کہانی ہے | ترے زانو ہی کے تکیے پہ مجھکو نیند آنی ہے

ہوے پوشیدہ ہم نظرون سے ایسی ناتوانی ہے | شکست رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہے

حنائی ہاتھ کی تاثیر سے کیا سرخ پانی ہے | مرے قاتل کو ہاتھونکا بھی دھونا خونفشانی ہے

کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہے | پسینا منہ پہ جو آیا ہے یہ سونے کا پانی ہے

کتابی رخ ترا ہے جان جان قرآن ثانی ہے | تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہے

مرا کچھ حال کہکر ذکر مجنون کرتے ہین عاشق | کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہے

دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آب آہن پر | بس مرون بھی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہے

یہین اب مچھلی کا چھلا یار کی اونگلی مین پہناو | بہت بیتاب و مضطر ہون یہی میری نشانی ہے

عجب اوس غیرت خورشید کی ہے گرم رفتاری | زمین پر ہر نشان پا چراغ آسمانی ہے

مسی ہے رات اگر تو ہین ستارے انت سب تیرے | جو مکھڑا چاند سا ہے تو دوپٹا آسمانی ہے

ہنسے دیتے ہیں ساغر قہقہہ زن شیشہ می ہین
گلے مین آج جو ساقی کے جوڑا زعفرانی ہی

نہین آتا ہی میخانے مین اب مینائی ساقی
مچا دے شور قلقل اب یہ کیا چپ کے ہانی ہی

وہ نالان ہون اور جب تنگ آواز آئے نالونکی
مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہی

رہے ہم بیخبر بیٹھے کنارے گور کے پہنچے
دلا عمر روان مین جاف کشتی کی روانی ہی

نفس دزدیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر
نہین تا نفس بھی مجھکو ایسی ناتوانی ہی

لکھا ہی اوسکے گھر جانیکا مضمون اشتیاق السیا
صبا کیطرح از خود میرے نامے مین روانی ہی

بلمع یار کیون ہی اس قدر مچھلی کے چھلے پر
مگر چاندی کی مچھلی کے لیے سونے کا پانی ہی

توانائی کبھی نہ دیکھ اپنے نہین سکتی
ہمارے ضعف کو انزوون جلکم پاسبانی ہی

کہین گل سے زیادہ سرخ ہی رنگ اوس مہوش کا
اگر سائے کو بھی دیکھو تو رنگت ارغوانی ہی

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین گے نہ تڑپین گے
ہمین بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہی

مری حالت پہ چھوٹون بھی وہ بت رو تو سمجھا دون
جو بارش معنیہ کی ہو سمجھون خلق اکی مہربانی ہی

جدائی درمیان ہین لاتی ہین ظالم تری باتین
کہون کیونکر نہ منہ پر تیرے ہونٹونکی زبانی ہی

حقیقت جو ہی میری نقش پا سے میرے ظاہر ہی
مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سے منہ ملاتے ہو منہ دیکھے کی الفت ہی
زبان منہ مین نہین دیتے فقط الفت زبانی ہی

۲۴	مین وہ طوطی نہین گویا کرے آئینہ جو مجکو وزیر الطاف ایزد سے یہ میری خوش بیانی ہی	۱۴۷

انکھین لڑا مین ہمنے جو اک خانہ جنگ سے
آئی صدا شکست کی چہرے کے رنگ سے

گھبرا کے یون وہ اوٹھہ گئے میرے پلنگ سے
جیسے کوئی غزال کرے رم پلنگ سے

زاہد جہاد کرتا ہون مین زور رنگ سے
آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے

ہر صید کو ہی عشق مرے خانہ جنگ سے
اوڑتا نہین ہی دیکھہ لو طوطا تفنگ سے

سمجھا ہون میل سرمہ اسے مجکو دیکھنا
آنکھین رگڑ رہا ہون تمہارے خدنگ سے

اللہ رے ادب کبھی نام بتان نہ لون
جبتک مین کلیان نکرون آب گنگ سے

بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے
پڑھیے نماز کرکے وضو آب گنگ سے

گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون
چھاتی پہ میرے پھول زیادہ ہی سنگ سے

وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آے
نکلے شراب تاک سے اور شیشہ سنگ سے

کاٹے گی خوب غیر کو ای یار دیکھنا
تلوار تیز کر مرے مرقد کے سنگ سے

دیکھے جو اوسکو چہرۂ جانان نظر پڑے
آئینہ گر بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی سے ایک جام کی بس آرزو رہی
شیشے بنے بھی سنگ سے ٹوٹے بھی سنگ سے

دل چین زلف یار سے نکلا نہ عمر بھر
کچھہ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سے

باہم اگر ہون شیشے تو خوف شکست ہی
نازک دلونکو صلح زیادہ ہی جنگ سے

وحدت بچاے غم سے اگر دین دوئی کو چھوڑ
سر گشتگی کو کام نہین پاے لنگ سے

چھوڑے جو اپنے ہاتھہ سے وہ شوخ مست ناز
آواز قلقل آئے صداے تفنگ سے

موتی ہین دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن
کچھہ کم نہین ہی گیسوے پرخم نہنگ سے

مطرب بجاے آب ہون گر مجھہ حزین کے اشک
آواز گریہ آے تری جلترنگ سے

جا نکلون کوی یار مین سو بار اگر ہوون دفن
کنج مزار کم نہین مجکو سرنگ سے

مانند شمع پونہچے عدم کو کھڑے کھڑے
استادگی ہماری فزون ہی شلنگ سے

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور
بجلی گرادے شعلۂ آواز زنگ سے

بلبل نکل قفس سے کہ آ پونہچی فصل گل
پرواز سیکھ لے مرے چہرے کے رنگ سے

وہ صید ہون اگر مین کھاؤنگا اپنے زخم
چلائیگی کمان بھی زبان خدنگ سے

۱۴۸ — اوس سرو خوشخرام کا قمری ہون ای فرمیر
چلتے تھے جسکے ساتھ شجر پاے لنگ سے — ۲۹

ہرگز نہ بھر رزق پھرے عار و ننگ سے
گر آسیا بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سے
مانگونگا میکشی کو پیالا تفنگ سے

روشن چراغ دیکھ کے جا لپٹے چنگ سے
پروانون کو شب دسنے لڑایا پتنگ سے

بھر دے عوض شراب کے ساغر کو بنگ سے
گاڑھی چھنی ہی ساقی اب اک سبز رنگ سے

الفت جو ہی مژہ سے وہ کھاؤن مین بارکو
سر لگاون میل کے بدلے خدنگ سے

تیر فگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد
سرمہ لگاوے آنکھ مین میل خدنگ سے

گرمی سے خال رخ پہ تمھارے عرق نہین
ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سے

وہ رحم دل ہون دل بھی پہلو مین چور ہو
شیشہ بھی ٹوٹے گر مرے مرقد کے سنگ سے

صد چاک ہو وہ دل نہو جس مین کہ تیری یاد
یارب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹے وہ سنگ سے

ٹوٹے نہ دانہ بھی اثر ضعف سے مرے
بالفرض آسیا بنے تربت کے سنگ سے

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رویا لپٹ لپٹ کے مین تربت کے سنگ سے

آیا ہی میکدے مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پھوڑتے ہین شیشے سنگ سے

پتھر پڑین جنون کہ نہ مینے شراب پی
شیشے نہ جب تلک بنے لڑکو نکے سنگ سے

ان آئینہ رخون کا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بنائے جو آئینہ سنگ سے

موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو تبو سے انس
کیا رابطہ ہی دیکھو ترازو کو سنگ سے

دیوانے ہونکے دیکھ کے بادام چشم یار
از خود سر اپنا پھوڑین گے بادام سنگ سے

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قبائے یار
غنچے کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سے

جس بزم مین ہو شیشہ فلک ساغر آفتاب
پونہچا وہان مین نشۂ مے کی ترنگ سے

فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سے

ہون وہ پتنگ شکوہ نہ آوے جو مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پھرے پائے لنگ سے

اوس شمع رو کو پاس ہی عاشق کے نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سے

ای موت جلد آکہ یہ قصہ کہین چلے
نفرت ہی اوسکو صلح سے اور مجکو جنگ سے

کس طرح سے بچین مرے بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار انہین کم نہنگ سے

ای شام وصل ہون کہین آنکھین مری سفید
آ پہونچی صبح مرگ تری اس فرنگ سے

گرمی کی اوسنے بھی تجھے اللہ ری نازکی
جلنے لگین ہتھیلیان مہندیکے رنگ سے

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسے یار
صیقل اس آئنے مین نظر آئی زنگ سے

کھولیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑ کے آئیگا طوطا تفنگ سے

منہ کو ادھر لگایا جو تو نے تفنگ سے		تیرا ادھر لب معشوق ہو گیا
۲۰	ہر آن ضعف سے ہر دگرگون وزیر رنگ تصویر بھی کھنچے گل رعنا کے رنگ سے	۱۴۹

مری تربت پہ شور بلبلان ہر	چراغ قبر شاید گلفشان ہر
سگ جانان کی خاطر استخوان ہر	ہما تب بے بلایا میہمان ہر
بدن وہ روح کا جسپر گمان ہر	گلے سے پان کی سرخی عیان ہر
بدن مین اوس سہی قد کے ہو گیا تل	الف مین دیکھو نقطہ کہان ہر
اگر دیکھے اودھر تنکے چنے برق	ہمارا اوس چمن مین آشیان ہر
جہان اے ماہ تو ہر جلوہ فرما	زمین کا ہیکو ہر وہ آسمان ہر
بہا دریا سے خون چشمون سے ایسا	جنازہ خود بخود میرا روان ہر
چمن مین نوچے ہین صیاد نے پر	بہار گل ہر اور اپنی خزان ہر
سبکروحی سے بوے گل بنا ہون	وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہر
زبس رہتا ہر تیرا نام لب پہ	دہن پر میرے خاتم کا گمان ہر
عجب انداز سے بیٹھا ہر وہ ماہ	کہ کرسی پر گمان آسمان ہر
کوئی یوسف ہر اوس چاہ ذقن مین	نہین خط گرد اوسکے کاروان ہر
کوئی ڈرتے مین سر کٹنے سے ہم مست	کہ سر شیشے کی گردن پر کہان ہر
کرون نالہ تو دم بلبل کا پھڑکے	برنگ برگ گل میری زبان ہر

ہی سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا
دوپٹا آسمانی آسمان ہی

ہین ایسے کفش پاے یار ہین گل
جہان وہ پاؤن رکھے بوستان ہی

ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو
تری تلوار شاخ زعفران ہی

ہماری ہڈیان کھانا سمجھکر
ہما آخر ترے بھی استخوان ہی

رہے ہم اس چمن مین خانہ بردوش
وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

وزیر اسنے نہ کی کچھہ دستگیری
ہمارا ہاتھہ ہی اور آسمان ہی

دے مجھے خلعت شہادتکا خدا کیواسطے
تیر کا دستہ منگا میری قبا کے واسطے

شاخ سے گل نکلے تیری کفش پا کیواسطے
باغ مین کنگھی اوگی زلف دوتا کیواسطے

کی سگ جانانکی خاطر استخوانکی احتیاط
قینچیان لگوائین تربت پر ہما کیواسطے

بعد مردن قبر مین بھی لائی بوے زلف یار
ایک دو روزن بنا دینا صبا کیواسطے

ہم فقیرونکے نہ کہاے سگ بھی ہرگز استخوان
ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کے واسطے

اوڑنے دین کسطرح اے ظالم اگر ین ہاتھہ کی
دام ہین یہ طائر رنگ حنا کے واسطے

چاندنی چھٹکی ہمارے اشک کے سیلاب سے
راتکو روئے جو ہم اک مہ لقا کیواسطے

ہون وہ میکش گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن
ہر سبو نے ہاتھہ پھیلائے دعا کیواسطے

پیرہن بھی گر رنگے اپنا تو مٹی مین رنگے
خاکساری چاہیے اتنی گدا کیواسطے

کردیا ہی غم نے کاہیدہ مجھے کیا ہی عجب
استخوان تن سے جو نکلین کہربا کیواسطے

اوسکا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہمسے جنون
سنگ مقناطیس ہی زنجیر پا کیو واسطے

ہون وہ پیاسا اشک بھر کر اپنی آنکھون مین پیون
ہاتھ پھیلاؤن نہ مین آب بقا کیو واسطے

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچھ آرزو
گر دعا مانگے تو ترک مدعا کیو واسطے

ہو گوارا رنج اونہین جنکو ہو آرایش پسند
ہاتھ بندھوائین حسینین رنگ حنا کیو واسطے

روؤن جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفان کا
ناخدا دینے لگے مجکو خدا کیو واسطے

ہو کے زخمی اپنے قاتل سے یہ مین راضی ہوا
سیکڑون منہ ہو گئے پیدا دعا کیو واسطے

١٥١

بخش دے اپنے کرم سے ای خدا جرم فرید
مصطفی کے واسطے اور مرتضی کے واسطے

٢٥

کعبۂ ابرو دکھا او بت خدا کیو واسطے
شکل مژگان ہاتھ اوٹھائے ہون دعا کیو واسطے

یارب آئے باغ مین وہ گل حنا کیو واسطے
ہاتھ پھیلائے ہین شاخون نے دعا کیو واسطے

ضعف نے ایسا گھلایا ہی اوسے ملتے نہین
استخوان میرے ہوئے عنقا ہما کیو واسطے

ماہ تابان تجھ ہی اور تیری قبا مہتاب ہی
چاہیے دستہ ستارونکا قبا کیو واسطے

ہون وہ دیوانہ مر اچھلا جو لے تو ہاتھ مین
ای پری وہ طوق ہو بند حنا کیو واسطے

سیکڑون گل پس گئے اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کیو واسطے

کیا برابر میرے سینے پر لگائے اوسنے تیر
بس یہی دستہ مناسب تھا قبا کیو واسطے

لاکھ دروازہ کرے تو بند خط بھیجین گے ہم
روزن دیوار بھی در ہی صبا کیو واسطے

تیری آہ شوق مین ہمدرد صبا لاغر ہو گیا
بنگیا مژگان مین چشم نقش پا کیو واسطے

دستگیرونکا نہ احسان ضعف نے ہونے دیا
ہاتھ اوٹھہ سکتا نہین میرا عصا کیواسطے

جوکہ قانع ہو وہ بچ جائے فریب نفس سے
دام کب صیاد پھیلائے ہما کے واسطے

بار احسان ہے جو سر پر استخوان ہون چور چور
سنگ ہے سایہ ہما کا مجھہ گدا کے واسطے

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکھون کبھی
استخوان تن سے نکل آئین ہما کے واسطے

ہے مری پیکرہ ہلا دون عرش کی زنجیر کو
جب کرون نالے تری زلف دوتا کیواسطے

سچ تو یہ ہے آدمی سا کوئی خود مطلب نہین
کی عبادت بھی تو حور مہ لقا کے واسطے

خرمن عالم مین جو دانہ مری قسمت کا ہے
برق کی خاطر ہے کب ہے آسیا کیواسطے

اوٹھہ کے بتخانے سے کعبے کو اگر جانے لگون
برہمن دینے لگین مجکو خدا کے واسطے

ڈھانکتے ہین منہ کو اپنے چادر مہتاب سے
روتے ہین آنکو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تک ہے یہان اہل سعادتکی بھی قدر
بعد مردن ہے مگس رانی ہما کے واسطے

اونکی آرایش یہان ہے جو کسی قابل نہین
ہے حنا اس باغ مین بہر دست و پا کیواسطے

زخم کھاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون
غیر کا احسان نہ لون آب و غذا کیواسطے

ہجر کی شب صبح ہونے کی کرون گر آرزو
پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کے واسطے

اپنی گردنکو جھکائے ہے مہ نو دیکھ لے
خوب رو پیدا ہوے شرم و حیا کیواسطے

کفش نوگر توہین کر روندے قبر عاشقان
سر نکالین دوست دشمن زیر پا کیواسطے

اشک خونین سے ہے گلگون رخت عریانی فرید
رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کے واسطے

منزلت ہی مثل کعبہ ابرو خمدار کی
طوف گردش سے کیا کرتی ہین آنکھین یار کی

بل بے گرمی آتش رنگ حنائے یار کی
بنگئی نی ہاتھ مین منقار موسیقار کی

کرتے کچھ تعریف تیغ ابرو خمدار کی
کر دہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا پاے گلگون سے ہماری قبر کو
چادر گل نقش پاے یار نے تیار کی

عکس دندان سے بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سے پوچھیے قیمت تیری تلوار کی

آستین سے گر ہوے باہر مرے دست جنون
دھجیان اڑتی پھرینگی دامن کہسار کی

کفش زرین سے ستارے جھڑتے ہین وقت خرام
سیر دیکھو اب زمین پر کوکب سیار کی

دخل کیا ہی حشر تک چمکے جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دھوم ہی اوس مغربی تلوار کی

روزن کے تے ہین نظر اشکو نمین موتی کیطرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آئے جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقے ہون پھر پھر کے تصویرین در و دیوار کی

عندلیبین بلبلونکی طرح غرق آب ہین
بے ترے روتین یہ آنکھین نرگس بیمار کی

اپنے قد کا وہ لب جان بخش سے کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتے روتے مرے گذرا ہجر مین سیلاب اشک
حالت اب مثل کف دریا ہی پان دستار کی

دیکھی دریا مین سکندر کی جو تپلی ردی و
تپلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر عضو سے
آے گی آواز یا غفار یا غفار کی

بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر
دھوم ہی ملک معانی مین مرے اشعار کی

کچھ حقیقت سینے میرے دیکھے چشم یار کی
پوچھیے بیمار سے حالت جو ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جو پڑتی ہی کسی میخوار کی
ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کھا کے زخم نوک مژگان ہو نگا ابرو سے شہید
نیزہ بازی ہو کے نوبت آئیگی تلوار کی

ہو گئی صیقل بھی ظالم بارہا بھی کھی کبھی
تو جو بگڑا ہمسے بن آئی تری تلوار کی

گھر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان
حور تو غلمان ہین تصویرین در و دیوار کی

اوسکے رخ کو میرے داغ دل کو باندھین آفتاب
لکھین تعریف ایک شاعر نور کی اور نار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار بھی مرنے لگے
برہمن زنار پہنا دے کفن کے تار کی

چشم مین تپلی کے بدلے ہی کسی بت کا خیال
آنکھ کے ڈورے پہ پھبتی کہون زنار کی

آنکو بھی چھپ کے اوسکے گھر مین جا سکتی نہین
چاندنی چھٹکی ہوئی ہی سایہ دیوار کی

ہو نہین وہ بلبل قفس مین بھی نہ بھولو یاد گل
جب اوڑی چہرے سے رنگت راہ لی گلزار کی

مشکلون سے یار کی دیوار مین روزن بنے
کین ہین مین نے منتین سو منتین معمار کی

ساز سے بے یار آئے کیون نہ رونیکی صدا
تار مین صورت ہی مطرب آنسوون کے تار کی

ہی وہ میر اکفر جسکے ہین مسلمان معتقد
ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کی

تب مزا ہی ہو ہمارے منہ مین قاتل کی زبان
اور یہان زخم مین بھی ہو زبان تلوار کی

شعلہ آواز سے جھڑتی جو ہین چنگاریان
نے بنائی تو نے کیا منقار موسیقار کی

۱۵۴	وله	۲۲

یاد گیسو مین جو آتا ہی کبھی ہوش مجھے
سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجھے

سر ٹپکتا ہون پلا دے مے سرجوش مجھے
ساقیا دوڑ کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر مین بے سامان ہون
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھے

نہ سنون کوئی بھی آواز سوا قلقل کے
ساقیا پنبۂ مینا دے پئے گوش مجھے

اسقدر پھول سا مکھڑا ہی ترا سرخ و سفید
گل ترے آگے نظر آے سیہ پوش مجھے

کاسۂ ماہ کو دے ٹپکون خم گردون پر
ساقیا آے جو مستی مین کبھی جوش مجھے

لن ترانی جو کہو گے تو سنو گے تم بھی
ایسا نظرو سے کیا ضعف نے روپوش مجھے

نہ سنون کوی بھی آواز انا الحق کے سوا
چاہیے پنبۂ منصور پئے گوش مجھے

ہجر مین مر نہ گیا منہ اوسے کیا دکھلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف نے روپوش مجھے

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہی
غم فرداے قیامت ہی فراموش مجھے

صورت آبلہ بس پیر قدم ہو گردون
آے گر عالم وحشت مین ذرا جوش مجھے

گلفشان ہی جو چراغ سحری خوش ہو نگا
یار دکھلاے گا پھر صبح بناگوش مجھے

شور قلقل وہین کچھہ یاد دلا دیتا ہی
بھول جاتے ہین جو یاران قدح نوش مجھے

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نے کیا بزم مین بیہوش مجھے

ذرقت گیسوے ساقی مین جو غم کھاتا ہون
کہتے ہین سارے سیہ مست بلانوش مجھے

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینہ تن چاک ہی عکس
آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجھے

ساغر عمر تلک ہوا بھی لبریز شراب
صورت خم اگر آجاے ذرا جوش مجھے

نالے سنکر مرے تنگ آگئے وہ بت کہنے لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نے گرانگوش مجھے

اوٹھ گیا پھر مرے پہلو سے وہ عیسی میرا
پھر لحد آج دکھانے لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلاسے کمان دین جواب
شکل سوفار ملے ہین لب خاموش مجھے

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا
جام تو نے نہ دیا ای بت مے نوش مجھے

۱۵۵	ولہ	۱۹

ایسا اک جام دے ای ساقی مے نوش مجھے
دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

میرے چپ رہنے سے ظاہر ہوا عشق پنہان
لب اظہار ہوے ہین لب خاموش مجھے

دیکھکر بزم مین ساعد کو ترے مرنے لگے
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھے

آگئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھے

نالۂ مرغ سحر ہو گئی صریر خامہ
لکھنی ہے اب صفت صبح بناگوش مجھے

بیخودی مین ہے جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھاتی ہے رم ہوش مجھے

صاف باطن ہون نہین زینت ظاہر کا
شکل آئینہ بنایا ہے نمد پوش مجھے

بار سر اوتر اگئی بار ہوا پھر پیدا
شمع سان کر نہ سکا کوئی سبکدوش مجھے

مر ہی جاؤنگا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئیگا کسی مہ کا در گوش مجھے

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بھی حکمت ہے بنایا ہے جو خاموش مجھے

بھر گئے اشک آنکھون مین ساغر سے آئے ہین شراب
یاد کرتے ہین پس مرگ جو مے نوش مجھے

ہے یقین حشر تلک اس تفرقہ پردازی سے
قبر سے دیکھ سکیگا نہ ہم آغوش مجھے

ہجر میں سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز
شرمگین چشم نے کسکی کیا خاموش مجھے

ہی ہر اک شام کی اے ماہ سحر آخر کار
زلف سرکا کے دکھا صبح بناگوش مجھے

کہتی ہی شمع زبانسے یہی اے رشک چمن
گل ہون مین تو جو کہے بزم مین خاموش مجھے

ہون وہ بے سر کہ بھرے ہاتھو نہ پیسہ الماس مری
شیشے کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے

کرتی ہی سرمے کے دنبالے کا شکوہ تری آنکھ
دیکھو آہو سے بنایا ہی سیہ گوش مجھے

سنگ مرقد سے مرے شیشے وہ بنواتا ہی
نہ کیا مرنے پہ ساقی نے فراموش مجھے

۳۰	گرچہ ہون اپنے زمانے کا فغانی مین وزیر دو ہی باتون مین کیا یار نے خاموش مجھے	۱۵۶

برق باران جسکو کہتے مین مرا افسانہ ہی
کچھ حقیقت رونیکی کچھ حال بتیا بانہ ہی

گنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہی
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی

نشاء سے ہر ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی
نقش پا ہے ساقی مدہوش خط پیمانہ ہی

کسکی شمع حسن سے روشن مرا کاشانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شبتاب جو پروانہ ہی

صاف کہہ دیجے کہ دلمین جلوۂ جانانہ ہی
لامکان جو شوخ تھا اب وہ بھی صاحبخانہ ہی

صورت قلقل نواے بلبل مستانہ ہی
ہی ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی

گر سگ کوے بتان کھاتا نہین دیوانہ ہی
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی

یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
موج مے ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی

ایک عالم یار تیرے حسن کا دیوانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہی

دور ساغر کو جو ہی تیرے حنائی ہاتھ سے
شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہی

شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھین گرمیان
شمع مینا بنگیا ہی جام می پروانہ ہی

دیکھہ لیتے ہین وہ دلمین جو نہین دیکھا کبھی
جام جم کہتے ہین جسکو کیا یہی پیمانہ ہی

تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت ورد
مثل دور جام مجکو گردشین ہر اک دانہ ہی

توڑتا ہی شیشۂ خالی ریاض بزم مین
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

ہاتھہ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا
دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہی

شمع عکس روے روشن آئنہ فانوس ہی
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

اے صدف تیری طرح محتاج نیسانکے نہین
صورت گوہر ہمارا اشک آبی دانہ ہی

اے صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
دیکھلے ہر ایک کعبہ لاکھہ جا بتخانہ ہی

ملتے ہین ہر بت کے نقشے سے ترے نقش قدم
پاؤن کا تیرے نشان جسجا ہی وہ بتخانہ ہی

برسون گذرے ہین خیال یار بھی آیا نہین
ہم ہین اور تنہائی ہین کیا اندنون ویرانہ ہی

یاد کرتے ہین کسیکا مصحف و طفل اشک
دیدۂ گریان مرا ہمچشم مکتب خانہ ہی

کرمک شب تاب کے مانند اوڑتے ہین چراغ
تیرے دیوانے کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہی

خوشۂ پروین پہ اے دہقان چرخ اتنا نہ پھول
برق خرمن ہی ہمارے کشت کا جو دانہ ہی

مین جو آنکھون سے لگاتا ہون اوسے تجھہ پڑتا ہی
پنجۂ مژگان ترے گیسو کو مثل شانہ ہی

جو حسین ہی اوسکا جاتی بھی ہی نام ضرور
شمع ماہ و مہر سے روشن ہر اک کاشانہ ہی

شیشہ و ساغر لگاتین مجکو پتھر کی عوض
کہہ دو لڑکون سے یہ دیوانہ تو کچھہ مستانہ ہی

دل دھڑکتا ہی نہ قاصد پر کہین بجلی گرے — میرے نامے مین رقم کچھ حال بیتابانہ ہی
داغ سوز انسے ہی مثل شمع روشن دل مرا — کرمک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی
لے اوڑی ہی حسرت دیدار رویار کی — شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی

٩

١٥٧

ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج
ای وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی

٢٠

ایسی مرے یوسف کے ہی رخسار مین گرمی — جلتے ہین خریدار ہی بازار مین گرمی
تم آے نہین داغ دل زار مین گرمی — ای میرے خلیل اب نرہی نار مین گرمی
کانٹا جو چبھے پاؤن مین ہو آبلہ پیدا — ایسی ہی مرے وادی پرخار مین گرمی
موسی کیطرح مردم چشم آئین نہ غش مین — بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمی
سردی نفس سرد مین ہی آنکھو مین ہی ساون — رہتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی
قد صاف ہی سانچے مین ڈھلا شمع کیصورت — ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی
مچھلی مرے بازو کی بنی شکل سمندر — ایسی تب غم سے ہی تن زار مین گرمی
غیرون پہ گرے شعلہ آواز سے بجلی — اللہ ہی کیا ہی ترے گفتار مین گرمی
حمام کرو خانہ دل سوختگان مین — آہو نسے ہی سقف و در و دیوار مین گرمی
قسمت مین ہی جلنا نہ وہان بھی ملے آرام — پیدا ہو ترے سایۂ دیوار مین گرمی
تھالے پڑے پیتے ہی غم ن بجھا یہ مرا گرم — پیدا ہوے ظالم لب سوفار مین گرمی
پھل برق ہی اور قبضے مین سوز رجلی کرن ہی — قاتل ہی سراپا تری تلوار مین گرمی

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر تبان سے
ہی نبض کی صورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جو ہر کے چمن مین لگے آگ
بجلی کیطرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کرے سامنا ہو جاے سیہ رو
خورشید سی ہی تیرے سیہ کار مین گرمی

خلخال یہ ہی شعلہ جوالہ کا دھوکا
ان شعلہ رخون کی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکھے تو ابھی جلنے لگے خرمن مہ بھی
بجلی سے فزون ہی نگہ یار مین گرمی

ای چرخ تجھے صورت تبخالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی

دو ان شمع سے تشبیہ تو الکدم مین پچھلجاے
کیا آتش غم سے ہی تن زار مین گرمی

۱۵۸	ناسور مین بہتی صفت شمع ہی سوزان ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی	۱۴

آہون نے ہی اب کوچہ دلدار مین گرمی
جلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹھا تھا مین جو دل سوختہ تکیہ جو لگا کر
ابتک ہی تمہارے در و دیوار مین گرمی

منہ پھیر لے مژگان کیطرح ابر جو دیکھے
ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتی ہین یہ آنکھین مری جھانکون جو کبھی مین
پیدا ہو ترے روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ بنے شمع
نالون سے مرے زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالے سے جلادون مین چمن کو
ققنس کیطرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنگر
اب میری سبب سے ہی مرے یار مین گرمی

یون جسکی گرمی سے تری جلتی ہین آنکھین
جسطرح ہو تپ سے تن بیمار مین گرمی

بل کھائے نہ کس طرح سے موے کمر یار
شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹھے کی ہی خورشید کا عالم
کیونکر نہو تیرے در و دیوار مین گرمی

ای جان ترے نقش قدم سے ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتے ہی ترے پڑ گئی اوس ایسی گلون پر
سرد آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دھوان شعلے ہین وہ دست حنائی
سر سے کف پا تک ہی مرے یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سے ہی گرم
ہون برق زبان ہی مرے اشعار مین گرمی

١٥٩ — ولہ — ١٧

آنکھین کھلی ہوی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہی

کچھ حال اپنی زلف کے دیوانے کا نپوچھ
بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہی

دل خانہ خدا ہی نہ دے ان بتونکو جا
او بے تمیز کچھ بھی تجھے امتیاز ہی

محراب تیغ یار سے پھیرا نہ منہ کبھی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہی

کہتے ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایہ زلف دراز ہی

پتھر گداز ہونے سے بنتا ہی آئنہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہی

گردون سے ایک عقدہ دل وا نہو سکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہی

وانے ہین دانہ رشتہ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستہ صد حرص و آز ہی

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آے
ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہی

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام مے تنک
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہی

ٹپکی جو میرے زخم کے انگور سے شراب
پونہچا دیا ہی عشق بتان نے خدا تلک
دیکھو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب
محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
موتی صدف مین دانۂ انگور کیون نہون

۲

گرم نظارہ کیا وہ مرا مست ناز ہی
کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہی
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جا نماز ہی
آنے لگی صدا کہ در توبہ باز ہی
دریا مین جلوہ گر وہ مرا مست ناز ہی

۱۶۰

جھک جاے کیون نہ شاخ ثمردار ای وزیر
افتادہ جو کوئی ہی وہی سرفراز ہی

۱۰

ابروے یار کعبۂ اہل نیاز ہی
قلقل ہر ایک شیشۂ مے کہ رہا ہی کیون
آئینۂ عذار بتان کیا بنائے صاف
کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا
آیا ہزار پیچ سے بحر طویل مین
جا کر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
لگتے ہین ایک جنبش مژگان سے لاکھ زخم
ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
رونے لگین جلے جو پتنگ اپنی بزم مین

A.4

A.4

۳

آنکھین کھلی نہین ہین در توبہ باز ہی
ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہی
ہاتھ اوسکے چڑھے ہیے عجب آئینہ ساز ہی
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہی
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی
کیونکر نہ کہیے یار کو بندہ نواز ہی
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہی
یارب ہمارا جسم ہی یا کوئی ساز ہی
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہی

۱۹	ذکر اوس دہن کا سبکی زبان پر ہر ای وزیر یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہی	۱۶۱

ترے سرمیکے دنبالے پہ جسنے آنکھ ڈالی ہی
تو پھر شاخ غزالانین بھی شاخ اوسنے نکالی ہی

فراق یار مین جو گل ہی رنگ و بو سے خالی ہی
چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہی

چمن مین آج نرگس پر جو تونے آنکھ ڈالی ہی
کوی شاخ اوسمین شاید چشم بد دور انکالی ہی

ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہی صرف پایمالی ہی
تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہی

ترے جانے سے مطرب نغمہ زن تصویر قالی ہی
مثال تار ریشون مین ہر اک تار نہالی ہی

گھلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نے
کہ تیغ آفتاب ای ماہ انور ون ہلالی ہی

ترے زخمی کو ای مہرو نکیونکر چاند نی مارے
سپر مین بھی ہی چاند اور تیغ بھی تیری ہلالی ہی

تجھے دیکھا جو چشم بد سے دی تعزیر گلچین نے
نہین توڑی ہی نرگس آنکھ گلشن کی نکالی ہی

بچھائین بلبلون نے انکھین آیا تو جو گلشن مین
زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہی

نہین بیوجہ رونا زار زار ابر بہاری ہی
تمہارے کانکی بجلی یہ ہم پر گرنے والی ہی

تصدق ہوتی ہین پھر پھر کے دیوارونکی تصویرین
مکان اوس شمع رو کا شکل فانوس خیالی ہی

مہ نو پر نہ کر اتنا غرور ای آسمان ہمسے
فقیر اک ماہ کے ہین اپنی کشتی بھی ہلالی ہی

وہ میکش ہون نہ دیکھون رات بھر اوسکی طرف ہرگز
فلک نے آفتاب آگے مرے مینا سے خالی ہی

یہ کس میکش نے دیکھا چشم کم سے اوسکو ساقی
پیالہ بادہ گلگونکا نظرون مین پیالی ہی

لگا مضمون ہاتھ اوس کانکی بالی کی مچھلی کا
یہ ہمنے چشمہ خورشید سے مچھلی نکالی ہی

قطعه

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا
سنا او محتسب تو عقل اور دانش سے خالی ہے

سبوے مے اگر ٹوٹے پیالہ مے کا بنجاتے
پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جاتے پیالی ہے

پڑے ہین شیشے خالی ایکدن ساقی نہ نکلا
مہینا اس سبب جو ہے مری نظرون مین خالی ہے

١٦٢ — غزل ہمثل کہتا ہون وزیر افضال ایزد سے — ١٨

نہ میری طبع عالی ہے نہ میری فکر عالی ہے

لڑائی وصل مین اون جنگجو سے ہونیوالی ہے
کٹاری گلبدن کے پایجامے نے نکالی ہے

قدم رکھنے سے تیرے نقش جب نقش نہالی ہے
گل افسون وہ میند ہر گل تصویر قالی ہے

مسلمانونکو تیرا روے روشن روے یوسف ہے
تری زلف سیہ آگے ہر اک ہندو کے کالی ہے

ہر اک معشوق یان ہے تشنہ خون اپنے عاشق کا
نہین شعلہ زبان یہ شمع نے باہر نکالی ہے

مے گلگون ہے ساغر مین گلابی دست ساقی مین
صنم پہلو مین ہے ایمان کا اللہ والی ہے

بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے
قدم رکھنے سے میرے خندہ زن تصویر قالی ہے

نہین ہے شمع یہ تربت پہ کہدو میرے قاتل سے
امید قتل مین پھر قبر سے گردن نکالی ہے

نکالے مجھپہ گر تلوار تو اے غیرت گلشن
وہ بلبل ہون کہون یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہے سنہرا رنگ اوس گل کا ہے کندن سا
چمن مین سرخ ہین گل پر کہان شبنم مین لالی ہے

کمر کو بال سے تشبیہ دون مین یار کی جانسے
اگر وہ موشگافی ہے تو یہ نازک خیالی ہے

وہ عالی ظرف ہون ساقی کہ میری محفل مین
فلک ہے اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہے

ہما کے سایے سے بہتر ہے کملی ہم فقیرونکی
ہماری پشم سے رومال اگر منعم کا شالی ہے

اداسے گالیاں دینے پہ اپنا دم نکلتا ہی
بنا تل آنکھہ کا ہی جان تل تیرے کف پا کا
کلی چٹکی ہی قاتل کی چٹکنا ہی صدا اوسکی
برا ہو ناتوانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی
ملا دے لب سے لب ساقی لگا دے منہ سے منہ ساغر

ہمین میٹھی چھری ہی یہ دشنام لب تیری گالی ہی
قدم رکھنے سے بنیاد دیدۂ تصویر قالی ہی
ہری ٹہنی گل کی تلوار اور سپر پھولونکی ڈالی ہی
تن زار اپنا خار دیدۂ تصویر قالی ہی
مین رند لاابالی ہون تو مست لاابالی ہی

۱۶۳

حسینون پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہی
مرینگے دیکھہ کر تلوار اگر اوسکی ہلالی ہی

۱۴

نگہ کے جل سے ہین تیر اور مژگان صف آرا ہی
نمایان چین گیسو سے جو تیرا گوشوارا ہی
برنگ گل مرے زخم بدن جلنے مین خندان ہین
حجاب آتا ہی جراحو نکو زخم دل دکھانے سے
ہمارا حال خفیہ لکھہ کے پہنچا تا ہی جانان کو
تنے جب برق چمکی جب ملی مستی گھٹا چھائی
کمال عشق تب ہو جب کنارے گور کے نکلین
تمنا ہی عبث دلکو ہمارے بات کرنیکی
بلا سے دیجیے تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تعجب کچھہ نہین ہی تو جو آنکھین پھیر لے ہم سے

جسے سب تیر باران کہتے ہین وہ اوسکا نظارا ہی
منجم کہتے ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہی
مرے قاتل نے ہنس ہنس کر جو تلوارونسے مارا ہی
نگاہ شرمگین سے تیر کسنے دل پہ مارا ہی
رقیب روسیاہ بدنون قاصد ہمارا ہی
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہی
لحد کہتے ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہی
دہان تنگ مین اوسکے سخن کا کب گذارا ہی
تمہارے سر پہ ہی زلف سی بلا یہ تمہارا ہی
ہمارے بخت کا ہی ماہ گردش مین ستارا ہی

لکھا ہی کاغذ ابری پہ حال گریہ ای جانی
زبانی کچھ جو پوچھے کہیو خط سے آشکارا ہی

ترے ہر عضو پر ای ماہ رو ہی نور کا عالم
قبا مہتاب اگر ہی او سمن جنٹپٹ چاند تارا ہی

دل پرخون ہی شیشہ داغ حسرت ساغر ہی
نہین ہی تو جو ساقی اب ترا غم مجلس آرا ہی

164
رولایا ای وزیر اسد رجہ شوق ہمکناری نے
کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہی
9

جو مجھ خستہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہی
گریگی چاندماری ای صنم فوج نصارا ہی

کیا واعظ کو محو دست زر لاکھ افسون سے
پڑھے جن کو مرے ساقی نے شیشے مین اوتارا ہی

سر آنکھون سے کرین سجدہ جدھر ابروے ہلالی ہی
جدا کچھ کفر اور اسلام سے مذہب ہمارا ہی

ترے قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہی
مثال سایہ ہی وان سرو سمجھا تو خود آرا ہی

بیابان گرد ایسے ہین نچھوڑا ساتھ گردون نے
پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی

ہوا ہی اوس پری کا جلوہ گر دل لاکھ افسون سے
سلیمانکی قسم دیدے کے شیشے مین اوتارا ہی

کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وار ہو جائے
مژہ نے برچھی ماری ہی نگہ نے تیر مارا ہی

ہر عنقا دہن کو کہیے خط کو سایہ عنقا
دہن کو باندھیے عنقا نیا یہ استعارا ہی

165
ہزار افسوس انروزون وزیر اک ماہ تابانکو
برنگ آسمان ہمنے بھی شیشے مین اوتارا ہی
10

کون جیتا ہی ای صنم مرکے
آؤ تو دیکھ لین نظر بھر کے

شکر ہی ان بتون کے کوچے مین
پونہچے ہین ہم خدا خدا کرکے

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم — لطف بھولے نہین ہین ٹھوکر کے

ساقیا چشم یار یاد آئی — دے مجھے ساغر اجل بھر کے

منہ دکھانے کا کسنے وعدہ کیا — منتظر ہین جو روز محشر کے

کیا بجھائی ہمارے دل کی لگی — صدقے اوس آبدار خنجر کے

ای جنون آپ کاٹ ڈالون سر — کہین گردن سے بوجھہ تو سر کے

دیکھیے دنکو رخ سے کیا ٹھہرے — زلف کے میہمان ہین شب بھر کے

کس خرابی سے کاٹی ہی شب ہجر — اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے

یاد آیا چمن مین جب قد یار — صدقے ہونے لگے صنوبر کے

خاکساری مین نقش پا کیطرح — رہنما ہین ہر ایک رہبر کے

نامہ اوس طفل کو مگر پونہچا — کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے

ای صنم ایک تو ہی غیرت گل — بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے

ہین جو ابروے یار پیوستہ — خوب مصرع ہین دو برابر کے

نقشۂ یار کھینچ یون مانی — چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

١٦٦	کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے	٢٠

ایک عالم نے جبہہ سائی کی — ای بتو تمنے بھی خدائی کی

عاشقون کے لہو کی پیاسی ہین — مچھلیان اوس کف حنائی کی

زلف پر پیچ سے جو دل الجھا — بیچ مین رخ پر اصفائی کی
مرغ بے بال و پر ہون ای صیاد — آرزو ہر کسی رہائی کی
ای جنون دشت کو چلین گے ہم — ہی قسم اس برہنہ پائی کی
سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا — آئی جب گفتگو جدائی کی
پھر گیا یار گھر کے پاس آکر — بخت برگشتہ نے برائی کی
سیکڑون جامے تجھ پہ پھٹتے ہین — دھوم ہی تیسری سیرزائی کی
تجھ سے تو ہمکو ای خم ابرو — تھی نہ امید کج ادائی کی
کوی قاتل کی راہ بھولا تھا — ای اجل تونے رہنمائی کی
دل کہین اور ہمنے اٹکایا — بیوفاؤن سے بیوفائی کی
نہ گئے زاہدون کے پاس کبھی — دختر رز نے پارسائی کی
شہر مین جاے گی مری پاپوش — قدردان کیا برہنہ پائی کی
صاف ہی آئنہ تن پرنور — ہی دلیل اسپہ خود نمائی کی
کاسہ ماہ کیون نہو پرنور — برسون اوس کوچے کی گدائی کی
کعبہ دل مین بھی مقام کیا — ای بتو تمنے کیا رسائی کی
خط کے آنے پہ بھی مکدر رہی — صورت اب کون سی صفائی کی
بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ — اب توقع نہین رہائی کی
کس کے کوچے کی راہ بھولا ہون — خضر نے بھی نہ رہنمائی کی

۱۳	شاہ کہلائے ہر طرح سے وزیر بادشاہی نہ کی گدائی کی	۱۶۷

ہمیشہ دل مین جو اپنے خیال زلف کاکل ہی
تو سینے مین نفس ہر ایک موج بوے سنبل ہی

فسان ہی سخت جانی میری تیغ ناقاتل کو
کہ یان جتنا ہی رنج نزع اوتنا اون تغافل ہی

مجھی کو کچھ تو اپنے کوچے مین آنے نہین دیتا
وگرنہ ای ستم ایجاد ہر گلشن مین بلبل ہی

تری مینا ے گردن کی صفت کی ہی جو ساقی نے
مری آواز کو کہتے ہین سب آواز قلقل ہی

وہی دل ہی بھرا ہو نشہ جسمین جام وحدت کا
کہ ہی چھاتی کا پتھر بزم مین شیشہ جو بے مل ہی

مری جو سوز غم سے جلکے ہو وہ نیکنام آخر
چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتے ہین سب گل ہی

دیا سامان گلشن ہمکو ہجر رشک گلشن نے
پریشانی ہی سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہی

لکھے ہین وصف یانتک نرگس مخمور ساقی کے
ہی خامہ گردن مینا صریر خامہ قلقل ہی

بڑھا کر ربط کیونکر کم نہ منہ وہ کھلاے مہرو
ہوا جب ماہ کامل دن پہ دن اوسکو تنزل ہی

بہاتی ہی کہین بھی موج نقش بوریا خس کو
نہ دے گا ناتوانکو رنج جو صاحب تحمل ہی

کہا اوس گلرخ نے کل سامان گلشن مین بھی رکھتا ہون
جو عاشق ہی مرا نالون سے وہ ہمیشہ بلبل ہی

قطعہ

خط و رخسار و چشم و زلف دکھلا کر لگا کہنے
یہ ریحان ہی یہ گل ہی اور یہ نرگس ہی یہ سنبل ہی

۱۴	خیال زلف جانان مین جو رووُن تو اوگے سنبل وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہی	۱۶۸

جب سے آغوش سے جدا تو ہی
میرے پہلو مین درد پہلو ہی

زلف سے ہم او بجھتے ای رخ یار
سیکڑون گھر ڈبو دیے پل مین
کھینچی ہی جب سے ماہ نو نے شبیہ
رگ گل سے کمر ہی کچھ نازک
پھیر لیتا ہی دم مین وہ انکھین
دل ہی اک ماہ کی تجلی گاہ
صفحہ چہرہ رخ پر ہلال نہین
چھان ڈالا تمام کعبہ و دیر
کہتے ہین حق بتون کو سب کافر
فکر رہتی ہی بیت ابرو کی
چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ
غم نہین پھیری گر وزیر سے انکھ

قطعہ

کیا کرین درمیان مین تو ہی
یہ وہ خانہ خراب آنسو ہی
آسمان پر دماغ ابرو ہی
فرق دونو مین اک سر مو ہی
چشم بد دور کیا ہی بدخو ہی
اپنے غنچے مین یار کی بو ہی
مصرع انتخاب ابرو ہی
ای ہمارے خدا کہان تو ہی
بت تجھے کہتے ہین خدا تو ہی
اندلون سر کو ربط زانو ہی
جی کا جنجال دام گیسو ہی
تو ہی خوش چشم کیا پڑ بیرو ہی

۱۶۹	رہے آباد دامن صحرا وان لڑائے کو آنکھین آہو ہی	۱۱

ہماری اس دغا پر بھی دغا کی
وہ مشت استخوان ہون ای سگ یار
لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا

قسم کھائی تھی او کافر خدا کی
اگر کھائے سعادت ہی ہما کی
مرے او سکے شکر رنجی رہا کی

وفا سے مینے بھی اب ہاتھ اوٹھایا
قسم ہی مجھکو اپنے بیوفا کی

ہوی گر صلح بھی تو بھی ہی جنگ
ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کی

فقیرون کے قدم لیتے ہین سلطان
یہ ہی تاثیر نقش بوریا کی

تصور بندھ گیا جب اوس مژہ کا
تو پہر دن دل پہ برچھی سی لگا کی

خدا یون جسکو چاہے دے سعادت
وگرنہ سگ مین خصلت ہی ہما کی

نہین اوٹھتا ہی سر سجدے سے میرا
مگر ہی سجدہ گاہ اوس خاک پا کی

کہون جب مین کہ بے تیرے ہون مرتا
تو کہتا ہی وہ بت مرضی خدا کی

نہ آیا منتون سے یار جبدم
تو پھر کیا کیا اجل کی التجا کی

۱۷۰	ولہ	۱۵

ظاہر ہی شوق دید مرے جسم زار سے
تار نگہ بنا ہون غم انتظار سے

ہون نخل شمع کام نہین برگ و بار سے
نکلین گے شعلے گل کی عوض شاخسار سے

از بس ہی ہمکو عشق رخ و زلف یار سے
راحت اوٹھاتے ہین غم لیل و نہار سے

افزون برش مژہ مین ہی خنجر کی دھار سے
ابرو کی تیغ بھی نہین کم ذوالفقار سے

آوے گا کون کل جو خوشبو گی اے صبا
جھڑتے ہین پھول میرے چراغ مزار سے

مرجائین دود آہ اگر ضبط کرکے ہم
ہرگز نہ دھوان نکلے چراغ مزار سے

میکش وہ ہون کہ شیشے سے پیدا ہو جام گر
رکھتا ہون مین سند یہ دل داغدار سے

ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب
شب ہو گئی تھی تذکرۂ زلف یار سے

گرم خرام یار ہی اور اوسمین ہیچ تاب
مکھڑا پری ہی زلف سیہ سایۂ پری
اوس گل بغیر سنگ پہ سر ٹکون کب تلک
مرنے پہ بھی نہ دیکھنے دین سوے یار ہم
ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ

او مجھے کہین نہ موے کمر زلف یار سے
خط رخ کے گرد کم نہین ہرگز حصار سے
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سے
ہو خاک چشم غیر مین اپنے غبار سے
ٹانکے اگر لگین تری کاکل کے تار سے
دو گام چلنا کم نہین کچھ ذوالفقار سے

۱۷۱	شاداب رہتے ہین یہ گل زخم اے وزیر تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سے	۱۴

زائل بہار حسن ہوی خط یار سے
گرتے ہین لخت دل مژۂ اشکبار سے
زنجیر مو قلم ہو جو تصویر بھی کھینچے
دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گھاٹ
ٹکائین دل نہ اوس سے جہان رنج رشک ہو
اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
رسوا وہی ہی جو کہ نہ رسواے عشق ہو
مژگان پہ اشک سرخ سے طرفہ بہار ہی
پاؤن کے بدلے آنکھونسے صحرا کو طی کرون

اس باغ مین خزان نظر آئے بہار سے
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سے
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سے
پانی کی دھار کم نہین خنجر کی دھار سے
وہ گل نہ ہم چھوین جسے ہو ربط خار سے
آتی ہی یان خزان بھی عجب اک بہار سے
ہی عار مجکو ننگ سے اور ننگ عار سے
گل بھی کسی نے پھوٹتے دیکھے ہین خار سے
یاد مژہ فزون ہو اگر دید خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے
کیونکر نکالے جائین نہ ہم کوے یار سے

کہتا ہون کس خوشی سے وہ آیا یہان مگر
اوٹھا اگر غبار رہ انتظار سے

گل سے ہزار درجے ہی بہتر وہ رشک گل
اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے

لکھی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت
پڑھواؤن خط جام کسی بادہ خوار سے

مرجائین ہم جو تیرا ادا ہو نصیب غیر
صیاد ہم شکار ہون تیرے شکار سے

۱۷۲ — ولہ — ۱۷۳

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

مجنون سے کہدو کہتے ہین جوش جنون اسے
آتے ہی فصل گل مری تصویر پھٹ گئی

کر دے نہو مثال اگر انگبین سے دی
فرہاد شان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر ہوئی
افسوس ایک ہاتھ مین گردن نہ کٹ گئی

وہ تو مرے گلے نہ لگا لیکن اے جنون
زنجیر اوسکی میرے گلے سے چمٹ گئی

اوسنے نگاہ کرتے ہی بس آنکھ پھیر لی
برچھی لگی تھی سینے پہ لیکن اوچٹ گئی

کرتا ہی کیا اشارے یہ ابروے یار پر
یارب سخون مین اوسکی ہنو کی کٹ گئی

بولا وہ سنکے شب مری ہجرانیون کا حال
کیسی یہ داستان تھی مری نیند اوچٹ گئی

شرمندہ صبح ہو گئی عارض کے ذکر سے
کیسکا تذکرہ جو بڑھا رات گھٹ گئی

جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکھا
جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف الٹ گئی

مرتا ہون مین تو ہٹے اسے کہتے مین حیا
تصویر یار سامنے سے میرے ہٹ گئی

بیتاب ہون سے تیری تعجب ہوا مجھے		اے دل شب فراق مین چھاتی نہ پھٹ گئی
۱۷۴	کہتے ہین آسمان ہے نہ خاک اے وزیر بیتاب ہون سے میری زمین کیا اولٹ گئی	۱۹

چھانتا ہے خاک کیا تو گھر بنانے کے لیے
فکر رہنے کی نہ کر آیا ہے جانے کے لیے

اور کو کیا رنج دون احسان اوٹھانے کے لیے
ایک تنکے کو نہ چھیڑون آشیانے کے لیے

برق بھی بیتاب ہے میرے آشیانے کے لیے
ابر سے بھی پیشتر آئے جلانے کے لیے

کام آئی مرغ گلشن کے مری کاہیدگی
لے گیا تنکا سمجھکر آشیانے کے لیے

اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑکر
ہے جنون تنکے جب چنیے آشیانے کے لیے

ہمنے کیا کیا مانگی تھی گلشن مین دعا جوش گل
اب جگہ ملتی نہین ہے آشیانے کے لیے

خاک ہون تو دانہ تسبیح بنوائے فلک
سو طرح کی گردشین مجکو دکھانے کے لیے

پھر بھی ہم تھے ہی ہم تھے محبت تھی وہی
صلح کر لیتے اگر آنکھین لڑانے کے لیے

ہون وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو مین رونے لگون
کچھ بہانا چاہیے آنسو بہانے کے لیے

سایہ پڑ جائے اگر زلف دراز یار کا
پھر کہون مین بھی تسلسل ہے زمانے کے لیے

ہون وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنونکی شبیہ
میری مٹی لین اگر لیلی بنانے کے لیے

پونچھی ہے شانے تلک کیا یار کی زلف رسا
درد کیون پیدا ہوا ہے میرے شانے کے لیے

جملہ تن ہے چشم نرگس یار تیری دید کو
گل ہمہ تن گوش ہین تیرے فسانے کے لیے

یون مری قسمت مین تھا پرواز کرنا یا نصیب
نوچتے ہین طفل پر میرے اوڑانے کے لیے

کون ہوگا تیرے تیرونکا نشانہ میرے بعد
خاک لیجا نا مری تودہ بنانے کے لیے

بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین
سیکھ لی ہی شمع سے فی النار جانے کے لیے

کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر زلف
دام مین مچھلی نہین آنے کی دانے کے لیے

ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان
خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانے کے لیے

۱۷۴

اب کسی گلرو کے دل مین کیجیے گھر اے وزیر
کیا چمن مین تنکے چنیے آشیانے کے لیے

۲۱

پھر نکل آؤن لحد سے سر کٹانے کے لیے
بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانے کے لیے

تنکے اے گل چن رہا ہون آشیانے کے لیے
آتو ابر تیغ سے بجلی گرانے کے لیے

ابتو میرے قتل پر بیڑا اوٹھانا چاہیے
نقد دل تمکو دیا ہے پان کھانے کے لیے

جسکو آتے دیکھتا ہون اے پری کہتا ہون مین
آدمی بھیجا ہو میرے بلانے کے لیے

تا نہ میری آنکھو انون کا نشانہ چوک جاؤ
پر ہما کے لاؤ تیرون مین لگانے کے لیے

اوٹھ گئی بعد اپنے رسم نامہ و پیغام بھی
رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانے کے لیے

ہوکے کاہیدہ ہوا ہون سبزۂ رخسار پہ
لاش میری کہربا آئے اوٹھانے کے لیے

ہو اگر جراح واقف میرے شوق قتل سے
جاے مرہم آئے تلوارین لگانے کے لیے

دست جانان مین مثل طائر رنگ حنا
شاخ گل کیا چاہیے اب آشیانے کے لیے

جا کے میرے پاس پھر آیا نہ وہ جان جہان
سیکھ لی کیا عمر سے فی النار جانے کے لیے

چاہیے غم کی عوض شادی کرین اہل عزا
مار ڈالا مجکو قاتل نے جلانے کے لیے

روئے ہم فرقت مین دریا کیا ہی آئی مراد
یار آیا ناؤ منت کی چڑھانے کے لیے

میری تربت پر اگر دو پھول لانا خار تھا
آنکلتے تم کبھی تیوری چڑھانے کے لیے

خواب آئے بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنے کے لیے

دی بھجو ونکو اوسنے جنبش ابھی کوئی بچتا ہو نہین
ابر کی تلوارین چلین بجلی گرانے کے لیے

ہر ابھی جراح باقی زخم کھانے کی ہوس
باڑھ کا ڈورا منگاؤ ہم ٹانکے لگانے کے لیے

ہو بپا طوفان اے حداد آب تیغ سے
میرے آنسو لے جو تلوارین بجھانے کے لیے

لیلکے میرے دشت سے مٹی کیا مجنونکو خلق
خاک کوئے یار لی لیلی بنانے کے لیے

کاسۂ سر ہاتھ مین لیکر مین نکلون قبر سے
اب بھی گر ساقی بلائے مے پلانے کے لیے

برق پھر چمکی کرونگا پھر تڑپ کر خاک پر
پھر اوٹھا ابر شب فرقت رلانے کے لیے

۱۷۵	چشم تر مین یون خیال خال رخ ہر اے وزیر آگئے ہندو جیسے دریا مین نہانے کے لیے	۱۳

ترے رخ کا کسے سودا نہین ہر
گل لالہ تلک صحرا نشین ہر

پھرا ہر آپ وہ مہر وہمارا
ترا ہی آسمان شکوہ نہین ہر

کہین ایسا نہو اوٹھے نہ تلوار
یہی ڈر ہر کہ قاتل نازنین ہر

نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو
کہے گا کوئی تمکو خوشہ چین ہر

ادب سے پابرہنہ پھرتے ہین ہم
جنون فرش آلہی یہ زمین ہر

برا سب دشمنون کا چاہتے ہین
مین خوش ہون جیسے دل اندوہگین ہر

رہے مضمون غم کیطرح آمین
ہمارا گھر ہی یا بیت حزین ہی

جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ
الٰہی آسمان ہی یا زمین ہی

بنایا تجھکو ایسا خوبصورت
کہ نازان تجھپہ صورت آفرین ہی

ہین عشق زلف مین اعضا بھی دشمن
ہمارا ہاتھہ مار آستین ہی

نہ نکلا بے ترے مین گھر سے باہر
نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی

فلک جو چاہے ہمپر ظلم کر لے
ابھی تو ضبط آہ آتشین ہی

٤٦

پڑا ہی تفرقہ مبتابعون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہی

١٩

شانہ مین پیچ سے اون زلفونکا جو بن دیکھے
پاؤن ہم چھو نہ سکین ہاتھہ برہمن دیکھے

جیب صد چاک کرے جو ترا دامن دیکھے
خواب کم آئے جو کمخاب کی چپکن دیکھے

سمجھے خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھے
ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھے

جان دے گال جو گورے وہ فرنگن دیکھے
کہین قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھے

ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بہت تسبیحین
سیکڑون سبحہ صد دانہ کے خرمن دیکھے

کہے انجیل مسیحا پہ ہوی ہی نازل
دیکھکر لب جو خط یار فرنگن دیکھے

گر پڑے پھولونکے خرمن پہ یکایک بجلی
نازسے ہنسکے جو تو جانب گلشن دیکھے

داغ سوزان مرا آتا ہی نظر پھاہے سے
آگے پروانہ چراغ تہ دامن دیکھے

بوے گل رہتی ہی پوشیدہ قباے گل مین
کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھے

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھہ ای صیاد
مین جو اوڑ جاؤن تہ کوئی سو گلشن دیکھے

دہن یار مین مستی کی او دا ہٹ دیکھی
چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھے

ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہ ہی سفاک
ایک کیا آپ کو دیکھا کئی رہزن دیکھے

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب
نگہ گرم سے گر تو سوِ گلشن دیکھے

سر کہین ہاتھہ کہین پاؤن کہین مدفن ہووے
ایک عاشق کے تمھارے کئی مدفن دیکھے

سیمبر مرغ نگہ سونے کی چڑیا ہو جاے
آنکھہ اوٹھا کر جو طلائی ترے جوشن دیکھے

رخ کو قرآن کہے زلف سیہ کو کالی
مکر سے شیخ تو حیلے سے برہمن دیکھے

چار نعل آپ کے شبدیز کے ہین چار ہلال
چاندنی سمجھے جو گرد سم توسن دیکھے

آنکھین نرگس تری گلگونہ کی ہین جوڑی سنبل
نظر آجاے چمن جو ترا توسن دیکھے

۲۴	چمن کوچۂ دلدار مین رہتا ہون وزیر دم پھڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھے	۱۷۷

ہو رہائی ضعف کی تاثیر سے
نکلین ہم مثل صدا زنجیر سے

کیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے
جوہر اوس کے کم نہین زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
مچھلی کب ہاتھہ آئی جوے شیر سے

کہتے ہین وہ لے کے دل مجھہ پیر سے
مچھلی ہاتھہ آئی ہی جوے شیر سے

ای جنون بیتابی کی تاثیر سے
برق نکلے دانۂ زنجیر سے

ابرو پر خم عرق افشان ہوی
بہ چلا پانی تری شمشیر سے

کیا کہون قاصد لکھون کیا شوق وصل
ہی فزون تقریر سے تحریر سے

بند ہو گیا مین وحشی نازک مزاج
موج بوے زلف کی زنجیر سے

گر نہین ساقی تو قاتل لاے گا
جام طاق ابرو و شمشیر سے

نرم ہی کیا تیری ابرو کی کمان
کھینچ رہی ہی خانہ تصویر سے

تشنہ لب ہون تیر باران کیجیے
پانی گر دیتے نہین شمشیر سے

باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین
خامشی بہتر ہی اس تقریر سے

ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب
جام مے بدلون نہ جام شیر سے

یون کرینگے تیری ابرو کی صفت
مانگ لین گے ہم زبان شمشیر سے

رزق چاہا چرخ سے نادان ہونہیز
شیر مانگا دایۂ بے شیر سے

بل بے ذوق وصل و فرط اتحاد
خون نہ چھوٹا یار کی شمشیر سے

بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا
تیر نے مارا ہمین شمشیر سے

آتش گل کے لکھون مضمون گرم
پھلجھڑی خامہ بنے تحریر سے

اشتیاق سر مین تڑپے اسقدر
ہو گئے جوہر جدا شمشیر سے

قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال
پوچھیے لطف جوانی پیر سے

زلف اگر رخ سے ہٹا دو تو کہون
چھوٹے یوسف خانۂ زنجیر سے

کم نہین شب سے مرا روز سیاہ
کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے

کیونکر ارباب تعلق پھرتے ہین
فیل چل سکتے نہین زنجیر سے

۱۶	ہجر مین مرتا نہین ہین اے وزیر منفعل ہون موت کی تاخیر سے	۱۷۸

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے
جیسے کاغذ ہو سیہ تحریر سے

کیا چھٹے وہ نوجوان مجھ پیر سے
مل کے شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیرونکو کیا ابرو نے قتل
اس کمان نے توڑ سیکھا تیر سے

آہ آتش بار ہی تیرہ شہاب
شعلے بنکر نکلے پر اس تیر سے

ایک کو دو کر دکھائے آئنہ
گر بنا ئین آہن شمشیر سے

ہو لب رنگین سے برگ گل خجل
منفعل ہی بوئے گل تقریر سے

چھٹ گیا ہی ہاتھہ سے دامان یار
جیب پھاڑون دست دامنگیر سے

کیا عجب پیدا کرے وحشت مری
بید مجنون دانۂ زنجیر سے

قلقل مینا ہی ساقی کی صدا
می ٹپکنے لگتی ہی تقریر سے

کھیل پر اوس طفل کے مرتا ہون مین
قتل کرتا ہی گلے شمشیر سے

تمکو دکھلا کر تماشا دل لبھائے
نکلے پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتے داغ انگارون کیطرح
بھا ہی اوتر ہین کیون نہ آتش گیر سے

لائیے مرغ جنون کو دام مین
لیجیے دانے مری زنجیر سے

نام رکھا چرخ نے طوق بہار
لیکے اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا
کم نہین گل بلبل تصویر سے

۱۷۹	جام سان چلیے جو وحشت مین وزیر آئے قلقل کی صدا زنجیر سے	۱۷

لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے — نازکی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے

گھر کیا دلمین ترے پر غم دوری نے گیا — اب بھی کہتے ہین کہ ہم جا کے کہان دور رہے

ساقیا ہجر مین کب ہے ہوس گفت و شنید — ساغر گوش سے مینائے زبان دور رہے

میرے ہوتے تو بٹھا سکتے نہین غیر کو پاس — یہ خیال آپ کے دل سے مری جان دور رہے

پھول بھر بھر کے گلابی مین پلاتا ہے مجھے — چمن محفل ساقی سے خزان دور رہے

استخوان تک مری گیا آئے ہما ناوک — جب خدنگ نگہ ناز کمان دور رہے

یاد ابرو جو نہو آہ نہ منہ سے نکلے — تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے

مژۂ کج کیطرح سے رخ ناوک پھر جائے — وہ نشانہ ہون کہ تیر کمان دور رہے

میرے پہلو مین ہمیشہ رہے سفاک کا تیر — ایسے محبوب سے آغوش کمان دور رہے

ہوچکا صید مرے بعد ابھی اور کوئی — شست سے تیر تو چلے سے کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنا دے اے ضعف — پیرہن جسم سے اور جسم سے جان دور رہے

چھوڑ کر کعبہ و بتخانہ نہ گئے تا در دوست — منزلین قطع ہوئین سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہی بپا وعدۂ دیدار بھی ہے — نہ گرے آج سبک خم اب گران دور رہے

چوسنے مین مسی لب کے دعائین مانگین — کالے مرہم سے نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سے بھی ہے تنگ تر اے ضعف کنار — کیون نہ آغوش سے وہ سرو روان دور رہے

جنس دل وہ ہی نہ جاکر سر بازار بکے
مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

۱۸۰

جب کہون حال جدائی کوئی سمجھے نہ وزیر
حرف سے حرف سخن وقت بیان دور رہے

۱۳

کانٹے پڑ جائین زبانسے جو زبان دور رہے
خون تھوکے جو دہن سے وہ دہان دور رہے

عشق بازی کا حسینونکو یہ لپکا ہو جائے
چاندنی خاک پہ لوٹے جو کتان دور رہے

جنبش لب سے کہے اونکی نزاکت بس بس
حرف مطلب سے ابھی نوک زبان دور رہے

لے اوڑا ایسا ہی مجھے اہ مری بیتابی دل
گرد سان قافلہ تاب وتوان دور رہے

بید باغی سے وہ گلگشت چمن کرتے ہین
غنچے منہ بند رکھین بوے دہان دور رہے

خط کی تائید سے دل چاہ ذقن سے نکلے
کبھی اس کانٹے سے یارب نہ کنوان دور رہے

چار ابرو کا صفایا جو کرین ہم آزاد
چار جوہر سے بھی آئینہ جان دور رہے

دوست بن بن کے عدو قتل کیا کرتے ہین
پنبہ ماہ سے بھی داغ کتان دور رہے

شب فرقت مین جلاؤن مین اگر ہجر نصیب
شمع سے شعلہ تو شعلے سے دھوان دور رہے

دست بے فیض سے ہو پیر وجوان کو نفرت
قبضہ شل سے سدا تیر وکمان دور رہے

عمر بھر کوچہ جانان مین پونہچنا ہی محال
جب تلک جیتے ہین گلزار جنان دور رہے

چور ہو جاؤنگا مین نشاسے نازک دل ہون
ساقیا پھول بھی ہی بار گران دور رہے

۱۸۱

وہ وہ خط یار کا قرآن کی سورہ ہی وزیر
کس طرح مصحف عارض سے دخان دور رہے

۱۸

ہی نقش درم جو نقش پا ہی
آپ آئے تو گھر درم سرا ہی

دل جلوہ ترا دکھا رہا ہی
شیشہ یہ مرا پری نما ہی

سلطان جہان ہی جو گدا ہی
تیمور ہر اک شکستہ پا ہی

انسان بھی قدرت خدا ہی
گیا سنگ کو بت بنا دیا ہی

شیرین ہی دہن کرو شکر خند
ہنسنے مین تمھارے اک مزا ہی

مضمون پروانے ہنکے آئین
شبدیز قلم چراغ پا ہی

یاران گذشتگان سے ہی انس
زندہ مردون پہ مر رہا ہی

آیا نہین خود فروش میرا
گویا مجھے مول لے لیا ہی

قطعہ

وہ رشک بہار وغیرت گل
گلگشت چمن کو جو گیا ہی

گلزار ہوا ہی پانی پانی
بلبل پانی کا بلبلا ہی

جو چاہیے عشق مین کیا وہ
ہم مر گئے کہیے مرحبا ہی

ہی جھوٹھ کہون جو راست ہی قد
یہ توسن حسن الف ہوا ہی

منہ جس نے دیا وہ رزق دیگا
گویا یہ دہان آسیا ہی

توبہ کا نہ در ہو بند یارب
جب تک در میکدہ کھلا ہی

ہی شیشہ سبز گرم قلقل
طوطی مستون کا بولتا ہی

گیا جسم ہی صاف اوس پری کا
گویا قد آدم آئنا ہی

بیگانہ کوئی نظر نہ آیا
آئینہ بھی صورت آشنا ہی

۱۸۲	کیا خوف گنہ وزیر کو ہو حامی سلطان انبیا ہے	۱۱

رنگین لب لال کی صدا ہے	کیا خوب یہ لال بولتا ہے
سنبل گلشن میں کہہ رہا ہے	یکتا ہے وہ زلف گو دوتا ہے
ہم وحشیوں کا کبوترا ہے سرو	قمری کیطرح سے طوقیا ہے
آ پونچا ہے اوڑکے استخوان تک	ناوک میں مگر پر ہما ہے
دلانے کی طرح سے پیس ڈالا	کیا گردش بخت آسیا ہے
کیا آنکھوں میں اوسکی میں سبک ہوں	نظروں میں وہ مجھکو تولتا ہے
یوسف جو کہا اونہیں تو بولے	کیا آپ نے مول لے لیا ہے
آئی ہے بہار کیا جو ساقی	شیشے میں پھول بھر رہا ہے
پونہچے مرے ہاتھ تک تو جانوں	تم کہتے ہو زلف کو رسا ہے
نکلے نہیں رات کو ستارے	شبدیز فلک چراغ پا ہے

۱۸۳	ایسا میں گھلا وزیر غم سے خار کف پا مرا عصا ہے	۶

کیا سنگ رزق خوش ہو اگر راہ عید ہے	یاں بستگی قفل کی باعث کلید ہے
گھر پونہچے میں لحد اسے کہنا بعید ہے	یارو جواب نامہ نہیں ہے رسید ہے
خط دیکھلو وزیر عبث شوق دید ہے	لکھا ہے پشت لب پہ دہن ناپدید ہے

دکھلاو زلف و رخ تو خوشی ہوگے ہین کہون
یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہی

لب وا جو ہوگئے تو در خرمی کھلا
قفل دہن کو موج تبسم کلید ہی

قاتل بجاے گل تو چڑھاوے حسین ہند
یہ کربلاے عشق یہ قبر شہید ہی

۱۸۴ وله ۹

اوٹھتا ہی جاے شعلہ دھوان دل کے داغ سے
تاریک ہوگیا ہی مرا گھر چراغ سے

پیدا کرینگے داغ جگر دل کے داغ سے
کرلین گے ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل ادھر قفس سے چھٹی تو ادھر پھنسی
گلدام موج نکہت گل لائی باغ سے

ہو جاے وجد دیکھے اگر استخوان مرے
پتلی نکل کے رقص کرے چشم زاغ سے

ہی دم قدم کے ساتھ یہ گردونکی کجروی
اوترو مسیح ایسے خر بیدماغ سے

کیا ہجر مین ہی مونس و دلسوز داغ دل
دنکو فزون ہی پھول سے شبکو چراغ سے

گریان تری گلی سے ہم اے رشک گل چلے
جاتے ہین ہوتی جھیل لیے عیش باغ سے

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے
مثل صدا نکل گئے منقار زاغ سے

دیکھا دہن کو خندۂ دندان نما سے رات
گم لعل تھا ملا گہر شب چراغ سے

۱۸۵ وله ۹

لذت درد سراپا مجھے حاصل ہوجاے
آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جاے

وہی بیتابی وہی درد سے حاصل ہوجاے
ہاتھ جس عضو پہ رکھدو وہ ابھی دل ہوجاے

لطف پامالی دل یار کو حاصل ہوجاے
پاؤن رکھے وہ جہان نقش قدم دل ہوجاے

ہم اسیرون کی طرف آئے اگر نکہت گل
پیچ پڑ جائین کچھہ ایسے کہ سلاسل ہوجائے

خون عشاق کے ہوتے جو لگائے مہندی
یار کا ہاتھہ بھی بندھ جانے کے قابل ہوجائے

آئے بے پردہ جو لیلائے خیال جانان
دل یہ بالیدہ خوشی سے ہو کہ محمل ہوجائے

کوچۂ زلف ہی کچھہ مصر کا بازار نہین
آئے یوسف جو ادھر قید کے قابل ہوجائے

چال افتادگی اشک سے سیکھی ہمنے
لغزش پا سے ابھی قطع منازل ہوجائے

فاتحے کو جو وہ بت ہاتھہ رکھے مرقد پہ
ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کا نگین سل ہوجائے

۱۸۶	ولہ	۵

کاکل جو اوسکے شعلۂ رخ سے سرک گئی
کالی گھٹا مین صاف یہ بجلی چمک گئی

پونہچی نہ اوسکے کان تلک آہ نارسا
کیا فاصلہ زمین سے اگر تا فلک گئی

ٹکڑے ہوے ہمارے گریبان صبر کے
انگڑائی مین جو یار کی چولی مسک گئی

سینے جو آہ سرد بھری اوسنے ہنس دیا
گل کی کلی نسیم سحر سے چٹک گئی

۱۸۷	بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ ای وزیر پونہچانے اونکو روح مری دور تک گئی	۹

پردہ کدورتون سے کیا آج یار نے
دیوار گرد کھینچی ہے دل کے غبار نے

چھیڑا چمن مین یہ مژۂ اشکبار نے
آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے

گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے
افیون باغبان کو دی کوکنار نے

دکھلائی نے سواری لڑکپن مین یار نے
دوڑایا اپنے پاؤن سے گھوڑا سوار نے

رفعت دکھائی کوچۂ گیسوے یار نے
لی راہ آسمان کی زمین تتار نے

کانٹا چبھا جو پاؤں مین سمجھا ضعف سے
سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نے

پانی نہین یہ آپ کے عاشق کا ہے لہو
کیون جوشن پہلے کوڑی دکھائی کٹار نے

پھینکا جو مینے اپنا گریبان پھاڑ کر
دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نے

١٨٨	دیکھین جو اے وزیر مری بیقراریان کی آرزوے صبح شب انتظار نے	٢٠

مے دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہے
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے

کچھ معجزہ ختم آپ کے لب پر تو نہین ہے
عیسی ہے تو ہو اپنا پیمبر تو نہین ہے

جب میان سے نکلی تو مرے دل مین سمائی
تلوار تری روح دو پیکر تو نہین ہے

قاتل ہے گمان معجزۂ شق قمر کا
جوڑا کیطرح تیغ دو پیکر تو نہین ہے

میخانے کو سجدہ کیا ہے کعبے نے جھک کر
اوس چشم پہ ابروے نگون سر تو نہین ہے

داغ اوس پہ کہان تھے یہ گلی عشق کے پھرا ہے
بھیجا تھا جسے وہ کبوتر تو نہین ہے

پیری مین جوانون سے ملون جھک کے مین کیونکر
قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہے

ہے سرمے کا دنبالہ تری آنکھ مین ساقی
ساغر سے ترے موج پیا ہر تو نہین ہے

مین آنکھین بچھاؤن وہ شہ حسن اگر آے
درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہے

منہ اوسکو دکھاؤ گے تو مین ٹکڑے کرونگا
آئینہ ہے کچھ سد سکندر تو نہین ہے

اوراق خلائق نظر آتے ہین پریشان
یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہے

کیون دیکھتا ہون وصل مین جو اب شب وقت	سرخاب کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی
او طفل جو کہتا ہی بُری آنچ ہی اسکی	چھوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہی
کس شوق سے آیا ہی گل زخم کی جانب	اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہی
قبضے کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی	اب بارڑھ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی
خالی ہو تو از خود عرق شرم سے بھر جاے	منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہی
عریانی کے جامے کا گریبان بنا ہی	بیکار گلے پر ترا خنجر تو نہین ہی
کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہی	جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی
کیون اوٹھ گئے پاے صف مژگان کجا ہی	زمائیے بھاگا ہوا لشکر تو نہین ہی
رسوا نہ کریگا تمھین یہ دیدۂ حیران	پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

۱۸۹	ولہ	۱۳

تم جو پتھراؤ کرو کور بھی بینا ہو جاے	منہ پہ پتھر جو لگے آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے
گر میان کیجیے جوبن یہ زیادہ ہو جاے	نکل آئے جو عرق حسن کا دریا ہو جاے
گردش چشم کا تیرے اثر ایسا ہو جاے	گرد اوڑے پاے نگہ سے تو بگولا ہو جاے
ذبح کرنے مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا	رنگ اوڑ جاے ابھی خون پسینا ہو جاے
سرمہ دینے مین نکل آئین جو تیرے آنسو	ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہو جاے
چشم مخمور سے دیکھے جو وہ بت کعبے کو	مے سے محراب کا لبریز پیالا ہو جاے
ٹھنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھے نبض	کف عیسی ابھی جل کر کف موسا ہو جاے

نشّاے مین پاؤن جو تم سبزۂ تر پر رکھو	ہو یہ بالیدہ ابھی صورت مینا ہو جاے
حال کچھ اونکے تلون کا نہ مجھسے پوچھو	عکس جس گل پہ پڑے وہ گل حنا ہو جاے
رنگ کندن سا تمھارا ہی عجب کیا ہی اگر	طوطی سبزۂ خط سونے کی چڑیا ہو جاے
تم جو اک ہاتھ لگاؤ تو مین ایسا خوش ہون	ابھی دو ہاتھ کا ای جان کلیجا ہو جاے
شرمگین آنکھ کی گر یاد مین پتھرا جائے	سنگ سرمہ یہ مری آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

۱۹۰	در دندان نبی سے کے جو رولاۓ الفت ای وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جاے	۷

دیکھکر مجھہ نزار کا مردہ وہ بولے ناز سے	غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سے
کیا اثر اکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سے	آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سے
دیکھنے والو نہین تیرے وہ بہت اچھے رہے	قتل کر ڈالا جنھین تیغ نگاہ ناز سے
چاندکے ٹکڑے ترے تلوے ہین او خورشید رو	چاندنی نکلے نہ کیونکر فرش پا انداز سے
دسعودری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے	چاہیے ای دل جگر واقف نہو اس راز سے
تیرے دیوانے کو ایسا شور وحشت سے تنگ ہی	پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے
پردے کانونکے پھٹے جاتے ہین ہاے فرط ضعف	ناک مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سے

۱۹۱	وله	۸

ای جان تو ہو دور تو کسطرح کل پڑے	نزدیک ہی کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے
کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا	منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

دامن ترا پکڑنے کو مضطرب ہوے
ہاتھ اپنے آستینون کے باہر نکل پڑے

ہوتا ہی افسوس لڑکو نکو لڑکون سے واقعی
اور طفل تجکو دیکھ کے آنسو نکل پڑے

پھنسنا تھا دل کو گیسو پیچان مین پھنس گیا
قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑے

ایسا کسی کو شوق شہادت نہووے گا
گردن جھکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے

لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یار کو
میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل پڑے

باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی
زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

۵	وله	۱۹۲

اوسکی تلوار کے رومال کا پھاہا تو نہین
آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہے

چشم خونریز مین سرمے کا نہین دنبالہ
اپنی نظرون مین ہرن کیف قصاب مین ہے

ناز سے آنکھ اگر بند وہ کر لیتے ہین
کہتے ہین فتنہ بیدار ابھی خواب مین ہے

گر پڑے ہین مگر آنکھون سے مری گرم آنسو
کرۂ نار کا عالم کرۂ آب مین ہے

بیٹھی نظرون سے مجھے دیکھ کے کین بند آنکھین
زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہے

وله

ہوا ہی عشق تازہ ابتداے آہ ہوتی ہے
مبارک طفل دلکی آج بسم اللہ ہوتی ہے

ملا جب درہم داغ جنون گھبرا کے دل بولا
یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہے

بیان کرتا نہین دل وصف اوس رخسار مخطط کا
خدا کے گھر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہے

فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظلم چرخ گردان سے
جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہے

۱۹۳	غزل در نعت سرور کائنات	۶

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربے بحقیقت و مجازا عربی

گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو
آمدہ عیسیٔ مریم پے درمان طلبی

ہجر تو مرگ و وصال تو حیاتست حیات
جسم را جانے و جانانے و عیسیٰ لقبی

گر بگویم کہ ایازے و خدا محمود ست
بسر عشق کہ این ہم بود بے ادبی

یا حبیبی ارنی گفتہ ام مثل کلیم
حق پسند این چہ جالست باین بوالعجبی

بروام خضر دلم تشنۂ دیدار کسی ست
نخورم آب بقا جان دہم از تشنہ لبی

متفرقات

مر گئے ہم وہ روانہ ہو گئے
رات بھر جاگے تھے دنکو سو گئے

قتل بے شمشیر او ظالم کیا
آئنہ دکھلا دیا دو ہو گئے

یا علی تم اور نبی تو ایک ہو
چشم احول مین مگر دو ہو گئے

ولہ

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی
بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی

بے ہوا اوڑنے لگا مشت غبار
طبع اپنی خاک کی بادی ہوئی

سوکھکر کانٹا ہوا دست جنون
خار وار اب ہاتھہ کی مچھلی ہوئی

ولہ

زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے
ای فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے

ای بتو خوبی قسمت ہی گلا کیا تم سے
کیون نہون کوچۂ محبوب ہمین عاشق نالان

جسنے راحت تمہین دی اوسنے ہمین رنج دیے
اس گلستان کو یہ مرغان نواسنج دیے

ولہ

رخصت طلب ایسا ہون ابھی چین نہین ہی
بے تیرے مجھے دید کا کچھ شوق نہین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہی

پونہچا ہون وہان مین کہ فلک ہی نہ زمین ہی
تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آئینہ بھی پرتو سے مرے چین بجبین ہی

ولہ

جسطرف تم ہو اودھر سر مرا جانا ہوجاے
یار جاتا ہی کہو دل بھی روانا ہوجاے
کیجیے مجھہ پہ نگہ غیر مرے جیتے جی

پائنتی قبر کی بیٹھو تو سرہانا ہوجاے
ساتھہ اچھا ہی اگر ایسے مین جانا ہوجاے
تیر مین آپکے کھاؤن وہ نشانا ہوجاے

ولہ

دیکھہ پچھتاے گا او بت مرے ترسانے سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتھہ چھڑا کر شب وصل

اوٹھہ کے کعبے کو چلا جاونگا بتخانے سے
نبضین بھی چھوٹ گئین ہاتھہ کے چھٹ جانے سے

ولہ

ہجر مین اک ماہ کے آنسو ہمارے گر پڑے
پھینکی تھی زاہد نے کل شیشے کی گردن توڑکر

آسمان ٹوٹا شب فرقت ستارے گر پڑے
آج سنتے ہین کہ مسجد کے منارے گر پڑے

ولہ

صحرا کیے ہین پیدا بڑھکر غبار دل نے ۔ پھینکا ہی دور ہمکو اس دشت متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی گئی جنس دل کی طینت سے ۔ کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت سے

ولہ

سینے پہ میرے زخم ہین کیا بے نشان لگے ۔ جراح ہاتھ ملتا ہی بھالا کہان لگے

ولہ

لب و دندان دکھا کر اپنے وہ کہتے ہین شوخی سے ۔ نکل آیا ہی دیکھو لال دانتونکی کھڑکی سے

ولہ

یاد مژگان ہین مری آنکھ لگی جاتی ہی ۔ لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہی

ولہ

صدائے نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے ۔ چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سے

ولہ

چمن سے توڑ کے پھولونکو باغبان چلے ۔ تمہارے سننے کو باتین گلونکی کان چلے

ولہ

زلف کی چال صبا چلتی ہی ۔ کیا پریشان ہوا چلتی ہی

ترجیع بند

صبا کبھی جو ترا کوئے یار مین ہو گذر ۔ نہ بھولیو تو پیام وزیر خستہ جگر

یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت مین ۔ فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹھ پہر

پہونچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک ۔ گذر گیا ہی بس اب سر سے آب دیدۂ تر

کبھی ہی ہوش اوسے گاہ فرط بیہوشی ۔ کبھی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سے باہر

ہر ایک کوچے مین پھرتا ہی صورت وحشی ۔ کبھی ادھر سے اودھر ور کبھی ادھر سے

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ پڑھتا ہی | عجیب حسرت وارمان سے ہاتھہ پھیلاکر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہی اب کے یہ فیض مسیح باد بہار
رہا چمن ہین نہ آزار دید بلبل کو
دم مسیح کا باد بہار مین ہی اثر
وفور عیش سے بزم نشاط ہی گلشن
عجب نہین پر پروانہ ہو پر طوطی
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر مین ہی
نظر پڑے گل نارستہ شاخسار سے یون
گمان غلط ہی کہ بار ثمر سے ہوگئے خم
چمن مین نام خدا ہی ہجوم گل ایسا

چمن مین دیدۂ نرگس تلک نہین بیمار
پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
نہ کس طرح سے ہو زائل تب دروں چنار
کلی جو چٹکے تو آئے صداے نغمۂ تار
نہال شمع تلک سبز ہو کے لائی بار
بنے وہین زر گل سنگ سے جو نکلے شرار
عیان ہو شیشے سے جیسے شراب رخ ای یار
جھکے ہین شکر کے سجدیکو باغ مین اشجار
جگہ نہین جو کرے عندلیب وا منقار

ہجوم لالہ و گل آنقدر رشد ست وزیر
نماند جاے کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سے رنگ تو قلقو
زبان حال سے کہتی ہی موج نکہت گل

چمن مین دیکھیے جس گل کو اک گلستان ہی
اب اندنون تو یہ فیض بہار بستان ہی

چو عندلیب بگل درد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سبز در منقار

یہی بہار کا اب حکم ہی گلستان پر
کہ سایۂ گل تر بھی ہو مثل گل احمر
نہ رہنے پائے ذرا داغ دلمین لالے کے
لگائین مرہم کافوریا سمن لیکر
رہے چمن مین نہ بیمار آج نرگس بھی
بغیر لطف پریشان نہووے سنبل تر
خدا کے فضل سے صحت ہوی ہی آج اوسے
ہزار گلشن عالم خدا کرون جس پر
صبا سے کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کرے
چمن کی سیر کو آئے کا آج وہ گل تر
رہین قرینے سے مرغان باغ ہر جانب
نہ کوئی آئے ادھر اور نکوئی جائے اودھر
گمان سبکو یہ ہو ہی یہ فرش بلبل چشم
بچھائین بلبلین آنکھین میان راہگذر
چمن سے آئین نکل نخل بہر استقبال
ادب سے نذر گل اشرفی کرین لیکر
ہر اک نثار کرے آج مال و زر اپنا
یہانتلک نہ رہے مشت غنچہ مین بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سے ہوے ہین پیر جوان
مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان
تو چند روز ہوا تھا علیل وہ لذت جان
قسم خدا کی نہ تھی بس ہمارے جسم مین جان
برنگ نرگس بیمار دم تھا آنکھون مین
یہ تیرے رنج کا تھا رنج ای مسیح زمان
تری شفا کی دعا مانگتا تھا سب عالم
ہر ایک موے تن خلق بنگیا تھا زبان

خمیدہ غم سے تھے محراب کی طرح زاہد
دعا زبان پہ تھی اور ہاتھہ مین قرآن

مدام کرتے تھے شیشے بھی نالہ قلقل سے
بنا تھا ساغر لبریز دیدہ گریان

دعا مین مانگتے تھے ہاتھہ اوٹھا اوٹھا کے سبو
جھکے تھے سجدے مین ساقی سے تا بہ پیر مغان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح
کہ تا فلک سری جاتی تھی نالہ سوزان

مریض دیکھہ کے تجکو یہ حال تھا اپنا
رہی تھی جسم مین طاقت نہ دل مین تاب و توان

زفرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشم عصا سے مژگان بود

ہزار شکر خدا نے تجھے دی جلد شفا
وگرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھہ مرا

تو بہر غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون
مسیر مہر درخشان ہی برج آبی کا

خوشی ہر ایک ہوا تیرے غسل صحت سے
کہ تیرے سائے تلے رہتے ہین ہزار ہما

خدا نے آج تجھے جان تازہ بخشی ہے
ہزار جان گرامی کرون مین تجھہ پہ فدا

جھکا کے سجدے کو سر سب کیون نہ جا مانگین
جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا

نہ کیون کہون مین تجھے آسمان لطف و کرم
نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا

خوشی نہ کیون ہو زمانے کو تیری صحت سے
ہرا اس چمن مین ہوا تیرے کون ابر سخا

چمن مین دیدہ نرگس بھی اب نہین رنجور
تجھے شفا جو ہوے بس کہ دی مرض نے ہوا

زصحت تو چنان عہد ال رہست مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سے ہر ایک ہی زردار | بھرے چمن نے گل اشرفی سے جیب و کنار
جو نام لیکے ترا توڑے گل کوئی گلچین | تو ہاتھ مین ہو زر گل طلائے دست افشار
ترا وہ حکم وہ ثروت ہی تو اگر چاہے | ہر ایک فقیر کا گھر اسطرح سے ہو طیار
بجائے آب ہو آب گہر کا صرف آومین | خریدین سونیکی اینٹین بناتین گھر معمار
ضعیف ایسے قوی ہین ترے زمانے مین | او لجھہ کے چاک کرے خار دامن کہسار
سوائے در نہین ہوتا ہی کوئی طفل یتیم | ہوا مسیح زمان تو اجل ہوئی بیکار
جو دیکھہ لے تری تلوار ماہی دریا | تو اپنے پوست سے بھاگے نکل کے صورت یار
دعا یہ میری ہی مثل خضر ہو عمر تری | کبھی نہو تو مسیحا کیطرح سے بیمار
سوا ترے کرم و لطف کے یہان ہیچ اپنا | نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہی غمخوار

فتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
برائے نام **وزیرم** ولے فقیر توام

خمسہ

جگر مین ناوک غم ہی گلے پہ تیغ ستم | زبان پہ آہ ہی آنکھون مین اشک لب پہ ہی دم
ہوا ہون خنجر غفلت سے کشتہ مین پرغم | مکن تغافل ازین بیشتر کرمے ترحم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوندست

نہ ہی وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم | جفائین بڑھتی ہین تیری وفائین ہوتی ہین کم

غلام پر یہ عتاب اپنے بندے پر یہ ستم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است

کچھ اپنے واسطے کہتا نہیں ہون یہ ہر غم
یہی ہو ڈر تری بندہ نوازیونکی قسم

کہے نہ بیکس و بے یار مجکو اک عالم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است

قطعہ

نکر عوض مرے جرم و گناہ بیحد کا
الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین

کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج
یہ اونکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

قطعہ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو و گل و سنبل ترتیب
اندرین عہد شہنشاہ سخی و باذل

نائب مہدی و دین شاہ شہان عالم
غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل

چون صدف پر ز گہر چشم تہیدستان شد
ہست دریای سخاوکرمش بے ساحل

بر در دولت این تخت نشین زر بخش
ہمچو خورشید شود کاسۂ دست سائل

مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او
روے تابندہ او غیرت ماہ کامل

حبذا باغ لطیفیکہ در و بکشادہ
دفعتہً قافلۂ فصل بہارے محمل

نکہت نسترن و یاسمن و نسترنیش
جان تازہ بدمد چون دم عیسی در دل

باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بر در
تا ابد باد خزانے بنتوان شد داخل

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید … می شود زندگی تازه بهر دم حاصل

همچو این گلشن جان پرور و راحت افزا … نیست از روم و حبش تا بجد چین و چگل

غنچهٔ گلشن قصو نسیمش وا کرد … عجبی نیست شگفته شود ار غنچهٔ دل

نذر گلدستهٔ تاریخ بیاور و وزیر … قطعهٔ جنت اعلی بزمین شد نازل

قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود … عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا

هر صبح و شام از پی شاه زمن بشاخ … دارد بلند دست دعا باغ کربلا

با از سر ادب نهد اینجا ملک که هست … گلزار سید الشهدا باغ کربلا

چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب … مثل صباست عقده کشا باغ کربلا

نالد همیشه او ز صدای شکست رنگ … دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا

کردم باد چو نسبت گلزار خلد گفت … اهر وای ما کجا و کجا باغ کربلا

رو لیش بسوی کعبه و سویش رخ جهان … هم قبله هست و قبله نما باغ کربلا

کردیم فکر سال بنایش چو ای وزیر … بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر … که هست او به بحر شرف بی بهادر

کف همتش غیرت ابر نیسان … که آن آب می بارد او گوهر افشان

چو مریخ خونریز باشد به هیجا … چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون زآب شمشیر او بید
حسودان نشانهٔ پی تیر او بی

ز پیلان او هست یک پیل گردون
سبق برد رخشش بشدیز و گلگ

به ایثار گنجینه هامی دهد او
به اصرار پشمینه هامی د

نه مغموم شد هیچکس از در او
نه محروم شد هیچکس از

رفیق جناب وزیر معظم
فقیر محمد امیر مک

صد و بست سالش بود زندگانی
باقبال و باجاه و با کامرا

نصیبش بود صحت و عافیت هم
قرینش بود عشرت و میمنت

بود لطف نظمش به از آب گوهر
زبان شست لاریب از آب

محیط جهانست فکر رسایش
که شد ورد بر هر زبان شعرهایـ

کلام فصیحش بلاغت نظام ست
بدیع و بیان را ز و انتظام معـ

ز مضمون چشمان بیمار جانان
شده و فرشش غیرت نرگس

چو فکری در اشعار رنگین نموده
ز حد رتبهٔ گلعذاران فزو

به از ابر و حور هر بیت دیوان
نقط غیرت خال رخسار غلما

به از نسر طائر طیور مضامین
ز کیوان بلند ست معنی رنگیـ

ز هر مصرعش مصرع سرو شد پست
ز رنگینیش جیب گل چاک گشت سـ

دو ابروش خم و کلک او باده نوش ست
مضامین او همچو مستی بجوش سـ

چو مائل ترتیب و تالیف آن شد
بهر صفحه رنگ گلستان عیان

نہ تالیف و ترتیب دیوان نمودہ	کہ او نخلبندی بستان نمودہ
بگفتند سالش زمہ تا بماہے	کہ ترتیب دیوان ہمایون آلہی

۱۲۴۴

قطعۂ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسمٰعیل خان	از رہ صدق و صفا ہمپایۂ بیت الحرام
بہر تاریخش مصلی ہا بگفتند اے وزیر	کعبۂ ایمان ما این ست بیشک و السلام

۱۲۶۱

ایضا

ساخت اسحاق خان اسمٰعیل	مسجد دو دیدۂ زفضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر	شد دگر کعبۂ شریف بنا

۱۲۶۰

قطعۂ تاریخ تولد شاہزادہ مرزا خورشید شکوہ

از فطرت شہزادہ خورشید شکوہ	تر شد دہن خشک من از آب مراد
از یمن قدم زمین چو شد رشک فلک	خرم گردید و سر بپایش بنہاد
گل خندہ زن ست و بلبلان نغمہ سرا	شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بہار عیش و عشرت چہ عجب	گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیہ رقم کرد وزیر	جاوید جوان بخت جوان طالع باد

۱۲۶۳

خاتمۃ الطبع

ہدیۂ سپاس فراوان اور تحفۂ حمد بے پایان لائق بارگاہ بدیع الارض و السماوات ہی

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بنا کر علم معنی و بیان سکھایا اور آلائی شنا بے شمار

اوس عالم امی لقب کے لیے سزاوار ہو کہ جسنے اہل عالم مثال کو مجاز و حقیقت کا تفرقہ بتا کر

استعارۂ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتے تھے دلائل بینہ سے باطل فرمایا

اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہو کہ جن کے برکت اور فیض

ہدایت سے کنایۂ معرفت ذہن مین آیا تس بعد خاکسار کج مج زبان امیدوار

افضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفی خان

ابن حاجی محمد روشن خان وخلہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کی خدمت

مین صاف صاف عرض کرتا ہو کہ مدت دراز سے خیال انطباع کلام بلاغت نظام

افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر و سخن اکمل شاعران زمن

دانائے اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقدمین

سند المتاخرین اشرف شرفائے ذیشان افضل نجبائے ہندوستان

جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر

ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بالغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر

تھا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سے کہ لازمۂ اہل کمال ہو سوائے احباب

و تلامیذ کے ایک پرچہ بھی مصنف کے پاس کبھی نہ دیکھا الحمد للہ کہ اس ایام

جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان ولی سید ہادی علی

اور سید محسن علی صاحب سے کہ سرخیل شاگردان عالی وقار

ورسردفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستۂ لخت جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تھا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہوکر موسوم بہ **دفتر فصاحت** ہوا اور اہتمام
خاکسار ہین مشک بیزی خامۂ عنبرین شمامۂ مشتاق خفی وجلی شیخ **اشرف علی** کے
اونتیسوین ۲۹ تاریخ ذی الحجہ ۱۲۷۲ سنہ ہجری کو مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنؤ محلہ
محمود نگر مین زیور طبع زیب فرما کر یوسف بازار شہرت ہوا تھا اب کہ ۱۲۹۳ سنہ ہجری مین
اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق نظر آئے اور بسبب نایابی وکم یابی کے
اطراف واکناف سے سیکڑون خط اصحاب کے برابر آئے لہذا بار دیگر رقم
مشکین رقم خطاط مشہور آفاق خواجہ محمد حسین صاحب سے لکھوایا
اور بکمال صحت وتحقیق کے ساتھہ کاغذ صاف
وعمدہ پر چھپوایا احباب کو فکر تازہ کی تکلیف
دینی مناسب نجانی بطور یادگار قدیم
تاریخون سے صفحات خاتمہ کو
زیب زینت دی فقط

تاریخہای طبع دیوان بلاغت عنوان نتائج افکار شعرای گزیدۂ دیگر

از جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد ضیا خان بہادر برق تخلص
شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمدہ اللہ بغفرانہ

مطبوع طبائع خلائق بجہان	منظوم وزیر باکمال ہندست
تاریخ رقم کرد چنین خامۂ برق	دیوان کلیم ہمیشال ہندست

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہی مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر	ہی ہر مصرع مین ماہ نو کی تنویر
ای بحر یہ سال طبع لکھا مین نے	ہی نسخۂ برگزیدہ دیوان وزیر

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر
ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجہ وزیر افصح دوران وحید عصر	یکتا بفکر بودہ و مشاق لاجواب
دیوان شدہ چو طبع بگو سال ای قبول	ما این کارنامہ ہست در آفاق لاجواب

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود ہر کہ بہ بیند این را	دوستان طبع نمودند چہ دیوان متین
سال مطبوع چنین ساختہ تحریر شہید	منطبع گشتہ چہ دیوان و کلام الحق این

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم